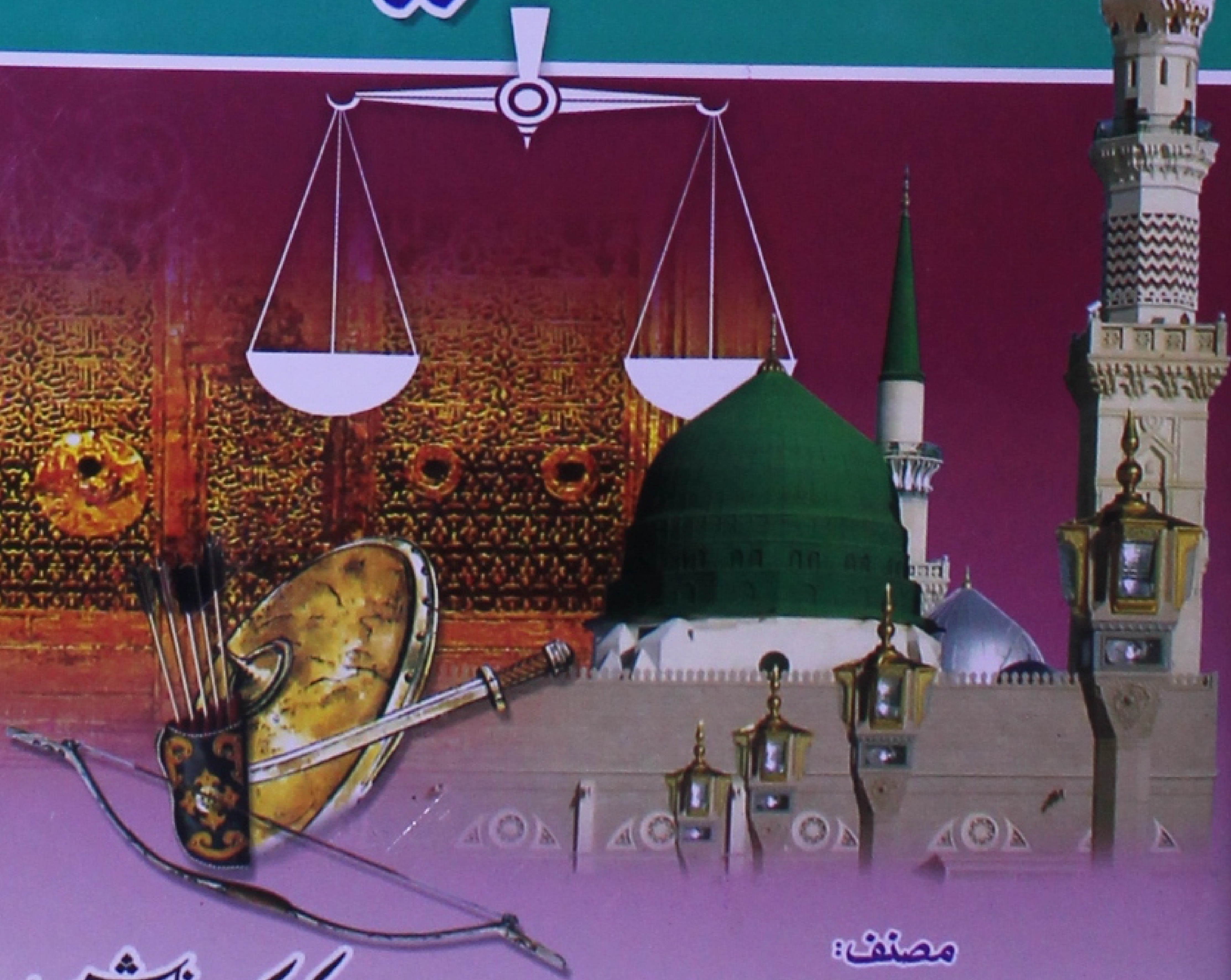
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلوں پر مایہ ناز تصنیف

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

کے فیصلے



مصنف:
علامہ محمد مسعود قادری

ناشر
اکبر بُک سیلرز لاہور

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلوں پر مایہ ناز تصنیف

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلے

مصنف:
علامہ محمد مسعود قادری

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

نام کتاب: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلے
مصنف: مسعود قادری
پبلشرز: اکبر بک سیلرز
تعداد: 600
قیمت: 300/-

ملنے کا پتہ
ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph: 042 - 7352022
Mob: 0300-4477371



انتساب:

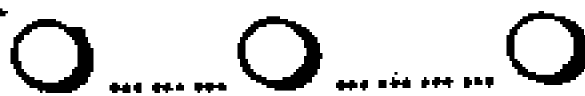
اپنی والدہ کے نام

جن کی دعاؤں، توجہ اور عمدہ تربیت کی بناء پر
آج میں اس مقام تک پہنچا



جس کی زباں پر خدا نے حق کو جاری کیا
جس کے عدل کا معیار ہے ارفع و اعلیٰ
جسے دیکھ کر شیطان بھی راہ بدل لے
اس عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اعلیٰ قیادت پہ لاکھوں سلام

فہرست



حرفِ ابتداء

اللہ عزوجل کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات پر بے شمار درود و سلام۔

خلیفہ دوم، پیکر عدل و انصاف، منبع فیوض و برکات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے اپنے عدل و انصاف اور اعلیٰ معیارِ حکمرانی کی بدولت شہرتِ دوام پائی۔ آپ رضی اللہ عنہ دعائے مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے بعد دین اسلام پردہ سے باہر نکل آیا اور مکہ کی گھاٹیوں میں دین اسلام کے ترانے گونجنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بہادری کے قائل اہل عرب بھی ہیں اور اہل عجم بھی اور آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلوں نے جہاں تاریخ اسلام پر انمٹ نقوش قائم کئے وہیں پر اغیار بھی آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلوں اور آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں اٹھائے گئے اقدامات کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اعلانیہ ہجرت کی اور کسی مشرک کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کو روکتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے غزوات میں بھی شمولیت اختیار کی اور جرأت و بہادری کی داستانیں رقم کیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان آپ رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور مناقب کے لئے ہی کافی ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو یقیناً عمر (رضی اللہ عنہ)

ہوتا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی اجتہادی قوت اور آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کی بدولت دین اسلام ملک عرب سے نکل کر دنیا کے گوشے گوشے تک پھیلا اور آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جتنی فتوحات ہوئیں وہ کسی اور زمانہ میں نہیں ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جن محکموں کا قیام عمل میں لایا گیا اور جو اقدامات اٹھائے گئے وہ آج بھی کسی فلاحی ریاست کے لئے بہترین عملی نمونہ ہیں۔

عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے قابل تحسین ہیں

وہ دعائے رسول ہیں، عطائے رسول ہیں

زیر نظر کتاب ''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلے'' کی تالیف کا مقصد یہ ہے کہ قارئین کو آپ رضی اللہ عنہ کی حیاتِ طیبہ میں آنے والے وہ امور جن کو کرنے کا بروقت فیصلہ آپ رضی اللہ عنہ کو دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ممتاز کرتا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کے وہ فیصلے جنہوں نے تاریخ رقم کی اور ان فیصلوں کی بدولت دین اسلام اور مسلمانوں کا سر فخر سے بلند ہوا انہیں ایک کتابی صورت میں یکجا کیا جائے۔ قارئین کے ذوق کے لئے کتابِ ہذا میں آپ رضی اللہ عنہ کی سیرتِ پاک کے کئی پہلوؤں کو بھی اجاگر کیا گیا ہے تا کہ قارئین کے لئے ذوق کا باعث بنیں۔ بارگاہِ خداوندی میں عاجزانہ التماس ہے وہ میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور ہمیں صحیح معنوں میں دین اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مسعود قادری

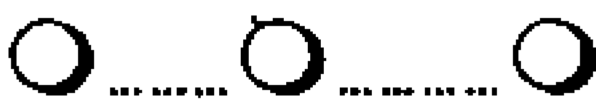
پہلا باب:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ابتدائی حالات

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی پیدائش، نام ونسب،

قبولِ اسلام سے قبل کے حالات،

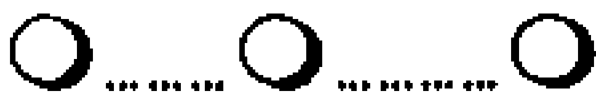
اسلام قبول کرنے کا فیصلہ



خالی ہے تیرا دل ادب و شرم و حیاء سے
ناداں تجھے کیوں بغض ہے اربابِ وفا سے
اے دشمن فاروق رضی اللہ عنہ تجھے اتنی بھی خبر ہے!
فاروق رضی اللہ عنہ کو مانگا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے

ولادت باسعادت

حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش سے کچھ عرصہ قبل ابرہہ نے اپنے لشکر کثیر کے ساتھ مکہ مکرمہ پر حملہ کیا۔ ابرہہ اور اس کا لشکر ہاتھیوں پر سوار تھا اور ان کا ارادہ یہ تھا کہ وہ خانہ کعبہ کو شہید کر دیں گے مگر ان کا ارادہ خاک میں مل گیا اور اللہ عزوجل نے ابابیلوں کے ذریعے اس لشکر کو تہس نہس کر دیا۔ قرآن مجید میں اس واقعہ کو سورۂ فیل میں بیان کیا گیا ہے چنانچہ عرب روایات کے مطابق یہ سال عام الفیل کے نام سے مشہور ہوا اور چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش بھی اسی برس ہوئی اسی لئے یہ سال مزید اہمیت اختیار کر گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی پیدائش حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت اور واقعہ فیل کے تیرہ برس بعد اور واقعہ فجارِ اعظم کے چار برس بعد مکہ مکرمہ میں ہوئی اور جس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک اس وقت قریباً ستائیس برس تھی۔



نام ونسب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی پیدائش پر آپ رضی اللہ عنہ کا نام ''عمر'' رکھا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کا لقب ''فاروق'' ہے جبکہ کنیت ''ابوحفص'' ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق قریش کی ایک شاخ بنی عدی سے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے اور عشرہ مبشرہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں جنہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ظاہری زندگی میں ہی جنت کی بشارت دی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا خاندان اپنی ذاتی اور خاندانی وجاہت کی بناء پر نہایت ممتاز اور بلند مرتبہ کا حامل تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب کعب پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلہ نسب سے جا ملتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شجرہ نسب پدری ذیل ہے۔

۱۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
۲۔ بن خطاب
۳۔ بن نفیل
۴۔ بن عبدالعزیٰ
۵۔ بن رباح
۶۔ بن عبداللہ
۷۔ بن قرط

۸۔ بن زراح

۹۔ بن عدی

۱۰۔ بن کعب

۱۱۔ بن لوئی

۱۲۔ بن فہر

۱۳۔ بن مالک

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب مادری یوں ہے۔

۱۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

۲۔ بن خنتمہ

۳۔ بن ہشام

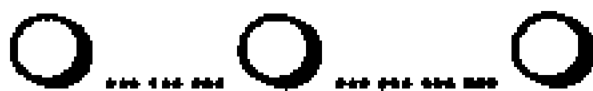
۴۔ بن مغیرہ

۵۔ بن عبداللہ

۶۔ بن عمرو

۷۔ بن مخزوم

حضرت ابوعمرو زکوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام ''فاروق'' کس نے رکھا تھا؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ان کا نام ''فاروق'' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا۔



قبولِ اسلام سے قبل کے حالات

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حیاتِ طیبہ کے متعلق کتب تواریخ میں وہی معلومات دستیاب ہیں جو آپ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے بعد کی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کا بچپن کیسا گزرا اور نوجوانی میں آپ رضی اللہ عنہ کے افعال کیا تھے یا پھر جوانی مین آپ رضی اللہ عنہ کے اشغال کیا تھے اور قبولِ اسلام سے قبل آپ رضی اللہ عنہ کے انداز و اطوار کیا تھے ان سب کے متعلق کتب تواریخ یکسر خاموش ہیں اور نہ ہی اس ضمن میں کوئی مستند روایات موجود ہیں جن سے آپ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام سے قبل کے حالات و واقعات کے متعلق آگاہی ملتی ہو البتہ صحیح روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار عرب کے تعلیم یافتہ افراد میں ہوتا تھا اور یہ وہ زمانہ تھا جب عرب میں علم کا رواج نہ تھا اور بہت کم افراد ایسے تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے اور ان میں ایک آپ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نوجوانی میں توانا جسم اور اعلیٰ صلاحیتوں سے مزین تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ علم الانساب کے بھی ماہر تھے اور اس کے علاوہ شعروشاعری کا بھی ذوق رکھتے تھے اور فنونِ لطیفہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو خاص شغف تھا۔

علمی قابلیت:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی علمی قابلیت اور اعلیٰ ہمتی کی بناء پر آپ رضی اللہ عنہ

کو قریش کے سفیر کا درجہ حاصل تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ذریعے ہی جنگ اور امن کے پیغامات دیگر قبائل تک پہنچائے جاتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ماہر پہلوان بھی تھے اور عرب میں زمانہ قدیم سے جاری میلوں بالخصوص عکاظ کے میلے میں اپنے فن کا مظاہرہ کیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ شمشیر زنی میں بھی مہارت رکھتے تھے اور ماہر نیزہ باز بھی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک شاندار گھڑ سوار تھے اور بھاگتے ہوئے گھوڑے پر آسانی سے سوار ہو جاتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ایک خاصیت یہ بھی تھی کہ سرکش سے سرکش گھوڑا بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں نرم پڑ جاتا تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب ہوش سنبھالا اور جوانی کی حدود میں قدم رکھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے آبائی پیشہ تجارت کو ہی بطورِ روزگار اختیار کیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے تجارت کی غرض سے کئی ممالک کا سفر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے علمی ذوق اور ذہنی قابلیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ جب بھی کسی ملک کا سفر کرتے تو اس جگہ کی زبان اور اس کی ثقافت سے بھی آگاہی حاصل کرنے کی کوشش کرتے اور ان کے ہاں ہونے والی علمی محافل میں شریک ہوتے اور ان محافل سے علمی استفادہ کرتے تھے۔

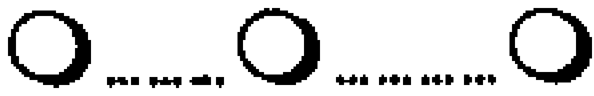
یہ علم، یہ حکمت، یہ تدبر، یہ حکومت
پیتے ہیں لہو، دیتے ہیں تعلیم مساوات

ماضی کو یاد کر کے آنسو بہانا:

روایات میں آتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ مقرر ہوئے تو ایک مرتبہ اپنے زمانہ خلافت میں دورانِ سفر ایک وادی سے گزرے اور آپ رضی اللہ عنہ اس وادی میں کچھ دیر کے لئے رک گئے اور اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے

آنسو جاری تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ موجود لوگوں نے رونے کی وجہ دریافت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ماضی کو یاد کرتے ہوئے فرمایا۔

''اللہ اکبر! ایک وہ دن تھے جب میں نمدہ کا کرتہ پہنے اسی وادی میں اونٹ چراتا تھا اور جب میں سخت مشقت کے بعد تھک جاتا اور آرام کی غرض سے لیٹ جاتا تو میرا باپ مجھے مارتا تھا اور آج یہ وقت ہے کہ اللہ عزوجل نے مجھے اسی وادی میں اس حال میں داخل کیا کہ میرے اوپر ماسوائے اللہ عزوجل کے اور کوئی ذات حاکم نہیں ہے۔''



اسلام قبول کرنے کا فیصلہ

حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک چالیس برس ہوئی اور آپ ﷺ اس عرصہ میں اکثر و بیشتر عبادت کی غرض سے غارِ حرا میں تشریف لے جاتے تھے اور کئی کئی دن وہاں مقیم رہتے تھے۔ پھر اللہ عزوجل نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو آپ ﷺ کے پاس وحی دے کر بھیجا اور آپ ﷺ کو منصب رسالت پر فائز کیا گیا۔ آپ ﷺ نے تبلیغ دین کا آغاز کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھی دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دی مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابتداء میں اس دعوت کو ردّ کر دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ کی دعا:

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے جب نبوت کا اعلان کیا اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک قریباً ستائیس برس تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب توحید کی دعوت دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ابتداء میں اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بارگاہِ خداوندی میں دعا فرمائی۔

''الٰہی! عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب یا عمر بن ہشام دونوں یا دونوں میں سے ایک کے ذریعے اسلام کی خدمت فرما۔''

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حق میں

حضور نبی کریم ﷺ کی دعا کے متعلق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کی ہے جس میں آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی۔

''الٰہی! عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب کے ذریعے دین اسلام کو قوت عطا فرما۔''

اللہ عزوجل نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی دعا کو شرف قبولیت بخشی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد اسلام قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ کے بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خطاب بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے اور انہوں نے اپنے قبولِ اسلام کو خاندان کے دیگر لوگوں اور آپ رضی اللہ عنہ سے چھپا رکھا تھا۔ اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان کے ایک اور شخص حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی اسلام قبول کر چکے تھے۔

اسلام قبول کرنے کا حتمی فیصلہ:

روایات میں آتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے والوں کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آتے تھے۔ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ اسی کیفیت میں تلوار نیام سے نکالے جا رہے تھے راستہ میں حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا تو پوچھا کیوں عمر (رضی اللہ عنہ)! کہاں کا ارادہ ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا میں آج محمد (ﷺ) کو قتل کرنے کی غرض سے نکلا ہوں۔

حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سن کر کہا عمر (رضی اللہ عنہ)! تمہیں تمہارا نفس دھوکہ دے رہا ہے، تم کیا سمجھتے ہو اگر تم نے محمد ﷺ کو قتل کر دیا تو بنی عبد مناف تمہیں چھوڑ دیں گے، تم زمین پر چلنے کے قابل نہیں رہو گے اور حضور نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے سے پہلے تم اپنے گھر کی خبر لو، تمہاری بہن اور بہنوئی نے اسلام قبول کر لیا ہے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت قبول کر لی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو راستہ بدل کر اپنی بہن کے گھر روانہ ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بہن اور بہنوئی کے گھر اس وقت حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ موجود تھے جو انہیں سورۂ طٰہٰ کی تعلیم دے رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے قدموں کی آہٹ سن کر حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کو گھر کے ایک کونے میں چھپا دیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے اور پوچھا تم لوگ ابھی کیا پڑھ رہے تھے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خطاب نے کہا کچھ بھی نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں، میں نے خود اپنے کانوں سے تم دونوں کو کچھ پڑھتے سنا ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ تم دونوں نے محمد (ﷺ) کے دین کی پیروی اختیار کر لی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ کہتے ہی اپنے بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے منہ پر طمانچہ دے مارا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خطاب شوہر کو بچانے کے لئے آگے بڑھیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو دھکا دے مارا جس سے ان کا سر پھٹ گیا اور خون بہنا شروع ہو گیا۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے جلال کی

پرواہ کئے بغیر کہا۔

''ہاں! ہم نے اسلام قبول کر لیا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ پر
دل و جان سے ایمان لے آئے ہیں۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا سخت لہجہ اور بہن کا بہتا ہوا خون دیکھا تو شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے اچھا مجھے بھی وہ صفحات دکھاؤ جو تم پڑھ رہے تھے میں تمہیں وہ پڑھ کر واپس کر دوں گا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خطاب نے کہا۔

''ان صفحات کو کوئی ناپاک شخص نہیں چھو سکتا اس کے لئے پہلے
تمہیں غسل کرنا ہوگا۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے غسل کیا اور اپنی بہن اور بہنوئی سے ان اوراق کا مطالبہ کیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خطاب نے سورۂ طٰہٰ کی تلاوت شروع کی۔ جب وہ اس آیت پر پہنچیں:

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ
لِذِكْرِیْ

''بلاشبہ میں ہی اللہ ہوں اور میرے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں
اس لئے تم میری عبادت کرو اور میری ہی یاد میں نماز پڑھا
کرو۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو نکل گئے اور کہنے لگے کس قدر اچھا اور عظمت والا کلام ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ بے اختیار پکار اٹھے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

''میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں
اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔''

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ جو کہ گھر کے اندر چھپے ہوئے تھے انہوں نے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبانِ مبارک سے یہ کلمات سنے تو باہر نکل آئے اور کہنے لگے۔

''عمر (رضی اللہ عنہ)! اللہ کی قسم! میں نے کل ہی حضور نبی کریم ﷺ کو دعا فرماتے سنا تھا الٰہی! عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب اور عمر بن ہشام دونوں میں سے ایک کے ذریعے دین اسلام کو تقویت پہنچا اور اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کی دعا قبول فرما لی اور دین اسلام کو تمہارے ذریعے تقویت پہنچائی۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قلب پر رقت طاری ہو گئی اور آپ رضی اللہ عنہ حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے مجھے اسی وقت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ۔

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم ﷺ اس وقت کوہِ صفا کے نواح میں دارِ ارقم میں موجود تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دارِ ارقم روانہ ہو گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو آتے دیکھا تو حضور نبی کریم ﷺ کو اس بات کی اطلاع پہنچائی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ جو کہ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھے انہوں نے جب آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق سنا تو فرمایا۔

''عمر (رضی اللہ عنہ) کو آنے دو اگر تو وہ بھلائی کے ارادے سے آیا

ہے تو اس کے ساتھ بھلائی ہوگی اور اگر وہ کسی برائی کے ارادہ سے یہاں آیا ہے تو میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جس وقت دارِ ارقم میں داخل ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کا دامن پکڑ کر فرمایا۔

"عمر (رضی اللہ عنہ)! کیا ارادہ لے کر آئے ہو؟"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میں اسلام قبول کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سن کر نعرۂ تکبیر بلند کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا جس سے کوہِ صفا کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔

ابوجہل کو قبولِ اسلام کی اطلاع دینے کا فیصلہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو آپ رضی اللہ عنہ ابوجہل کے گھر تشریف لے گئے۔ ابوجہل نے آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر کہا۔

"اے بھانجے! کیسے آئے ہو؟"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں تمہیں بتانے آیا ہوں کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور اگر اب تم نے حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں کچھ غلط کیا یا کہا تو مجھ سے برا کچھ نہ ہوگا۔"

ابوجہل نے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو غصہ میں آگ بگولا

ہو گیا اور کہنے لگا۔

"تم اور تمہاری اطلاع دونوں ذلیل ہوں۔"

قبولِ اسلام کا خانہ کعبہ میں اعلان فرمانا:

روایات میں آتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارا دین برحق ہے اور مشرکین باطل ہیں تو پھر ہم اپنے دین کو پوشیدہ رکھ کر کیوں عبادت کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجئے، ربِ کعبہ کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اسلام قبول کرنے سے پہلے میں کفریہ مجالس میں بھی اعلانیہ شرکت کرتا تھا اب میں دین اسلام کی محافل کا بھی خوب چرچا کروں گا اور دیکھوں گا کس میں اتنی جرأت ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف گندی نظروں سے دیکھ سکے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ تشریف لے گئے اور مشرکین مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"جو مجھے جانتا ہے اسے خوب معلوم ہے اور جو مجھے نہیں جانتا اسے معلوم ہونا چاہئے کہ میں عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب ہوں۔ میں نے اسلام قبول کر لیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اختیار کر لی ہے میں تمہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی دعوت دیتا ہوں ... قبول کرنے میں سستی

دکھائی تو جلد میری تلوار تمہاری گردنوں پر ہوگی۔"

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور بلند آواز سے کلمہ طیبہ کا وِرد جاری رکھا۔

اعلانیہ تبلیغ کا فیصلہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو اسلام کھل کر سامنے آ گیا اور اس کی اعلانیہ دعوت دی جانے لگی۔ ہم خانہ کعبہ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھنا شروع ہو گئے اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے لگے اور ظلم و زیادتی کرنے والوں سے سختی سے پیش آنا شروع ہو گئے۔

روایات میں آتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے بعد ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کی ادائیگی کے لئے خانہ کعبہ تشریف لے گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق، بائیں جانب حضرت حمزہ، سامنے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم تھے اور سب سے آگے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ چل رہے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پہرے میں خانہ کعبہ پہنچے اور نمازِ ظہر ادا فرمائی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام سے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خانہ کعبہ میں نماز کی ادائیگی کو دیکھ کر مشرکین مکہ آگ بگولا ہو گئے مگر حضرت سیّدنا حمزہ و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کے رعب و دبدبہ کی وجہ سے وہ کچھ نہ کر سکے۔

حضرت صہیب بن سنان رومی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو اس کے بعد اسلام پردے سے باہر آ گیا اور

اعلانیہ دعوتِ اسلام دی جانے لگی۔

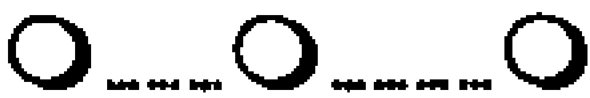
ابن سعد کی روایت میں ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اس کے بعد سے اسلام کو کبھی زوال نہ آیا اور مسلمانوں کو کبھی رسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑا۔

مشرکین کے مظالم پر استقامت کا فیصلہ:

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول لیا تو اپنے ماموں عمر بن ہشام جسے تاریخ میں ابوجہل کے نام سے جانا جاتا ہے اور قریش کے سرداروں میں سے تھا اس کے گھر گئے اور دروازہ پر دستک دی۔ اس نے پوچھا کون ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب ہوں۔ ابوجہل نے دروازہ کھولا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا میں نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ پر اپنے گھر کا دروازہ بند کرلیا اور کہنے لگا تم ایسا ہرگز نہ کرنا۔ آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے نکلے اور قریش کے ایک اور سردار کے گھر گئے اور اسے بھی اپنے اسلام قبول کرنے کے متعلق بتایا۔ اس نے بھی اپنے گھر کا دروازہ آپ رضی اللہ عنہ پر بند کردیا اور کہنے لگا تم ایسا ہرگز نہ کرنا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا تم کیسے ہو تم دوسرے مسلمانوں پر تشدد کرتے ہو اور ان پر ظلم کے پہاڑ توڑتے ہو اور میں تمہیں اپنے اسلام قبول کرنے متعلق بتاتا ہوں تو مجھ پر اپنے گھر کا دروازہ بند کر دیتے ہو اور مجھے کچھ نہیں کہتے۔ وہ بولا تم کیا چاہتے ہو کیا تمہارا مسلمان ہونا سب پر ظاہر ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں! میں چاہتا ہوں لوگوں کو پتہ چل جائے میں نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ وہ بولا تم خانہ کعبہ چلے جاؤ اور صحن کعبہ میں فلاں شخص کو بتاؤ تم نے اسلام قبول کرلیا ... موجود اس شخص

سے ملے جس کا پتہ اس سردار نے دیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ اس شخص نے اعلان کیا عمر (رضی اللہ عنہ) نے اسلام قبول کر لیا۔ جیسے ہی اس شخص نے اعلان کیا آپ رضی اللہ عنہ پر چاروں جانب سے مشرکین نے حملہ کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو زدوکوب کرنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا ماموں ابوجہل آیا اور اس نے لوگوں سے پوچھا کیا ماجرا ہے؟ لوگوں نے بتایا عمر (رضی اللہ عنہ) نے اسلام قبول کر لیا ہے اور ہم اسے مار رہے ہیں۔ ابوجہل نے لوگوں کو آپ رضی اللہ عنہ سے دور کیا اور کہنے لگا میں نے اسے پناہ دی ہے۔ مشرکین نے جب ابوجہل کی بات سُنی تو آپ رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تجھے تیری پناہ واپس کرتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بات سن کر مشرکین ایک مرتبہ پھر آپ رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ پڑے اور مارنے لگے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے برس اسلام قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے قبل ایمان لانے والے مردوں کی تعداد چالیس اور عورتوں کی تعداد گیارہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے بعد دین اسلام دن رات ترقی کی منازل طے کرتا رہا اور لوگ جوق در جوق اسلام قبول کرتے رہے۔



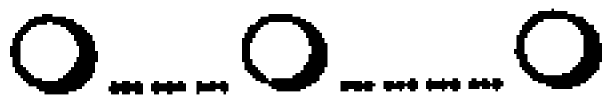
دوسرا باب:

ہجرت اور مدنی زندگی کے اہم فیصلے

اعلانیہ ہجرت، اذان کی تجویز دینا

غزوات میں شمولیت، مدنی زندگی کے اہم واقعات

حضور نبی کریم ﷺ کا ظاہری وصال



مستنیر نورِ وحدت حضرت فاروق رضی اللہ عنہ ہیں
ہالۂ ماہِ رسالت ﷺ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ ہیں
ہیں وصالِ مصطفیٰ ﷺ پر آپ صدمے سے نڈھال
غمزدہ ، تصویرِ حسرت حضرت فاروق رضی اللہ عنہ ہیں

ہجرتِ مدینہ کا فیصلہ

مشرکین مکہ کے ظلم و ستم حد سے تجاوز کر چکے تھے مگر پھر بھی وہ حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوصلوں کو پست نہ کر سکے۔ اس دوران حج کے ایام میں یثرب جو کہ مدینہ منورہ کا پہلا نام تھا وہاں سے کچھ لوگوں کا قافلہ مکہ مکرمہ آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں دعوتِ حق دی تو انہوں نے لبیک کہا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ جب مشرکین مکہ کے ظلم و ستم میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تو ۱۳ نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ پھر جب پہلا گروہ کامیابی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گیا تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گروہ در گروہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنا شروع ہو گئے۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حبشہ کی جانب ہجرت کرنے والے مہاجرین میں سے چند لوگ واپس مکہ مکرمہ لوٹ آئے اور اس دوران مکہ مکرمہ میں بھی بے شمار لوگ مسلمان ہو چکے تھے جبکہ مدینہ منورہ کے بھی بے شمار لوگ مسلمان ہو چکے تھے۔ قریش نے مسلمانوں پر مظالم کی انتہاء کر دی اور وہ مدینہ منورہ سے آنے والوں کو بھی تنگ کرنے لگے۔ اس دوران مدینہ منورہ کے ستر نقیب جو مسلمانوں کے سردار تھے انہوں نے حج کے ایام میں حضور نبی کریم ﷺ کی بیعت

کی جسے بیعت عقبہ کہا جاتا ہے اور انہوں نے عہد کیا آپ ﷺ یا آپ ﷺ کے جو بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ آئیں گے ہم ان کی معاونت کریں گے اور اپنی جان ان پر نچھاور کریں گے۔ پھر اللہ عزوجل کا حکم آن پہنچا اور اس دوران قریش کے ظلم وستم میں بھی بے پناہ اضافہ ہو چکا تھا۔ ۱۳ نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک قافلہ کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا اور یہ قافلہ کامیابی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی تعداد ہجرت کر کے مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہونے لگی۔

بخاری کی روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے تمہارا دارِ ہجرت دکھایا گیا ہے جو کھجوروں والا شہر ہے۔

روایات میں آتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قبولِ اسلام کے بعد گیارہ سال مکہ مکرمہ میں بسر کیے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی مکی زندگی کا یہ دور نہایت ہی پر آشوب دور ہے۔ مشرکین مکہ نے حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کئی مظالم ڈھائے۔ مشرکین مکہ کے سردار جن میں ابولہب، ابوجہل، اسود بن عبد یغوث، حارث بن قیس، ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف، عاص بن وائل اور دیگر جو کہ سب حضور نبی کریم ﷺ کے پڑوسی تھے ایذا رسانیوں میں مصروف رہے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کئی مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ وہ مشرکین مکہ کے خلاف انہیں علم جہاد بلند کرنے دیں مگر حضور نبی کریم ﷺ

نے ہر مرتبہ انہیں یہی فرماتے کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کفار کے ظلم وستم جب انتہاء کو پہنچ گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ۵ نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ اس گروہ میں قریباً سو کے قریب مرد و خواتین شامل تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چند دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں رہنے کو ترجیح دی اور ہمہ وقت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں رہ کر آپ ﷺ کی حفاظت فرماتے رہے۔

حق وصداقت کی تبلیغ کی کوششیں جو ضمیر کا ہم نوا ہو کر کی جائیں آج تک ناکام نہیں ہوئیں اور تاریخ کے اوراق اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ لوگوں کی اصلاح کے لئے درست سمت میں اٹھایا گیا قدم کبھی بے کار نہیں گیا اور جو لوگ اللہ عزوجل کی وحدانیت کے مشن کو لے کر چلے ان کے نام اور ان کا مشن بعد از مرگ بھی جاری ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی تبلیغ سے رفتہ رفتہ اہل مدینہ کے قلوب بھی روشن ہونے لگے اور وہ قبائل جو ایامِ حج میں مکہ مکرمہ تشریف لاتے تھے حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں دعوت اسلام دیتے۔ رفتہ رفتہ ان لوگوں کے دلوں میں اسلام کی محبت اجاگر ہونا شروع ہوئی اور اہل مدینہ مسلمان ہونا شروع ہو گئے۔ جب مشرکین مکہ کے مظالم حد سے زیادہ بڑھ گئے تو اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا جیسا کہ گذشتہ سطور میں بیان ہو چکا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ عزوجل کے پیغام سے آگاہ کیا اور اس کے بعد تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جوق در جوق قافلہ در قافلہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے لگے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی۔

اعلانیہ ہجرت:

حضور نبی کریم ﷺ کی جانب سے جب مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی اجازت دی گئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ واحد شخص تھے جنہوں نے اعلانیہ ہجرت کی تھی۔ اس ضمن میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں سوائے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جس نے اعلانیہ ہجرت کی ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ ہجرت سے پہلے خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے اور تلوار نیام سے نکال لی۔ پھر بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور مقامِ ابراہیم علیہ السلام پر دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر سردارانِ قریش کے پاس گئے اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

> ''تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اپنی شکل خراب کرانا چاہے، تم میں سے کوئی ہے جو اپنی ماں کو بے اولاد کرنا چاہے، تم میں سے کوئی ہے جو اپنی اولاد کو یتیم کرنا چاہے، تم میں سے کوئی ہے جو اپنی بیوی کو بیوہ کرنا چاہے اگر کسی کا ارادہ ہے تو وہ میرے مقابلے میں آئے۔''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قریش کے تمام سردار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تقریر سن کر گھبرا گئے اور کسی میں اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کا راستہ روکتا۔

بخاری کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہجرت فرمائی۔

سیرت ابن ہشام میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام جنہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی یہ بیان کیے گئے ہیں۔

''حضرت زید رضی اللہ عنہ بن خطاب جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے، حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہما جو حضرت زید رضی اللہ عنہ بن خطاب کے بیٹے تھے، حضرت خنیس بن خذافہ سہمی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ، حضرت واقد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت خولی بن ابی خولی رضی اللہ عنہ، حضرت مالک بن ابی خولی رضی اللہ عنہ۔ حضرت عمرو بن سراقہ رضی اللہ عنہ، حضرت ایاس بن بکیر رضی اللہ عنہ، حضرت عاقل بن بکیر رضی اللہ عنہ، حضرت عامر بن بکیر رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن بکیر رضی اللہ عنہ۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے قبل قبا میں قیام کیا جہاں آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان کے وہ لوگ جو مسلمان ہو چکے تھے وہ آپ رضی اللہ عنہ سے آن ملے اور پھر آپ رضی اللہ عنہ اپنے خاندان کے تمام افراد کے ہمراہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس وقت حضور نبی کریم ﷺ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل قافلہ مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو یہ قافلہ انصار کے ہر گھر کے آگے سے گزرا۔ ہر انصاری کی خواہش تھی حضور نبی کریم ﷺ کا یہ قافلہ اس کے گھر قیام پذیر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری اونٹنی جس کے گھر کے آگے بیٹھے گی میں وہیں قیام فرماؤں گا چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے آگے بیٹھ گئی اور حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام فرمایا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ آنے کے بعد انصار اور مہاجرین کے

درمیان بھائی چارے کا رشتہ قائم کیا اور ایک انصار اور ایک مہاجر کو بھائی بھائی بنایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا رشتہ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے قائم کیا گیا جو کہ قبیلہ بنی سالم کے معزز رئیسوں میں شمار ہوتے تھے۔

ابن سعد کی روایت میں ہے حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کا قیام قبا میں تھا چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کی مدینہ منورہ آمد کے بعد جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات قائم ہوئیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا قیام قبا میں کر لیا اور پھر دونوں کے مابین طے ہوا کہ ایک دن ایک حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگا چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور ایک دن حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کرتے تھے۔

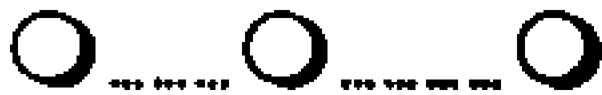
مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر میں شمولیت:

حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام کیا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے بنو مالک بن نجار کے ایک محلہ کے میدان میں جہاں حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی قصویٰ بیٹھی تھی آپ ﷺ نے اس میدان کے متعلق دریافت کیا کہ یہ جگہ کس کی ملکیت ہے۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ دو کم سن بھائیوں سہل اور سہیل کی جگہ ہے اور ان کے سرپرست مدینہ منورہ میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اس جگہ پر مسجد کی تعمیر کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت

سہل اور حضرت سہیل رضی اللہ عنہم نے وہ جگہ فی سبیل اللہ دینی چاہی مگر حضور نبی کریم ﷺ نے اسے خریدنے کا ارادہ ظاہر کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے زمین کی خریداری کے معاملہ پر بات کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خواہش پر مسجد نبوی کے لئے زمین خریدنے کا فیصلہ کر لیا اور پھر دس ہزار درہم کے عوض وہ زمین خرید لی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے مسجد نبوی کی تعمیر میں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ دن رات کام کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی مسجد کی تعمیر میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ شانہ بشانہ کام کرتے رہے۔ مسجد نبوی کی تعمیر انتہائی سادہ تھی اور اس کی دیواریں پتھر اور گارے سے بنائی گئی ہیں۔ مسجد کی چھت کھجور کے پتوں کی بنائی گئی تھی۔ مسجد کی تعمیر کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر اس کے گرد حجرے تعمیر کیے گئے جہاں حضور نبی کریم ﷺ اپنے اہل و عیال کے ہمراہ قیام پذیر ہوئے۔



اذان کی تجویز دینا

مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد اس امر کی ضرورت پیش آئی کہ کوئی ایسی نشانی مقرر کی جائے جس سے لوگوں کو نماز کے وقت کا پتہ چل جائے چنانچہ ایک تجویز حضور نبی کریم ﷺ کو یہ پیش کی گئی کہ نماز سے پہلے بگل بجایا جائے لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے اس طریقہ سے انکار کر دیا کیونکہ یہ طریقہ یہودیوں میں رائج تھا۔ ایک تجویز یہ پیش کی گئی کہ آگ جلائی جائے جس سے پتہ چل جائے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے بھی انکار کر دیا کیونکہ یہ مجوسیوں کا طریقہ تھا۔ ایک تجویز یہ پیش کی گئی کہ ناقوس بجا کر نماز کا اعلان کیا جائے مگر حضور نبی کریم ﷺ نے یہ طریقہ بھی رد کر دیا کیونکہ ناقوس بجانے کا طریقہ عیسائیوں کی عبادت گاہوں میں رائج تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اس مجلس مشاورت میں موجود تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے خواب سے آگاہ کیا کہ میں نے خواب میں کسی کو کہتے سنا کہ نماز کے لئے اذان کہو۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خواب کے بعد اپنے خواب کا ذکر کیا جس میں انہوں نے ایک شخص کو دیکھا تھا جس نے دو سبز چادریں اوڑھ رکھی تھیں اور اس نے اذان کے کلمات انہیں سکھائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس تجویز کو پسند کیا اور حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ اذان

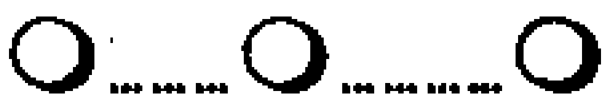
کے کلمات حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو سکھائیں۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما سے اذان کے کلمات سیکھنے کے بعد پہلی مرتبہ اذان دی اور یوں نماز سے پہلے باقاعدہ اذان دینے کا طریقہ رائج ہوا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اذان کی آواز سن کر حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! یہ وہی کلمات ہیں جو میں نے خواب میں سنے تھے۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما کے بتائے ہوئے کلمات کی تصدیق کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات سن کر اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور فرمایا۔

''مجھے وحی کے ذریعے پہلے ہی یہ کلمات بتا دیئے گئے تھے مگر میں اس کی تصدیق اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے چاہتا تھا۔''



غزوات میں شمولیت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں تمام غزوات میں شمولیت اختیار کی۔ ذیل میں ان غزوات کا اختصار کے ساتھ ذکر بیان کیا جا رہا ہے جن میں آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے شانہ بشانہ شرکت کی اور بہادری و جرأت کے بے مثل کارنامے انجام دیئے تا کہ قارئین کے لئے ذوق کا باعث بنیں۔

غزوۂ بدر میں شمولیت:

حق و باطل کے درمیان پہلا معرکہ ہجرت مدینہ کے دوسرے سال رمضان المبارک میں بدر کے مقام پر ہوا جسے تاریخ میں غزوۂ بدر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بدر کا میدان مدینہ منورہ سے قریباً اسی میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس غزوہ میں تین سو تیرہ مجاہدین جن میں ساٹھ مہاجرین اور باقی انصار شامل تھے حضور نبی کریم ﷺ کی قیادت میں میدان میں اترے۔ مشرکین کا لشکر ایک ہزار کی تعداد میں سامانِ جنگ سے لیس ابوجہل کی قیادت میں میدان میں اترا۔ اسلامی لشکر کے پاس جنگی ساز و سامان کی کمی تھی اور مجاہدین میں سب سے بڑا امتحان مہاجرین کا تھا جو اپنے بھائیوں کے مقابلہ میں تھے۔

میدانِ بدر پہنچنے کے بعد حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک ٹیلے پر

حضور نبی کریم ﷺ کے لئے سائبان بنایا جہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی حفاظت کے لئے مقرر ہوئے اور اسی جگہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے ذریعے لشکر کو ہدایات جاری فرمائیں۔

صحیحین کی روایت ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حق و باطل کے درمیان پہلا معرکہ بدر کے مقام پر ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے مشرکین کے لشکر کا جائزہ لیا تو ان کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی اور وہ جنگی ساز و سامان سے لیس تھے جبکہ اسلامی لشکر کی تعداد تین سو تیرہ تھی اور ان کے پاس جنگی ساز و سامان کی بھی کمی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے قبلہ رو ہو کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کے لئے اپنے ہاتھ بلند فرمائے اور دعا کی۔

''اے اللہ! تو نے میرے ساتھ جو وعدہ کیا اسے پورا فرما۔ اگر آج یہ مٹھی بھر مسلمان ختم ہو گئے تو روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی باقی نہ رہے گا۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دعا کے دوران حضور نبی کریم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کی چادر مبارک کندھوں سے نیچے گر پڑی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چادر کو اٹھا کر حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر رکھا اور عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! یہی کافی ہے اللہ عزوجل اپنا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر اللہ عزوجل نے مٹھی بھر مسلمانوں کی مدد فرمائی اور ہمیں جنگ میں کامیابی حاصل ہوئی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر کے موقع پر جرأت و شجاعت کی بے مثال داستانیں رقم کیں۔ آپ رضی اللہ عنہ شمشیر برہنہ ہاتھ میں لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرماتے رہے جبکہ مشرکین مکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے دشمن تھے۔ مشرکین جب بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرتے آپ رضی اللہ عنہ اپنی بے مثال جرأت سے انہیں پیچھے دھکیل دیتے تھے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اس نازک موقع پر آپ رضی اللہ عنہ نے ایک لمحہ کی بھی غفلت نہ برتی۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سائبان کے نیچے آرام فرما رہے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھیں کھولیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تمہیں مبارک ہو اللہ عزوجل نے جس مدد کا وعدہ کیا تھا وہ آن پہنچی ہے اور جبرائیل (علیہ السلام) اپنے گھوڑے کی باگیں تھامے میدانِ جنگ میں پہنچ گیا ہے۔''

غزوۂ بدر میں اللہ عزوجل نے لشکر اسلام کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے طفیل مشرکین پر فتح عطا فرمائی۔ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں سورۂ آل عمران میں غزوۂ بدر کے متعلق فرمایا۔

قَدْ کَانَ لَکُمْ اٰیَۃٌ فِیْ فِئَتَیْنِ الْتَقَتَا ط فِئَۃٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاُخْرٰی کَافِرَۃٌ

''تمہارے سمجھنے کے لئے نشانی ہے ان دو مخالف گروہوں میں جو ایک دوسرے سے لڑے ان میں سے ایک وہ تھا جو اللہ کی راہ میں لڑا اور دوسرا گروہ کافروں کا تھا۔''

غزوہ بدر میں چودہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جام شہادت نوش فرمایا ان میں چھ مہاجرین اور آٹھ انصاری تھے۔ مشرکین کے ستر آدمی جہنم واصل ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر شہداء کو بدر میں سپرد خاک کیا گیا اور مشرکین کے ستر آدمی جو جہنم واصل ہوئے تھے انہیں ایک گڑھے میں دفن کر دیا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ مشرکین کے گڑھے پر تشریف لے گئے اور ایک ایک کا نام لے کر پکارا اور فرمایا۔

"کیا تم نے اللہ عزوجل کے وعدہ کو حق نہ پایا جو اس نے میرے ساتھ کیا تھا۔ میں نے اس وعدے کو حق پایا جو اللہ عزوجل نے میرے ساتھ کیا تھا۔ تم اپنے نبی کے سب سے برے رشتہ دار بنے اور تم نے میرا انکار کیا جبکہ دوسروں نے میری تصدیق کی۔ تم نے مجھے میری سرزمین سے نکالا اور دوسروں نے مجھے پناہ دی۔ تم نے میرے ساتھ جنگ کی جبکہ دوسروں نے میری مدد کی۔"

مشرکین کے متعلق آپ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

غزوہ بدر میں مشرکین مکہ کے ستر کے قریب افراد کو قیدی بنایا گیا جنہیں حضور نبی کریم ﷺ نے مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تحویل میں دے دیا اور ان میں سے کچھ کو بعد میں فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا۔ حق و باطل کے اس معرکے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کردار نمایاں تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جنگ کی حکمت عملی آپ رضی اللہ عنہ کی مشاورت سے مرتب کی۔

جب قیدیوں کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! قیدیوں

میں اکثر کا تعلق آپ ﷺ کے خاندان سے ہے انہیں مناسب فدیہ لے کر آزاد کر دیا جائے تا کہ جو فدیہ ان سے حاصل ہو اس سے مسلمانوں کی حالت زار کو بہتر بنانے میں مدد ملے اور ہم اس فدیہ سے اپنے فوجی اخراجات کو بھی پورا کر سکیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میری رائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی میری رائے میں ان سب کے سر قلم کر دیئے جائیں تا کہ مشرکین کو علم ہو سکے کہ ہمارے دلوں میں کفار کے لئے نرم گوشہ موجود نہیں۔ ہماری اس سختی کو دیکھ کر ان کی کمر ٹوٹ جائے گی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب اپنے ان دونوں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات سنی تو خاموشی سے خیمہ میں تشریف لے گئے۔ کچھ دیر بعد واپس آئے اور فرمایا اللہ عزوجل نے بعض لوگوں کے دل بہت نرم کئے ہیں اور وہ دودھ سے بھی زیادہ نرم ہے اور بعض کے دلوں کو سخت کیا ہے اور وہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی مثال ابراہیم علیہ السلام کی سی ہے جنہوں نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی اے اللہ! جو میری بات مان لے وہ میرے ساتھ ہے جو میرا انکار کرے تو اس کو بھی بخش دے اور تو ہی رحم فرمانے والا ہے اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی مثال عیسیٰ علیہ السلام کی سی ہے جنہوں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے اللہ! تیرا حق ہے اور یہ تیرے بندے ہیں چاہے تو انہیں عذاب دے اور چاہے تو بخش دے اور تیرا قول غالب اور حکمت والا ہے اور عمر (رضی اللہ عنہ) کی مثال نوح علیہ السلام کی سی ہے جنہوں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کیا اے اللہ! روئے زمین پر کسی کافر کو باقی نہ رہنے دے اور عمر (رضی اللہ عنہ) کی مثال موسیٰ علیہ السلام کی سی ہے جنہوں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے اللہ! ان کے مال تباہ و برباد کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے کہ یہ دردناک عذاب

دیکھے بغیر تجھے ماننے والے نہیں ہیں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے اور فیصلے کو ترجیح دی اور متعدد قیدیوں کو مناسب فدیہ کے عوض رہا کر دیا۔

غزوۂ احد میں شمولیت:

غزوۂ بدر میں مشرکین کے جو لوگ جہنم واصل ہوئے ان میں بیشتر کا تعلق قریش سے تھا اور وہ قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے جنہوں نے ہجرت کی رات حضور نبی کریم ﷺ کو شہید کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ غزوۂ بدر میں شکست کے بعد قریش کی راتوں کی نیندیں حرام ہو چکی تھیں انہوں نے کئی قبائل کو متحد کیا اور جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ جنگ کے لئے انہوں نے چندہ اکٹھا کرنا شروع کیا اور اس دوران قریش کا ایک قافلہ جو کہ سامانِ تجارت فروخت کرنے کے بعد ایک کثیر منافع لے کر لوٹا تھا اس نے بھی اڑھائی لاکھ درہم فراہم کر دیئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ جو کہ اسلام قبول کر چکے تھے مگر مکہ مکرمہ میں ہی مقیم تھے انہوں نے قریش کی جنگی تیاریوں کی اطلاع ایک قاصد کے ذریعے حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچا دی۔

ربیع الاول ۳ھ میں حق و باطل کے درمیان دوسرا معرکہ احد کے مقام پر پیش آیا۔ احد مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک وادی ہے۔ مشرکین کا لشکر جنگی ساز و سامان سے لیس تھا اور تین ہزار کے نفوس پر مشتمل تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ کی تیاری کرنے کا حکم دیا اور ایک ہزار مجاہدین کا لشکر لے کر احد کے مقام پر پہنچے۔ ایک ہزار مجاہدین کے لشکر میں سے تین سو لوگ عبداللہ بن ابی سلول منافق کے ساتھی تھے جنہیں وہ راستے سے ہی واپس لے گیا

اور یوں حضور نبی کریم ﷺ کے جانثاروں کی تعداد سات سو رہ گئی جن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

حق و باطل کے درمیان جب جنگ شروع ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو پچاس تیراندازوں کے ایک دستہ کے ہمراہ احد پہاڑ کی پشت پر تعینات کر دیا تاکہ اگر دشمن پشت سے حملہ آور ہو تو وہ انہیں روک سکیں۔ مجاہدین نے مشرکین کی کمر توڑ دی اور وہ میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ مجاہدین ان کے خیموں تک پہنچ گئے اور مشرکین نے اپنا سازوسامان وہیں چھوڑ کر بھاگنے میں عافیت محسوس کی۔ لشکر اسلام میں کچھ مجاہدین ایسے بھی تھے جنہوں نے حال ہی میں اسلام قبول کیا تھا۔ انہوں نے جب مشرکین کو بھاگتے دیکھا تو مالِ غنیمت لوٹنا شروع کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جو لشکر احد پہاڑ کی پشت پر تعینات تھا اس نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور مالِ غنیمت سمیٹنے میں مصروف ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے ان کی سربراہی میں مشرکین کے ایک لشکر نے مسلمانوں پر پشت سے حملہ کر دیا جس میں ستر سے زیادہ مسلمان شہید ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے جانثاروں نے آپ ﷺ کا محاصرہ کر لیا اور آپ ﷺ کا دفاع اپنی آخری سانس تک کرتے رہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے دانت مبارک شہید ہو گئے اور افواہ پھیل گئی کہ حضور نبی کریم ﷺ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جوش و خروش میں کمی پیدا ہونا شروع ہو گئی اور پھر اس موقع پر حضرت سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ جو کہ حضور نبی کریم ﷺ کے چچا تھے انہوں نے مشرکین پر تابڑ توڑ حملے کرنا شروع کر دیئے اور پھر ہندہ کے غلام حبشی

کے ہاتھوں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

غزوۂ احد میں ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جامِ شہادت نوش فرمایا جبکہ بائیس کفار جہنم واصل ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا دفاع کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت طلحہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے اپنی جانثاری کا ثبوت دیا اور آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی۔ حضور نبی کریم ﷺ اکثر و بیشتر احد پہاڑ پر تشریف لے جاتے تھے اور فرماتے تھے یہ وہ پہاڑ ہے جس سے ہمیں محبت ہے اور اسے بھی ہم سے محبت ہے۔ آپ ﷺ شہداء کی قبور پر بھی تشریف لے جاتے اور فرماتے تم پر سلام ہو تمہارے حوصلہ اور صبر کی وجہ سے تمہیں آخرت میں بہترین انعام ملا ہے۔ اللہ عزوجل نے سورۂ آل عمران میں غزوۂ احد کے متعلق فرمایا۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا

''اور جو نقصان تمہیں اس لڑائی کے دن پہنچا وہ اللہ کے حکم سے تھا اور وہ اس لئے تھا تاکہ دیکھے کہ تم میں سے کون ایمان والا ہے اور کون منافق ہے۔''

غزوۂ احد کے متعلق یہ کہنا کہ اس میں مسلمانوں کو شکست ہوئی غلط ہے یہ جنگ بغیر کسی نتیجہ پر پہنچے بغیر ختم ہوئی کیونکہ اس جنگ میں دونوں فریقوں کا نقصان ہوا اور کوئی ایک فریق دوسرے پر حاوی نہ ہو سکا۔ مشرکین ایک مرتبہ پھر حضور نبی کریم ﷺ کو شہید کرنے کے اپنے ناپاک منصوبہ میں ناکام رہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے [illegible]۔

روایات میں آتا ہے غزوۂ احد کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ کے شہید ہونے کی خبر مشہور ہوئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کفار پر ٹوٹ پڑے اور پھر اس دوران خبر ملی کہ حضور نبی کریم ﷺ زندہ ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ دیگر جانثاروں کے ہمراہ حضور نبی کریم ﷺ کو لے کر ایک محفوظ جگہ منتقل ہو گئے۔ اس دوران ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے انہوں نے اونچی آواز میں کہا۔

''اے گروہِ محمد (ﷺ)! کیا تم میں محمد (ﷺ) ہیں؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خاموش رہنے کا حکم دیا۔ کچھ دیر بعد کوئی جواب نہ پا کر ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے اونچی آواز میں پکارا۔

''اے گروہِ محمد (ﷺ)! کیا تم میں ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہم) ہیں؟''

اس مرتبہ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کچھ دیر بعد پھر بولا۔

''ضرور یہ لوگ مارے گئے ہیں۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کی ہرزہ رسائی سن کر پکارا۔

''اے دشمن خدا! ہم سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے زندہ ہیں۔''

ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے یہ سن کر پکارا ہبل بلند ہوا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی اجازت سے پکارا۔

''اللہ عزوجل بلند و برتر ہے۔''

ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جواب سن کر کہا۔

''معرکہ احد، معرکہ بدر کے برابر ہو گئی یعنی ہم نے بدر کا بدلہ لے لیا۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے فرمانے پر پکارا۔

"نہیں ابوسفیان! یہ برابری نہیں کیونکہ ہمارے مقتولین جنت میں ہیں اور تمہارے مقتولین جہنم میں ہیں۔"

ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو گھوڑا دوڑاتے ہوئے بھاگ گئے۔

غزوۂ بدرالموعود میں شمولیت:

احد سے واپسی کے وقت ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے اعلان کیا تھا کہ وہ آئندہ سال اپنی فوج کو لے کر دوبارہ بدر کے مقام پر اکٹھا ہوگیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی اجازت سے یہ اعلان کیا تھا کہ ہمیں تمہاری بات منظور ہے۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی بات جھوٹی ہوئی اور وہ جنگ کی تیاری نہ کر سکا۔ اس نے اپنی شرمندگی دور کے لئے مدینہ منورہ نعیم بن مسعود اشجعی کو بھیجا جس نے مدینہ منورہ جا کر پروپیگنڈا کیا کہ مشرکین مکہ نے ایک عظیم الشان لشکر تیار کر رکھا ہے اور جنگ کی تیاری میں مصروف ہیں۔ نعیم بن مسعود مدینہ منورہ آتے وقت اپنا سر منڈوا کر آیا تھا تاکہ مسلمانوں کو پتہ چلے وہ عمرہ کر کے آ رہا ہے۔ اس نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ مدینہ منورہ سے باہر نہ نکلیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ اللہ عزوجل کے سچے رسول ہیں پھر مسلمان اس قسم کی خبروں سے کیوں گھبرا رہے ہیں۔"

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو اس غزوہ پر جانے

کے لئے آمادہ کیا چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس غزوہ پر جانے کا اعلان کر دیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں سے کفار کا خوف جاتا رہا اور وہ بھی جوق در جوق غزوہ میں شمولیت کے حاضر ہونے لگے۔ بعدازاں جب ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو لشکر اسلام کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ جنگ کے لئے نکل پڑے ہیں تو اسے نہایت شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔

غزوۂ بنی مصطلق میں شمولیت:

غزوہ بن مصطلق ۵ھ میں پیش آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اسلامی لشکر کے مقدمتہ الجیش پر مقرر فرمایا۔ بعض منافقین مالِ غنیمت کی لالچ میں مسلمانوں کے ساتھ ہو لئے۔ مسلمانوں نے دشمنوں کے ایک جاسوس کو گرفتار کر لیا اور اسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس جاسوس سے اعتراف کروا لیا کہ وہ لشکر اسلام کی جاسوسی کے لئے بھیجا گیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس جاسوس کو لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور تمام احوال بیان کر دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اسے دعوتِ حق دی مگر اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا چنانچہ اس بدبخت کو قتل کر دیا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تمام کفار کو دعوتِ اسلام دیں اگر تو وہ دعوتِ اسلام قبول کر لیں تو انہیں امان دے دیں اور اگر وہ انکار کریں تو ان کا فیصلہ تلوار سے کریں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق انہیں دعوتِ اسلام دی جسے انہوں نے رد کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کر دیا اور بے شمار کفار کو جہنم واصل کیا۔

عبداللہ بن ابی سلول منافق کے متعلق فیصلہ:

منقول ہے غزوۂ بنی مصطلق کے موقع پر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے لشکر کے کسی مجاہد نے ہشام بن صبابہ انصاری رضی اللہ عنہ کو نہ جانتے ہوئے قتل کر دیا۔ اس موقع پر عبداللہ بن ابی سلول جو رئیس المنافقین ہے اس نے انصار سے کہا تم نے انہیں اپنے گھروں میں پناہ دی اور انہوں نے تمہارے ہی لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دیا جیسے ہی یہ واپس لوٹیں تم انہیں اپنے گھروں سے باہر نکال دو۔ جس وقت عبداللہ بن ابی سلول منافق یہ بات کر رہا تھا اس وقت ایک نوعمر صحابی زید بن ارقم رضی اللہ عنہما وہاں موجود تھے انہوں نے اس بات کا ذکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عباد بن بشر رضی اللہ عنہ سے کہیں وہ عبداللہ بن ابی سلول کو قتل کر دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اے عمر (رضی اللہ عنہ)! جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں وگرنہ لوگ سمجھیں گے کہ میں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو قتل کرواتا ہوں۔"

عبداللہ بن ابی سلول منافق کو اس کی خبر ہوئی تو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کو سننے میں غلطی ہوئی ہے اور میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کوچ کرنے کا حکم دیا تاکہ ایسی افواہوں کو پھیلنے سے روکا جا سکے۔

ابن اسحٰق کی روایت ہے عبداللہ بن ابی سلول منافق کے بیٹے نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے باپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے اور یہ اس کی گستاخی

کی وجہ سے ہے تو مجھے حکم دیجئے میں اس کا سر قلم کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور اگر آپ ﷺ نے کسی اور کو حکم دیا کہ وہ میرے باپ کو قتل کرے تو میں یہ گوارا نہ کر سکوں گا کہ اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''تم نے مجھے عبداللہ بن ابی سلول کو قتل کروانے کا مشورہ دیا تھا اور اگر میں اسے قتل کروا دیتا تو لوگ مجھ سے بدظن ہو جاتے اور اب اگر اس کے قبیلہ والوں کو حکم دوں تو وہ اسے خود قتل کر دیں گے۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سمجھ گیا حضور نبی کریم ﷺ کا فیصلہ میرے فیصلے سے بہتر ہے۔

غزوۂ خندق میں شمولیت:

مدینہ منورہ اور اس کے گردونواح میں رہنے والے یہودیوں کو حضور نبی کریم ﷺ کی آمد سے قبل عزت و وقار حاصل تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ آئے اور مدینہ منورہ میں دین اسلام کی ترقی کا دور شروع ہوا تو ان یہودیوں کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ نے معاہدے کر لئے جن کی رو سے وہ مشرکین مکہ کا ساتھ نہ دیں گے اور اگر انہیں کوئی خطرہ لاحق ہو گا تو مسلمان ان کا ساتھ دیں گے۔ یہود ان معاہدوں کے باوجود دل میں بغض رکھتے تھے اور موقع کی تلاش میں رہتے تھے۔ یہودیوں نے مشرکین مکہ بالخصوص قریش کے ساتھ اپنے روابط بڑھانے شروع کئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب یہودیوں کی ان سازشوں کی خبر ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان یہودیوں کو مدینہ منورہ سے نکال دیا۔

ذیقعدہ ۵ ھ کو دشمنانِ اسلام کا یہ گٹھ جوڑ چوبیس ہزار کے لشکر کی صورت میں مدینہ منورہ کی جانب جنگی ساز و سامان سے لیس ہو کر حملے کے لئے آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب اس لشکر کی آمد کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل ایک لشکر تشکیل دیا اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے شہر کے گرد ایک خندق کی کھدوائی شروع کی جس کی لمبائی قریباً ساڑھے تین میل اور چوڑائی قریباً پانچ گز تھی۔ اس خندق کی گہرائی پانچ گز تھی اور اس خندق سے نکلنے والی مٹی اور پتھروں کو خندق کے کنارے اس طرح لگا دیا کہ اس نے ایک مورچہ کی شکل اختیار کر لی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے خندق کی کھدائی کے لئے دس دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل ٹولیاں بنائیں اور خود بھی خندق کی کھدائی میں حصہ لیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی خندق کی کھدائی میں شامل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ جبل سلع کی چوٹی پر چڑھ جاتے اور مدینہ منورہ میں مسلمانوں کو پرسکون دیکھ کر اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ جب خندق کی کھدائی کے دوران تھک جاتے اور آرام کی غرض سے لیٹتے تو آپ رضی اللہ عنہ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے گرد پہرا دینا شروع کر دیتے کہیں حضور نبی کریم ﷺ کی نیند خراب نہ ہو۔

مشرکین کا لشکر جب مدینہ منورہ کی سرحد پر پہنچا تو شہر کے گرد خندق دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ اس نے شہر کا محاصرہ کر لیا اور تیراندازی شروع کر دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی جواباً تیر چلائے۔ کم و بیش بیس دن کے محاصرہ کے بعد اللہ عزوجل نے مسلمانوں کی مدد فرمائی اور ایک تیز آندھی آئی جس نے مشرکین کے خیمے اکھاڑ دیئے اور مشرکین جو خود کئی [illegible] تھے اور ان کے

پاس کھانے پینے کی اشیاء ختم ہو چکی تھیں میدانِ جنگ سے بھاگ گئے۔

اللہ عزوجل نے غزوۂ خندق کے متعلق سورۃ الاحزاب میں یوں ارشاد فرمایا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا

''اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کے احسان کو جب تم پر فوجیں ٹوٹ پڑی تو ہم نے تیز آندھی بھیجی اور ایسی فوج جس کو تم دیکھ نہیں سکتے اللہ وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا جو تم اس وقت کر رہے تھے۔''

روایات میں آتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی خندق کی کھودائی میں دن رات مشغول رہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تھک جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہرے کے لئے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کھڑے ہو جاتے تھے۔ خندق کی تعمیر کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خندق کے ایک حصے پر تعینات کیا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہ نے شب و روز پہرہ دیا اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔

معاہدہ حدیبیہ میں شمولیت:

یکم ذیقعد ۶ ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ہمراہ حج بیت اللہ اور عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور ذوالحلیفہ کے مقام پر قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص کو مکہ مکرمہ میں حالات معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا جس نے واپس آ کر اطلاع دی کہ قریش مزاحمت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کیا تو حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم کعبہ کی زیارت کے لئے جانا چاہتے ہیں اور ہمارا ارادہ جنگ کا نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے چلیں اگر کسی نے مزاحمت کی تو ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند کیا اور ذوالحلیفہ سے روانہ ہوئے اور مکہ مکرمہ سے باہر حدیبیہ کے مقام پر قیام پذیر ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا مشرکین مکہ کے عزائم خطرناک ہیں اور وہ لڑنا چاہتے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ عمرہ کی نیت سے آئے تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم لڑائی نہیں چاہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب مکہ مکرمہ پہنچے تو مشرکین مکہ نے انہیں قید کر لیا۔ اس دوران یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اکٹھا کیا اور ان کے دست حق پر بیعت لی کہ جب تک ان کے دم میں دم ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے بدلہ لیا جائے گا۔ مشرکین مکہ کو جب بیعت رضوان کی اطلاع ملی تو انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو رہا کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کے لئے ایک وفد بھیجا جس کی سربراہی سہیل بن عمرو کر رہا تھا۔ سہیل بن عمرو نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت شروع کی اور جب مذاکرات کامیاب ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اوس بن خولی انصاری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ معاہدہ تحریر کریں۔ سہیل بن عمرو نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا اس معاہدہ کو یا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تحریر فرمائیں گے یا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ معاہدہ

تحریر فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سہیل بن عمرو نے اعتراض کیا کہ ہم رحمٰن کو نہیں جانتے اس لئے تم لکھو بسمک۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم باسمک اللھم لکھ لو۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق لکھ دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھذا ما قاضی علیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھو۔ سہیل بن عمرو نے اس پر بھی اعتراض کیا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہیں مانتے اس لئے یہاں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) لکھا جائے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب دیکھتے ہوئے فرمایا میں یہ نہیں کر سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر خود رسول اللہ کے لفظ مٹا دیئے اور ان کی جگہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) لکھ دیا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) بھی ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں صلح حدیبیہ کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے نبی نہیں؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"عمر (رضی اللہ عنہ)! میں اللہ کا سچا نبی ہوں۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"کیا ہم حق پر اور کفار باطل پر نہیں؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"بے شک ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر ہیں۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

''پھر آپ نے دین کے معاملے میں ہم پر یہ ذلت کیوں گوارا کی؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اللہ کی نافرمانی نہیں کر سکتا وہ میری مدد ضرور فرمائے گا۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہم خانہ کعبہ کا طواف کریں گے؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''کیا میں نے کہا تھا کہ ہم اس سال طواف کریں گے؟''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا نہیں۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''انشاءاللہ تم ضرور بیت اللہ شریف کا طواف کرو گے۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گیا اور ان سے وہی سوال پوچھے جو میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے تھے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا۔

''عمر (رضی اللہ عنہ)! یاد رکھو! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے تم بھی ان کا دامن پکڑے رکھو اللہ کی قسم! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حق پر ہیں۔''

معاہدہ حدیبیہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے علاوہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی بطورِ گواہ دستخط کیے۔ اس معاہدے کے بعد مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کی آمدورفت میں آسانی ہوگئی اور فتح مکہ تک بے شمار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ معاہدہ حدیبیہ حضور نبی کریم ﷺ کی سیاسی سوچ کا عکاس ہے اس معاہدہ کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کو مشرکین مکہ کی جانب سے اس بات پر اطمینان ہوگیا کہ اب وہ جنگ کے لئے نہیں نکلیں گے۔

غزوۂ خیبر میں شمولیت:

محرم الحرام ۷ھ میں خیبر کا معرکہ پیش آیا۔ مدینہ منورہ سے نکالے گئے تمام یہودی قبائل خیبر کے مقام پر آباد ہوئے اور انہوں نے وہاں بلند و بالا قلعے بھی تعمیر کیے۔ غزوۂ خندق میں قریش کے ساتھ ان کے گٹھ جوڑ کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے یہودیوں کو سبق سکھانے کا ارادہ کیا اور اپنے سولہ سو جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ خیبر روانہ ہوئے۔ ان جانثاروں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مختلف گروہوں میں تقسیم کیا جنہوں نے خیبر کے تمام قلعوں پر کامیابی سے قبضہ کیا اور یہودیوں کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ خیبر کے یہودیوں نے جزیہ کی ادائیگی پر صلح کر لی اور آئندہ کے لئے عہد کیا کہ وہ مسلمانوں سے جنگ نہیں کریں گے۔

زمین وقف کرنے کا فیصلہ:

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں والد بزرگوار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو غزوۂ خیبر کے مالِ غنیمت میں زمین کا ایک ٹکڑا ملا۔ آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا

یارسول اللہ ﷺ! مجھے آج سے قبل ایسا عمدہ مال نہیں ملا آپ ﷺ مجھے کیا مشورہ دیتے ہیں میں اسے کیسے استعمال میں لاؤں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم چاہو تو اسے وقف کر دو اور چاہو تو اس کی آمدنی حاصل کرو اور اسے صدقہ کر دو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے بعد زمین کی آمدن کو اس شرط پر صدقہ کر دیا زمین فروخت نہیں کی جائے گی اور اس زمین کی آمدنی، مجاہدین، فقراء، غلاموں کو آزاد کروانے، مہمان نوازی کے لئے اور اقرباء پر خرچ کی جائے گی اور جو اس کا نگہبان ہوگا اسے چاہیے وہ اس زمین سے خود بھی کھائے اور دوست کو بھی کھلائے مگر اس کا مال اپنے پاس جمع نہیں کرے گا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ دین اسلام میں وہ پہلے شخص ہیں جس نے کسی بھی قسم کی زمین یا جائیداد وقف کی۔

بنی ہوازن کی سرکوبی کے لئے سالار مقرر کیا جانا:

۷ ھ میں ہی حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں تیس مجاہدین کا لشکر بنی ہوازن کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور جب بنی ہوازن کو لشکر اسلام کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ فرار ہو گئے اور یوں آپ رضی اللہ عنہ بغیر لڑائی کے لشکر اسلام کو لے کر مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے۔

ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی مدد نہ کرنے کا فیصلہ:

رمضان المبارک ۸ ھ میں حضور نبی کریم ﷺ ایک بڑے اسلامی لشکر کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور یہ وہی شہر تھا جہاں سے آپ ﷺ کو آٹھ برس قبل انتہائی نامساعد حالات میں ہجرت کرنا پڑی تھی اور یہ آپ ﷺ کا آبائی شہر تھا

اور مکہ مکرمہ پر لشکر اسلام کی چڑھائی کی وجہ یہ ہوئی کہ مشرکین مکہ نے معاہدہ حدیبیہ کی دو برس تک پابندی کی اور پھر انہوں نے بنی بکر کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنی خزاعہ کو نقصان پہنچایا۔ آپ ﷺ نے مشرکین مکہ کے سامنے تین شرائط رکھیں۔

۱۔ بنی خزاعہ کے مقتولوں کا خون بہا دیا جائے۔

۲۔ قریش بنی بکر کی حمایت سے دستبردار ہو جائے۔

۳۔ اگر پہلی دونوں شرائط منظور نہیں تو اعلان کر دیں کہ معاہدہ حدیبیہ ٹوٹ گیا ہے۔

مشرکین مکہ نے اس وقت تک گھمنڈ میں یہ کہہ دیا کہ ہم معاہدہ حدیبیہ کو ختم کرتے ہیں مگر بعد میں انہیں احساس ہوا کہ وہ غلطی پر ہیں۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے انہوں نے سردارانِ مکہ کو سمجھانے کی کوشش کی کہ اس وقت مسلمانوں کی طاقت بہت زیادہ ہے اور ہم ان سے دشمنی مول نہیں لے سکتے مگر سردارانِ مکہ نے ان کی باتوں کو نظر انداز کر دیا۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے معاہدہ حدیبیہ کو بچانے کی کوشش میں مدینہ منورہ کا سفر اختیار کیا اور مدینہ منورہ آنے کے بعد اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر قیام پذیر ہوئے۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے حضور نبی کریم ﷺ کے بستر پر بیٹھنا چاہا تو ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اس بستر پر بیٹھنے سے منع کر دیا اور فرمایا یہ حضور نبی کریم ﷺ کا بستر ہے۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کچھ دیر وہاں رکنے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے آنے کا مدعا بیان کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی بات کا کوئی جواب

نہ دیا جس پر ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) وہاں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن انہوں نے بھی ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ)، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بھی گئے لیکن انہوں نے بھی ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

تاریخ اسلام کے سنہری دور کا آغاز:

جب حضرت ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) ناکام ہو کر واپس لوٹ گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور اس مقصد کے لئے اپنے تمام حلیف قبائل کو بھی حکم نامے بھیج دیئے۔ کسی بھی صحابی نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ بات پوچھنے کی جرأت نہ کی کہ وہ کس سے جنگ کی تیاری کا حکم دے رہے ہیں یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بھی کسی صحابی حتیٰ کہ اپنے رازدان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ وہ کس سے جنگ کرنا چاہتے ہیں؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہتھیار نکال رہی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی سے حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کر دیا۔ جنگ کی تمام تیاریاں انتہائی خاموشی کے ساتھ ہوتی رہیں حتیٰ کہ ۱۰ رمضان المبارک ۸ھ کو حضور نبی کریم ﷺ اپنے دس ہزار جانثاروں کے ہمراہ مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔

لشکر اسلام جب [illegible] نے لشکر کو خیمہ زن

ہونے کا حکم دیا۔ مقام جحفہ پر حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ جو کہ مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھے اپنے اہل و عیال کے ہمراہ حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے لشکر میں شامل ہوئے۔

مشرکین مکہ کو جب حضور نبی کریم ﷺ کی آمد کی اطلاع ملی تو انہوں نے تحقیق کے لئے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو بھیجا اور جب ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے لشکر کا جائزہ لیا تو وہ اتنا عظیم والشان لشکر دیکھ کر حیران رہ گئے۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے واپس جا کر مشرکین مکہ سے کہا ابھی بھی وقت ہے وہ جا کر حضور نبی کریم ﷺ سے معافی مانگ لیں تاکہ صلح ہو جائے اور خطرہ ٹل جائے۔

مشرکین مکہ نے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ لشکر اسلام فاتحانہ انداز میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اعلان فرمایا جو شخص حرم کعبہ میں پناہ لے گا اس کے لئے امان ہے۔ جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا اس کے لئے بھی امان ہے اور جو شخص ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے گھر داخل ہو جائے گا اس کے لئے بھی امان ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ جس وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار تھے۔ قصویٰ وہی اونٹنی تھی جو ہجرت کے وقت حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے خریدی تھی اور اسی اونٹنی پر بیٹھ کر آپ ﷺ نے غزوات میں شرکت فرمائی اور آج دین اسلام کی سب سے بڑی فتح مکہ مکرمہ کے وقت بھی آپ ﷺ اسی اونٹنی پر سوار تھے۔ آپ ﷺ کے دائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور پیچھے دس ہزار مجاہدین کا ایک لشکر عظیم تھا۔

روایات میں آتا ہے لشکر اسلام حضور نبی کریم ﷺ کی قیادت میں مکہ مکرمہ کے گرد مرالظہر ان میں خیمہ زن ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اسلام قبول کیا۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو جب لشکر اسلام کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ لشکر اسلام کا جائزہ لینے کے لئے آیا اور حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں روانہ ہوئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو دیکھ لیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کا سر قلم کرنے کے لئے بڑھے تو حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا عمر (رضی اللہ عنہ)! انہیں میں نے پناہ دی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے قتل پر اصرار کیا تو حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا عمر (رضی اللہ عنہ)! اگر ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) بنی عدہ بن کعب سے ہوتے تو تم ان کو کچھ نہ کہتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کی بات سن کر کہا۔

"عباس (رضی اللہ عنہ)! ایسا مت کہو اللہ عزوجل کی قسم! مجھے جتنی خوشی تمہارے اسلام لانے کی ہے اتنی اپنے باپ خطاب کے اسلام لانے کی بھی نہ ہوتی۔"

پھر حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کی تحریک پر ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے اسلام قبول کر لیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

دین اسلام کی اس عظیم الشان فتح کے بعد مشرکین مکہ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ حضور نبی کریم ﷺ ہر ایک سے بیعت لیتے جاتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ جب مردوں کی بیعت سے فارغ ہو گئے تو عورتوں کی

بیعت پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مامور فرما دیا۔

حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑنے کا فیصلہ:

شوال ۸ ھ میں حنین کے مقام پر حق و باطل کے درمیان ایک اور معرکہ ہوا۔ مکہ مکرمہ کے نواح میں ہوازن اور ثقیف دو جنگجو قبائل رہتے تھے جنہیں دین اسلام اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ابتداء سے ہی شدید نفرت تھی۔ ابرہہ نے جب خانہ کعبہ پر چڑھائی کی تھی تو اس وقت بھی ایک ثقفی نے اس کی رہنمائی کی تھی۔ فتح مکہ سے قبل ہی یہ لوگ مکہ مکرمہ کے نواح میں واقع بدوؤں کو اسلام کے خلاف ابھار رہے تھے۔

ہوازن اور ثقیف قبائل کو جب معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے مکہ فتح کر لیا ہے تو انہوں نے یہ سوچ کر جنگی تیاریاں شروع کر دیں کہ اگر انہوں نے مسلمانوں کو شکست دے دی تو طائف کے باغات و املاک اور مکہ مکرمہ کی وادیاں سب ان کی ہو جائیں گی چنانچہ یہ قبائل چار ہزار افراد کا لشکر لے کر مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی غرض سے وادی حنین میں اترے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ اس وقت مکہ مکرمہ میں موجود تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب یہ خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگی تیاریاں شروع کرنے کا حکم دے دیا۔

لشکر اسلام کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ مقدمۃ الجیش کی کمان حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سپرد تھی جس میں زیادہ تر نو مسلم اور ناتجربہ کار تھے۔ اس کے علاوہ دو ہزار ایسے افراد بھی تھے جو ابھی اسلام نہیں لائے تھے لیکن مالِ غنیمت کی لالچ میں ساتھ ہو لئے تھے۔ ان تمام کمزوریوں کے باوجود لشکر اسلام کی تعداد بارہ ہزار تھی جبکہ بنو ہوازن اور بنو ثقیف کی تعداد چار ہزار تھی۔ لشکر اسلام کی اس کثرت کو

دیکھ کر نو مسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبان سے یہ الفاظ نکل پڑے کہ آج ہمیں کون شکست دے گا اور ہم پر کون غلبہ پائے گا۔ اللہ عزوجل کو ایسے الفاظ پسند نہیں تھے چنانچہ اللہ عزوجل نے سورۂ توبہ میں اس بات کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

''بے شک اللہ پہلے بھی میدانِ جنگ میں تمہاری مدد کر چکا ہے اور اب حنین کے موقع پر بھی جب تم اپنی کثرت پر فخر کر رہے تھے اور وہ کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود وسعت کے تنگ کر دی گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے پھر اللہ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اور مسلمانوں پر تسلی نازل کی اور ایسی فوج بھیجی جو تم نے نہیں دیکھی۔''

بنو ہوازن جو تیراندازی کے ماہر تھے انہوں نے لشکر اسلام پر تیروں کی ایسی بوچھاڑ کی لشکر اسلام میں بھگدڑ مچ گئی اور وہ تمام نو مسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے۔ میدانِ جنگ سے فرار ہونے والوں میں دو ہزار افراد کا وہ گروہ بھی شامل تھا جو صرف مالِ غنیمت کی لالچ میں لشکر اسلام کے ہمراہ آیا تھا۔ اب میدانِ جنگ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانثاروں کے سوا کوئی موجود نہ تھا۔ ان جانثاروں میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت موجود تھی۔ غزوۂ حنین میں فتح لشکر اسلام کی ہوئی اور اس معرکہ میں چھ مسلمان شہید ہوئے جبکہ بنو ہوازن کے اکہتر افراد مارے گئے۔

حضرت جابر [illegible] ہیں، ہم وادیٔ حنین

کی جانب روانہ ہوئے اور دشمن جو پہلے سے ہی وادی کی گھائیوں میں گھات لگائے بیٹھا تھا اس نے ہم پر حملہ کر دیا اور ہم شکست کھا کر یوں بکھر گئے کہ کئی واپس پلٹتے نہیں تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ ایک جگہ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے پکارا۔

''کہاں جاتے ہو میری جانب آؤ میں اللہ کا رسول ہوں، میں محمد (ﷺ) بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) ہوں۔''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی اس پکار کا کچھ اثر نہ ہوا اور ہر کوئی بھاگ رہا تھا۔ اس موقع پر مہاجرین اور انصار کے کچھ لوگ اور آپ ﷺ کے خاندان کے افراد کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم ثابت قدم رہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے خاندان کے افراد میں سے حضرت علی المرتضیٰ، حضرت سیّدنا عباس، حضرت سیّدنا فضل بن عباس، حضرت اسامہ بن زید، حضرت ربیعہ بن حارث اور حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہم تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''با آوازِ بلند پکاریں کہ اے معشر انصار! اے بیعت رضوان کرنے والو!''

چنانچہ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے یونہی پکارا تو لوگ پلٹے اور جواب میں لبیک لبیک کہنا شروع کر دیا۔

غزوۂ طائف میں شمولیت:

۸ھ میں جب حضور نبی کریم ﷺ حنین سے واپس لوٹے تو آپ ﷺ

نے لشکر اسلام کو حکم دیا کہ وہ طائف کا محاصرہ کر لیں چنانچہ آپ ﷺ کے حکم پر لشکر اسلام نے طائف کا محاصرہ کر لیا جو کئی دن تک جاری رہا مگر اس عرصہ میں لشکر اسلام کو کوئی قابل ذکر کامیابی نہ ملی بلکہ کئی مسلمان شہید ہو گئے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے طائف کے محاصرہ کے دوران ایک خواب دیکھا کہ ایک دودھ کا پیالہ آپ ﷺ کے سامنے رکھا ہے اور آپ ﷺ نے جیسے ہی دودھ نوش فرمانا چاہا ایک مرغ آیا اور اس نے چونچ مار کر وہ پیالہ الٹا دیا۔ آپ ﷺ نے اس خواب کا ذکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تعبیر الرویاء کے ماہر تھے انہوں نے فرمایا۔

"یا رسول اللہ ﷺ! اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے لئے طائف کی فتح نہیں ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم درست کہتے ہو اور میں نے بھی اس خواب کی یہی تعبیر نکالی ہے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر اسلام کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔

خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم نے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کی بیوی تھیں انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ کو طائف کی فتح نصیب ہو تو بادیہ بنت غیلان کا زیور مجھے عطا فرمایئے گا کیونکہ بنی ثقیف میں کسی اور عورت کے پاس اتنا زیور نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اے خولہ (رضی اللہ عنہا)! مجھے ابھی بنی ثقیف کے متعلق کچھ حکم نہیں ہوا۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو محاصرہ ختم کرنے کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے خولہ رضی اللہ عنہا کی نسبت فلاں بات کا علم ہوا ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! ایسا ہی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"اگر حکم ہو تو میں لشکر کے کوچ کرنے کا اعلان کروں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لشکر کے کوچ کرنے کا اعلان کیا۔

غزوۂ تبوک کے موقع پر نصف مال پیش کرنے کا فیصلہ:

۹ ھ میں غزوہ تبوک کا واقعہ پیش آیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ ملک شام کے رومی مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لشکر کے ہمراہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور تبوک کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ کچھ دنوں بعد معلوم ہوا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اطلاع دی گئی تھی وہ غلط تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

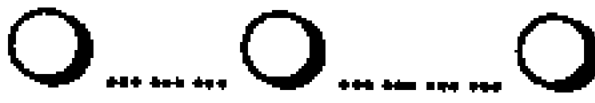
"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! رومی بادشاہ کے پاس بے شمار فوج ہے اور سامانِ جنگ بھی بے شمار ہے اس لئے ہمیں یہ مہم آئندہ دنوں کے لئے رکھ دینی چاہئے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر لشکر اسلام کے

ہمراہ واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

روایات میں آتا ہے جس وقت غزوۂ تبوک کے لئے تیاریاں شروع کی گئیں وہ گرمیوں کا موسم تھا اور لشکر اسلام کو مالی وحربی وسائل کی کمی کا سامنا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تمام مسلمانوں سے کہا وہ اپنی استطاعت کے مطابق جنگ میں حصہ لیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک کے لئے اپنا نصف مال راہِ خدا میں فراہم کیا۔

عمر بن خطاب جب فاروق بن کر آ گیا
محفل کفر و شرک پر اِک سناٹا چھا گیا



مدنی زندگی کے اہم واقعات

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں شب و روز حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت کو اپنا شعار بنا رکھا تھا۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کی مدنی زندگی کے چند اہم واقعات بطورِ نمونہ بیان کئے جا رہے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کی مدنی زندگی کے وہ فیصلے جو حضور نبی کریم ﷺ کی حیاتِ ظاہری میں آپ رضی اللہ عنہ نے کئے اور وہ فیصلے تاریخ میں سنہری حروف میں درج ہیں۔

صاحبزادی کی شادی رسول اللہ ﷺ سے کرنے کا فیصلہ:

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت کی اور پھر ہجرتِ مدینہ سے کچھ عرصہ قبل واپس مکہ مکرمہ لوٹ آئیں اور پھر جب مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کا حکم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کے ہمراہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی۔ ۲ ھ میں غزوۂ بدر میں حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ بھی شریک ہوئے اور جنگ کے دوران شدید زخمی ہو گئے اور انہی زخموں کی وجہ سے حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔

ایک روایت کے مطابق حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں زخمی ضرور ہوئے تھے مگر بعد میں آپ رضی اللہ عنہ کے زخم درست ہو گئے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے پھر غزوۂ احد میں بھی شمولیت اختیار کی اور اس مرتبہ جنگ میں کچھ گہرے زخم آئے اور ان زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب میری بہن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت خنیس بن خذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد بیوہ ہوئیں تو والد بزرگوار حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہارا نکاح حفصہ (رضی اللہ عنہا) سے کر دوں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا مجھے اس معاملہ میں غور کرنے دو۔ جب کچھ دن گزرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اس معاملے میں دریافت کیا تو انہوں نے انکار کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں والد بزرگوار نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس انکار کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس معاملے میں بات کی اور انہیں کہا اگر وہ چاہیں تو میں ان کا نکاح اپنی بیٹی حفصہ (رضی اللہ عنہا) سے کر دیتا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی بات سن کر خاموش ہو گئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کرتے ہوئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''تمہاری بیٹی کے لئے اللہ عزوجل نے بہتر رشتہ طے کیا ہے
اور عثمان (رضی اللہ عنہ) کے لئے بھی بہتر رشتہ ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد میری

بہن کا نکاح حضور نبی کریم ﷺ سے ہو گیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضور نبی کریم ﷺ کی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے ہوا۔

روایات میں آتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خاموشی اختیار کر لی۔ حضور نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''تمہاری بیٹی کے لئے ایک بہتر رشتہ ہے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے بھی ایک بہتر رشتہ ہے۔''

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نکاح اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے فرمایا۔

''جب تم نے مجھ سے ان کے نکاح کی خواہش ظاہر کی تو میں خاموش رہا اس لئے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ان کا ذکر کیا تھا اور میں حضور نبی کریم ﷺ کا راز تم پر کبھی فاش نہیں کرنا چاہتا تھا۔''

تم کسی دھوکہ میں مبتلا نہ ہونا:

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک موقع پر اپنی ازواج سے ناراض ہو گئے اور ان سے الگ ہو کر ایک بالا خانے میں تشریف لے گئے۔ صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم میں یہ بات مشہور ہوئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ بے حد پریشان ہوئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر ملاقات کی اجازت نہ ملی۔ آپ رضی اللہ عنہ دوبارہ آئے مگر اس مرتبہ بھی اجازت نہ ملی۔ پھر جب آپ رضی اللہ عنہ تیسری مرتبہ ملاقات کے لئے آئے تو اس مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کو ملاقات کی اجازت مل گئی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں بالا خانے میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر تشریف فرما ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا نہیں۔ میں نے کہا اللہ اکبر! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم قریشی ہیں جو اپنی بیویوں پر غالب رہتے ہیں اور جب ہم مدینہ منورہ آئے تو ہم نے دیکھا یہاں انصار کی بیویاں ان پر غالب ہیں اور پھر ہماری بیویوں نے بھی ان کی عادات سیکھ لیں۔ ایک دن میں اپنی بیوی سے ناراض ہوا اور اس نے مجھے جواب دیا اور مجھے اس کا جواب دینا برا لگا۔ اس نے مجھ سے کہا تمہیں میرا جواب دینا برا لگا ہے جبکہ اللہ کی قسم! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیتی ہیں اور پورا دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراضگی کی وجہ سے چھوڑے رہتی ہیں۔ میں نے کہا جس عورت نے بھی ایسا کیا وہ رسوا ہوئی اور اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کے سبب اللہ عزوجل کا غضب ان پر نازل ہوا تو وہ ہلاک ہو گئیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو تبسم فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا

''یارسول اللہ ﷺ! آج میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تھا اور میں نے اس سے کہا تم کسی دھوکہ میں مبتلا نہ ہونا تمہاری سوکن بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ تم سے زیادہ حسین و جمیل ہیں اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کو محبوب ہیں۔''

بیٹی کو مارنے کا ارادہ کیا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری کی اجازت مانگی مگر انہیں اجازت نہ ملی۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے اور انہوں نے بھی حاضری کی اجازت مانگی مگر انہیں بھی اجازت نہ ملی۔ کچھ دیر گزری تو حضور نبی کریم ﷺ نے دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ملاقات کی اجازت دے دی۔ جب دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اندر داخل ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اس وقت اِردگرد موجود تھیں اور آپ ﷺ اس وقت خاموش بیٹھے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ زید رضی اللہ عنہ کی بیٹی (جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں) کو دیکھتے تو وہ مجھ سے نان و نفقہ کا مطالبہ کر رہی تھی اور میں نے اسے پکڑا اور اس کا گلا دبایا۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سن کر تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھیں دکھائی دینے لگیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا

یہ میری ازواج جو میرے گرد جمع ہیں یہ بھی مجھ سے نان ونفقہ کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سنا تو کھڑے ہوئے اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جانب بڑھے تا کہ انہیں ماریں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی کھڑے ہوئے اور ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی جانب بڑھے تا کہ انہیں ماریں اور یہ دونوں حضرات فرما رہے تھے کہ تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کا مطالبہ کرتی ہو جو ان کے پاس نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے جب یہ صورتحال دیکھی تو کہنے لگیں کہ ہم آئندہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کا مطالبہ نہ کریں گی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود نہ ہو۔

بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مانند نہ کرو:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں عورتوں کچھ اہمیت نہ دیتے تھے دین اسلام نے عورتوں کو برابر کے حقوق عطا فرمائے چنانچہ ایک مرتبہ میری بیوی نے مجھے کسی معاملہ میں رائے دی تو میں نے اسے جھڑک دیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ تم میری بات کو برداشت نہیں کرتے جبکہ تمہاری بیٹی (حفصہ رضی اللہ عنہا) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیتی ہے۔ میں فوراً حفصہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس گیا اور اسے ڈانٹا تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برابر کے جواب دیتی ہو میں تمہیں عذابِ الٰہی سے خبردار کرتا ہوں تم بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح نہ کرو جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے خود پر فخر کرتی ہیں۔

واقعہ ایلاء:

یہ ۹ ھ کا واقعہ ہے اس وقت عرب کے دور دراز صوبے زیرنگیں ہو چکے تھے۔ مالِ غنیمت، فتوحات [illegible] وقتاً فوقتاً مدینہ آتا رہتا

تھا۔ فتح خیبر کے بعد غلہ اور کھجوروں کی جو مقدار ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لئے مقرر تھی ایک تو وہ خود کم تھی، پھر فیاضی اور کشادگی کے سبب سال بھر تک بہ مشکل کفایت کر سکتی تھی جس کی وجہ سے آئے دن گھر میں فاقہ ہوتا تھا۔ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں بڑے بڑے رؤسائے قبائل کی بیٹیاں بلکہ شہزادیاں داخل تھیں جنہوں نے اس سے پہلے خود اپنے یا پہلے شوہروں کے گھروں میں ناز و نعم کی زندگیاں بسر کی تھیں اس لئے انہوں نے مال و دولت کی یہ بہتات دیکھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مصارف میں اضافہ کی خواہش کی۔ یہ واقعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سنا تو نہایت مضطرب ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پہلے اپنی صاحبزادی کو سمجھایا کہ تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مصارف کا تقاضا کرتی ہو تم کو جو کچھ مانگنا ہو مجھ سے مانگو، اللہ عزوجل کی قسم! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرا لحاظ فرماتے ہیں ورنہ وہ تم کو طلاق دے دیتے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ ایک ایک بی بی کے گھر گئے اور ان کو بھی یہی نصیحت کی۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تم ہر چیز میں تو دخل دیتے ہی تھے اب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے معاملہ میں بھی دخل دیتے ہو۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس جواب سے افسردہ ہو کر خاموش ہو گئے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم دونوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم درمیان میں ہیں اور دائیں بائیں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن بیٹھی اپنے اخراجات کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ یہ دونوں حضرات اپنی صاحبزادیوں کو مارنے پر آمادہ ہو گئے تو انہوں نے کہا ہم آئندہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زائد مصارف کی تکلیف نہ دیں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اپنے اس مطالبہ پر قائم رہیں اور انہی دنوں میں حضور نبی کریم ﷺ گھوڑے سے گر کر زخمی ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ سے متصل ایک بالا خانہ میں قیام کیا اور عہد کیا کہ ایک ماہ تک اپنی بیویوں کے پاس نہیں جاؤں گا۔ آپ ﷺ کے اس عہد پر منافقین نے مشہور کر دیا کہ آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے جب حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق سنا تو وہ سب جمع ہو گئیں اور رونا شروع کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت بھی مسجد نبوی ﷺ میں جمع ہو گئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بالا خانے میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

"یہ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو طلاق دے دی ہے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں یہ جھوٹ ہے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر اس کی منادی کروا دی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سن کر والہانہ نعرۂ تکبیر بلند کیا اور مدینہ منورہ کی فضائیں اللہ اکبر سے گونج اٹھیں۔

عبداللہ بن ابی منافق کے متعلق آپ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

جب عبداللہ بن ابی منافق کی وفات ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ اس کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ ...

نمازِ جنازہ پڑھاتے ہیں جبکہ اس نے فلاں وقت میں فلاں بات اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا۔

''اے عمر (رضی اللہ عنہ)! سامنے سے ہٹ جاؤ اور مجھے اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے اور نہ پڑھنے دونوں کا اختیار دیا گیا ہے۔ میں نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے کو پسند کیا اور مجھے کہا گیا چاہوں تو اس کی مغفرت کی دعا کروں اور چاہوں تو نہ کروں اگرچہ میں ستر مرتبہ اس کے لئے مغفرت کی دعا کروں تو وہ قبول نہ ہوگی جبکہ اس سے زیادہ کروں گا تو وہ قبول ہوگی اور میں اس کے لئے ستر سے زیادہ مرتبہ مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن ابی منافق کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور پھر اس کی قبر پر کافی دیر تک کھڑے رہے۔ پھر اللہ عزوجل نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تائید میں سورۃ التوبہ میں ارشاد فرمایا۔

''اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا بلاشبہ یہ اللہ اور رسول سے منکر ہوئے اور فاسق ہی مرے۔''

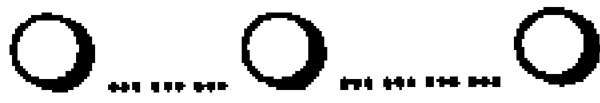
حجۃ الوداع میں شمولیت:

ذی الحجہ ۱۰ھ میں حضور نبی کریم ﷺ حجۃ الوداع کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اس مبارک سفر میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ مناسک حج میں حصہ لیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے جو اہم ذمہ داریاں آپ رضی اللہ عنہ کو

سونپی تھیں انہیں احسن طریقے سے انجام دیا۔ حجۃ الوداع سے واپسی کے کچھ عرصہ بعد حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت ناساز ہوگئی اور چند روز کی علالت کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کا ظاہری وصال ہوگیا۔

منافق کا سر قلم کرنے کا فیصلہ:

ایک مرتبہ ایک منافق حضور نبی کریم ﷺ کے پاس کسی فیصلے کے لئے حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فیصلہ اس کے خلاف کیا۔ وہ منافق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور آپ رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کرنے کو کہا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کیا تو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس فیصلے کے لئے نہیں گیا۔ اس نے کہا حضور نبی کریم ﷺ نے فیصلہ میرے خلاف سنایا ہے اس لئے میں آپ رضی اللہ عنہ کے پاس فیصلے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس منافق کی یہ بات سن تو تلوار نکال کر اس کا سر قلم کر دیا اور فرمایا کہ تو نے حضور نبی کریم ﷺ کا فیصلہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تیرا فیصلہ میری تلوار نے کر دیا۔



حضور نبی کریم ﷺ کا ظاہری وصال

ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل کا ایک بندہ ایسا ہے جسے اللہ عزوجل نے اختیار دیا چاہے دنیاوی دولت حاصل کرے چاہے اللہ عزوجل کے پاس رہنا پسند کرے اور پھر اس نے اللہ عزوجل کے پاس رہنا پسند کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ کی بات سنی تو رو پڑے اور جان گئے آپ ﷺ کے وصال کا وقت آن پہنچا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے عرض کیا ہمارے ماں باپ حضور نبی کریم ﷺ پر قربان ہوں اس بندے سے مراد خود حضور نبی کریم ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا سب لوگوں سے زیادہ مجھ پر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے احسان کئے اور وہ احسان مال کا بھی تھا اور صحبت کا بھی تھا اور اگر میں اللہ عزوجل کے سوا کسی کو اپنا دوست بناتا تو یقیناً ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا اور اب خلت نہیں مگر اسلامی اخوت قائم ہے اور مسجد میں تمام دروازے بند کر دو ماسوائے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے دروازے کے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب سورۂ نصر نازل ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے فرمایا مجھے میرے وصال کی خبر دے دی گئی ہے۔ یہ سن کر حضرت سیّدہ فاطمہ

الزہرا رضی اللہ عنہا رونے لگ گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم مت روؤ تم میرے اہل میں سب سے پہلے مجھ سے آن ملو گی۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے سنا تو مسکرا دیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی یہ کیفیت دیکھی تو وجہ دریافت کی مگر وہ ٹال گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب ایک مرتبہ پھر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے وصال کی خبر سنائی جسے سن کر میں رو پڑی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے اہل وعیال میں سب سے پہلے مجھ سے ملو گی جسے سن کر میں ہنس پڑی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کسی نے کہا انصار کے مرد اور عورتیں مسجد میں رو رہے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا تمہیں کس چیز نے رلایا ہے؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے ڈر سے رو رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر لپیٹ رکھی تھی جس کے دونوں پلو کندھوں پر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک پر پٹی باندھ رکھی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کی حمد وثناء کے بعد فرمایا۔

"اے لوگو! لوگ تعداد میں بڑھ جائیں گے اور انصار کم ہو جائیں گے یہاں تک کہ انصار کھانے میں نمک کی مقدار برابر رہ جائیں گے جو لوگوں کے امور میں سے کسی امر کا ولی ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ ان میں سے بھلے لوگوں کے ساتھ اچھا

سلوک کرے اور ان کے خطا کاروں سے درگزر فرمائے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے وصال کی خبر ایک روز قبل دی۔ ہم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں جمع ہوئے آپ ﷺ نے ہماری جانب دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''اللہ تم لوگوں کو زندہ رکھے اور تمہاری حفاظت فرمائے۔ اللہ تم کو اپنی پناہ میں لے اور تمہاری مدد کرے اور تمہیں بلندی عطا فرمائے۔ اللہ تمہیں ہدایت عطا فرمائے اور تمہارے رزق کشادہ کرے۔ اللہ تمہیں توفیق دے اور تمہیں صحیح سالم رکھے۔ میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور اسے تم پر خلیفہ مقرر کرتا ہوں جو تمہیں کھلا ڈرانے والا ہو تا کہ تم اللہ کے بندوں اور اللہ کے شہروں کے بارے میں اللہ پر زیادتی نہ کرنا بے شک اللہ نے تمہارے اور میرے متعلق فرمایا ہے کہ یہ عالم آخرت ہم ان ہی لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد پھیلاتے ہیں اور پرہیزگاروں کے لئے بہترین اجر ہے اور کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ دوزخ نہیں ہے۔ موت نزدیک ہے اور اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور سدرۃ المنتھیٰ کی طرف اور جنت الماویٰ کی جانب اور پورے پیالہ کی جانب اور رفیق اعلیٰ کی جانب لوٹ کر جانا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کو غسل کون دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرے اہل میں سے نزدیکی شخص۔ ہم نے عرض کیا آپ ﷺ کو کفن کون سا دیا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرے انہی کپڑوں سے یا یمنی چادروں میں سے یا مصر کے سفید کپڑے میں سے۔ ہم نے عرض کیا آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کون پڑھائے گا؟ اور یہ کہہ کر ہم رو پڑے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل تمہاری مغفرت فرمائے اور تم لوگ جب میرے غسل سے فارغ ہو چکو تو مجھے میری چارپائی پر میرے گھر میں میری قبر کے پاس رکھنا اور تھوڑی دیر کے لئے گھر سے باہر چلے جانا اس لئے کہ سب سے پہلی میری نمازِ جنازہ جبرائیل علیہ السلام پڑھیں گے، پھر میکائیل علیہ السلام، پھر اسرافیل علیہ السلام اور پھر ملک الموت مع اپنے لشکر کے اس کے بعد تمام ملائکہ اور اللہ ان سب پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور پھر تم جماعت در جماعت داخل ہونا اور مجھ پر درود و سلام پڑھنا اور کسی رونے والی سے مجھے کوئی تکلیف نہ دینا۔ ہم نے عرض کیا آپ ﷺ کو قبر مبارک میں کون اتارے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرے گھر کے لوگ مع ملائکہ کے اور ملائکہ تمہیں دیکھ رہے ہوں گے اور تم انہیں نہیں دیکھ سکو گے۔

روایات میں آتا ہے ۲۸ صفر المظفر کو حضور نبی کریم ﷺ جنت البقیع تشریف لے گئے اور جنت البقیع سے واپسی پر آپ ﷺ کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ آپ ﷺ نے تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے اجازت لے کر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں قیام کیا۔ طبیعت کی خرابی کے باوجود آپ ﷺ باقاعدگی سے نماز پڑھاتے رہے۔ جب طبیعت زیادہ ناساز ہو گئی تو آپ ﷺ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو بلا کر انہیں حکم دیا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ سے نماز کی امامت کے لیے ہے)۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ان پر بہت جلد رقت طاری ہو جاتی ہے وہ جب قرأت کریں گے تو لوگ ان کی آواز سن نہ سکیں گے آپ ﷺ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حکم دیں وہ امامت کریں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں! امامت صرف ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہی کریں گے۔

ایک دن ظہر کے وقت حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت قدرے سنبھلی تو آپ ﷺ نے غسل کیا اور حضرت سیدنا عباس اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت نمازِ ظہر کی امامت فرما رہے تھے انہوں نے جب حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں کی آہٹ سنی تو پیچھے ہٹنے لگے مگر حضور نبی کریم ﷺ نے اشارہ سے انہیں نماز جاری رکھنے کا حکم دیا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''میرے بعد میری قبر کو یہود و نصاریٰ کی طرح سجدہ گاہ نہ بنا لینا اور میں تم کو انصار کے حق میں وصیت فرماتا ہوں کہ یہ لوگ میرے جسم کے پیراہن ہیں اور انہوں نے میرے متعلق اپنے حقوق کو پورا کیا ہے اور ان میں سے اچھا کام کرنے والوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا اور لغزش کرنے والوں سے درگزر سے کام لینا۔ تم ایک بندہ ایسا بھی ہے جس کے سامنے دنیا کو پیش کیا گیا مگر اس نے آخرت کو اختیار کیا۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو

آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور سمجھ گئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا اشارہ ان کی جانب ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ، میری جان، میرا مال سب کچھ آپ ﷺ پر قربان ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تسلی رکھو اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے دروازے کے علاوہ مسجد کی جانب کھلنے والے تمام دروازے بند کر دو اور کوئی ایسا نہیں سوائے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے جسے میں اپنا دوست رکھتا ہوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بوقت وصال حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کا وصال کا وقت آن پہنچا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وصال بہت قریب ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جو اللہ کے پاس ہے وہ آپ ﷺ کو مبارک ہو کاش ہمیں ہمارے انجام کی بھی کچھ خبر ہوتی؟ آپ ﷺ نے فرمایا سدرۃ المنتہیٰ، جنت الماویٰ، فردوسِ اعلیٰ، شرابِ طہور سے بھرے ہوئے پیالے اور رفیق اعلیٰ کی جانب مبارک زندگی کی بشارت ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کو غسل کون دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرے اہل۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ ﷺ کو کفن کون سا دیا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرے انہی کپڑوں سے اور یمنی لباس اور مصری سفید چادر سے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کون پڑھائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تمہیں بہتر اجر دے جب تم مجھے غسل دے چکو اور کفن پہنا

چکو تو پھر مجھے میرے گھر میں میری قبر کے نزدیک چارپائی پر رکھ دینا اور پھر باہر نکل جانا۔ سب سے پہلے اللہ عزوجل درود و سلام پڑھے گا اور رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر فرشتے آئیں گے اور مجھ پر درود و سلام پڑھیں گے۔ اس کے بعد تم گروہ در گروہ اندر داخل ہونا اور مجھ پر درود و سلام پڑھنا۔ تم لوگ رو کر مجھے تکلیف نہ پہنچانا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں کون اتارے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہل۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت ناساز ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مشورہ سے میرے حجرہ میں قیام کیا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری میں مصروف رہی۔ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میرے کندھے پر تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میرے سر کی جانب مائل ہوا۔ میں نے گمان کیا کہ شاید کسی حاجت کا ارادہ ہو؟ اتنی دیر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے لعابِ مبارک کا ایک نطفہ نکلا اور میرے سینہ میں ہنسلی کی ہڈی کی گہرائی میں جا گرا جس سے میرے جسم کی رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں نے خیال کیا شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بے ہوشی طاری ہو گئی ہے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چادر سے ڈھانپ دیا۔ اس دوران حضرت عمر فاروق اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم آ گئے۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور میں نے ان کو اندر بلا لیا اور پردہ کھینچ لیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ہوشی کو دیکھا تو کہا کہ کتنی سخت بے ہوشی ہے؟ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے۔ میں نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو اور فتنہ پھیلانا چاہتے ہو۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال اس وقت تک نہ ہو

گا جب تک اللہ عزوجل منافقین کو ختم نہیں کر دے گا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے جب حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور حضور نبی کریم ﷺ کی پیشانی کا بوسہ لیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تلوار میان سے باہر نکال لی:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو لوگ اکٹھے ہو گئے اور رونے کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ فرشتوں نے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے کپڑوں میں لپیٹ دیا۔ آپ ﷺ کے وصال کے متعلق لوگوں میں اختلاف ہو گیا۔ بعض نے آپ ﷺ کی موت کو جھٹلا دیا، بعض گونگے ہو گئے اور طویل مدت کے بعد بولنا شروع کیا۔ بعض لوگوں کی حالت خلط ملط ہو گئی اور بے معنی باتیں کرنے لگے، بعض حواس باختہ ہو گئے اور بعض غم سے نڈھال ہو گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آپ ﷺ کی موت کا انکار کر دیا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ غم سے نڈھال ہو کر بیٹھنے والوں میں تھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جو گونگے ہو کر رہ گئے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار میان سے نکال لی اور اعلان کر دیا کہ اگر کسی نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا ہے تو میں اس کا سر قلم کر دوں گا اور آپ ﷺ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح چالیس دن کے لئے اپنی قوم سے پوشیدہ ہو گئے ہیں اور چالیس دن بعد آپ ﷺ ہم میں واپس آ جائیں گے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب وصال کی اطلاع ملی تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ بنی حارث بن خزرج کے

ہاں تھے آپ رضی اللہ عنہ فوراً آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضور نبی کریم ﷺ کی جانب دیکھا، پھر جھک کر بوسہ دیا اور فرمایا۔

''یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں اللہ عزوجل آپ ﷺ کو اب موت کا مزہ نہیں چکھائے گا۔ اللہ کی قسم! حضور نبی کریم ﷺ وصال فرما گئے۔''

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا۔

''اے لوگو! جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو یاد رکھے محمد ﷺ وصال فرما گئے ہیں اور جو محمد ﷺ کے رب کی عبادت کرتا تھا تو یاد رکھے کہ وہ زندہ اور کبھی نہیں مرے گا۔''

اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۔

''اور محمد ﷺ تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی کئی رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ وصال فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو شخص الٹا پھر جائے گا تو اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور اللہ جلد ہی اجر دے گا شکر گزاروں کو۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی تو معلوم ہوتا تھا کہ ہم میں سے کوئی پہلے اس آیت کو جانتا نہ تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جب یہ آیت مبارکہ سنی تو مجھے یقین ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چارپائی پر رکھ کر قبر مبارک کے پاس رکھا گیا تو لوگ گروہ در گروہ اندر داخل ہوتے اور درود وسلام پڑھتے اور کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ کی امامت نہیں کی۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم مہاجرین وانصار کے کچھ گروہ کے ساتھ جو حجرۂ مبارک میں آ سکے اندر داخل ہوئے اور بلند آواز سے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ کہا اور کہا۔

"اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تبلیغ فرمائی اور اپنی امت کو نصیحت فرمائی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اور اللہ کے دین کو عزت بخشی اور اللہ کے کلمہ کو پورا کیا اور اے اللہ! ہمیں بھی ان لوگوں میں سے کر دے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو پورا کرنے والے ہیں اور ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمع کر دے۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور اس کے عوض ہم نے کوئی قیمت طلب نہ کی۔"

مہاجرین وانصار نے اس کے جواب میں آمین کہا۔

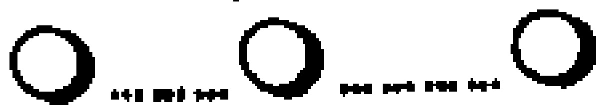
سیرت ابن ہشام میں منقول ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز وتکفین کا

معاملہ پیش آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس شش و پنج میں مبتلا ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کی تدفین کہاں کی جائے؟ اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے نبی جس جگہ وصال فرماتا ہے اسی جگہ اس کی تدفین عمل میں آتی ہے۔''

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں مدفون کیا گیا۔

ان کی نگاہِ لطف کا اعجاز سوچنا
ہر سمت پھر وہ ذوقِ ہمہ گیر دیکھنا
آقائے دو جہاں کی غلامی سے عکس ریز
میری جبیں کی تابش تحریر دیکھنا



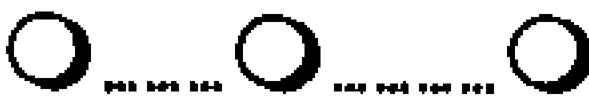
تیسرا باب:

خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کا فیصلہ

دورِ صدیقی رضی اللہ عنہ میں اہم امور پر مشورہ دینا

دورِ صدیقی رضی اللہ عنہ میں اہم عہدوں پر تعینات رہنا



آپ دامادِ علی رضی اللہ عنہ ہیں اور مرادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
کون حفصہ رضی اللہ عنہا کی ابوت ، حضرت فاروق رضی اللہ عنہ ہیں
جب فلسطین جا رہے تھے سونپا حیدر رضی اللہ عنہ کو نظام
واقف رمز حکومت حضرت فاروق رضی اللہ عنہ ہیں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کا فیصلہ

حضور نبی کریم ﷺ کی تدفین ابھی عمل میں نہ آئی تھی کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کا ایک اجتماع ہوا اور انصار کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے جانشین ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم کو ساتھ لیا اور سقیفہ بنی ساعدہ پہنچے۔ گفتگو کے دوران انصار نے مطالبہ کیا ایک امیر ہمارا ہوگا اور ایک تمہارا ہوگا۔ انصار کے اس مطالبہ کو قبول کرنے کا مطلب تھا اسلامی اخوت کو خود اپنے ہاتھوں ہی ختم کر دیا جائے اور اگر انصار کا مطالبہ مانتے ہوئے انہیں مسند خلافت پر فائز کر بھی دیا جاتا تو عرب کے دیگر قبائل بالخصوص قریش اس پر کبھی راضی نہ ہوتے اور وہ انصار کی خلافت کو تسلیم نہ کرتے۔ اس کے علاوہ انصار کے بھی دو گروہ تھے بنی اوس اور بنی خزرج اور ان میں بھی اس موقف پر باہم اتفاق نہ پایا جاتا تھا لہٰذا یہ امر محال تھا کہ انصار میں سے کسی کو خلیفہ مقرر کیا جاتا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے فرمایا یہ جائز نہیں مسلمانوں کے ایک وقت میں دو امیر ہوں اس طرح امور میں اختلاف

پیدا ہو جائے گا اور امت مسلمہ کا اتحاد پارہ پارہ ہو جائے گا۔ اس سے فتنہ وفساد شروع ہو جائے گا اور سنتیں ترک ہو جائیں گی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے تجویز دی امراء مہاجرین جماعت میں سے ہوں گے اور وزراء انصار سے ہوں گے۔ اس موقع پر آپ رضی اللہ عنہ نے ذیل کا تاریخی خطبہ بھی ارشاد فرمایا۔

''ہم تمہارے فضائل ومناقب سے انکار نہیں کرتے مگر قریش اور عرب کے دوسرے تمام قبائل کبھی بھی تمہاری خلافت کو تسلیم نہ کریں گے اور ویسے بھی مہاجرین نے حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہا اور ان کا حضور نبی کریم ﷺ سے نسبی تعلق بھی ہے اور یہاں اس محفل میں عمر (رضی اللہ عنہ) بھی موجود ہے اور ابوعبیدہ (رضی اللہ عنہ) بھی موجود ہیں تم ان میں سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کرلو تاکہ امت مسلمہ کا شیرازہ بکھرنے نہ پائے۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خطبہ سنا تو آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے دیا اور کہا۔

''آپ رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی نہیں ہے اور آپ رضی اللہ عنہ ہمارے سردار اور حضور نبی کریم ﷺ کے صحیح جانشین ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ آپ رضی اللہ عنہ کو عزیز رکھا اور آپ رضی اللہ عنہ کی رائے کو ترجیح دی۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جیسے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تمام مخلوق آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت پر ٹوٹ پڑی اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

کی بیعت کے بعد انصار نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بیعت کر لی۔ آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے واپس لوٹے اور پھر حضور نبی کریم ﷺ کی تدفین عمل میں آئی۔

حضرت سالم بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انصار کے کسی شخص نے کہا کہ ایک خلیفہ ہم میں سے ہو اور ایک آپ میں سے؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''ایک میان میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں۔''

تاریخ میں آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کی اہمیت:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بیعت کی اور انہیں خلیفہ تسلیم کیا۔ مؤرخین لکھتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود کو منصب خلافت کے لئے امیدوار مقرر نہیں کیا تھا مگر آپ رضی اللہ عنہ چونکہ سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کو اس بات پر قائل کرنے گئے تھے کہ وہ خلافت کے امیدوار بن کر امت مسلمہ کو دو گروہوں میں تقسیم کر رہے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا اسے دیکھتے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ کیا کہ امت مسلمہ کی خلافت کی ذمہ داری کو اگر کوئی احسن طریقے سے انجام دے سکتا ہے تو وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق اس وقت بھی یہ رائے بالاتفاق موجود تھی کہ اگر روئے زمین پر کوئی ہستی ایسی ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد تکریم اور عزت کی حقدار ہے تو وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب چونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے خود کئی مواقع پر بیان فرما رکھے تھے اور پھر اپنے مرضِ وصال میں بھی امامت کی ذمہ داری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سونپی تھی تو یہ اس

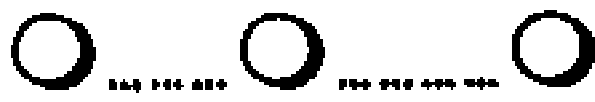
جانب واضح اشارہ تھا کہ منصب خلافت کے بلاشبہ حقدار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہستی ہی وہ پہلی ہستی تھی جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس منصب کے لئے اہل جانتے ہوئے سب سے پہلے بیعت کی۔ تاریخ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کی اہمیت اور اس فیصلے کے بعد رونما ہونے والے واقعات میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اجتہادی فیصلوں اور کوششوں نے ثابت کر دیا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیعت کے لئے جس کا انتخاب کیا وہ کسی بھی طور غلط نہ تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے سے امت مسلمہ کا اتحاد مزید قوی و مستحکم ہوا اور وہ لمحات جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد امت مسلمہ کا اتحاد بظاہر دکھائی دیتا ہے کہ اختلافات کا شکار ہو جائے گا اس سے امت مسلمہ محفوظ و مامون ہو گئی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو چونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طبیعت کی نرمی اور صلح جو کیفیت کا اندازہ تھا اور آپ رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شخصیت حقیقت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور اخلاق کا پرتو ہے لہٰذا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات ہی وہ ذات ہے جو اس وقت منصب خلافت کی بجا طور پر اہل ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے درحقیقت اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فیصلہ درحقیقت اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہے چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کو تاریخ نے بھی درست ثابت کیا اور امت مسلمہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد ایک خلیفہ کی اطاعت پر امت مسلمہ دنیا کے نقشہ پر ایک ایسی حقیقت بن کر ابھری

جس کی مثال تاریخ انسانی میں ملنا محال ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وظیفہ مقرر کروانے کا فیصلہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد کسی قسم کا کوئی وظیفہ یا تنخواہ نہ لیتے تھے بلکہ خلیفہ بننے سے قبل کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے اور خلیفہ بننے کے بعد بھی اپنی گزر بسر کے لئے اسی پیشے کو اختیار کئے رکھا اور ایک دن آپ رضی اللہ عنہ کپڑا کندھے پر اٹھائے مدینہ منورہ کے بازار میں جا رہے تھے کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہوگئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ کہاں جا رہے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بازار تجارت کے لئے جا رہا ہوں تاکہ اپنے اہل و عیال کے کھانے کا بندوبست کرسکوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے معاملات کے نگہبان ہیں اس لئے آپ رضی اللہ عنہ اپنے لئے کچھ وظیفہ بیت المال سے مقرر فرما لیں تاکہ آپ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں بیٹھ کر لوگوں کے معاملات احسن انداز میں نبٹا سکیں چنانچہ اس واقعہ کے بعد حضرت عمر فاروق، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اور دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مشاورت سے آپ رضی اللہ عنہ کا وظیفہ تین سو درہم ماہوار مقرر کر دیا گیا۔



دورِ صدیقی رضی اللہ عنہ میں اہم امور پر مشورہ دینا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک بہترین مشیر کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے گو کہ آپ رضی اللہ عنہ کے مشورہ اور فیصلوں پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کئی مرتبہ اختلاف بھی کیا مگر یہ اختلاف امت کی بہتری کے لئے تھا اور کئی مواقع ایسے بھی تھے جہاں آپ رضی اللہ عنہ کے مشوروں اور فیصلوں کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سراہا اور ان پر عمل بھی کیا اور تاریخ میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ان فیصلوں اور مشوروں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ذیل میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں پیش آنے والے اہم امور اور ان میں آپ رضی اللہ عنہ کے دیئے گئے مشوروں اور فیصلوں کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہے تاکہ قارئین کے لئے ذوق کا باعث بنیں۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر مقرر نہ کرنے کا مشورہ دینا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں سب سے پہلے جو اہم فیصلہ آپ رضی اللہ عنہ کو کرنا پڑا وہ جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا تھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ظاہری وصال سے قبل ایک لشکر شام کی جانب روانہ کیا تھا اور اس لشکر کے سربراہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما تھے اور اسی وجہ سے اسے جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے۔ اس لشکر میں کئی جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے مگر یہ حضور نبی کریم

ﷺ کی دوراندیشی تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ان جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو لشکر کا سربراہ بنایا۔

روایات میں آتا ہے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما لشکر کو لے کر نکلے اور ابھی مدینہ منورہ کے نواح میں تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کی خبر انہیں ملی اور وہ اپنے لشکر کو لے کر واپس مدینہ منورہ آ گئے۔ پھر جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کے لئے سب سے اہم فیصلہ یہ تھا جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو فوری روانہ کیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ اپنے لشکر کو بلاتاخیر لے کر روانہ ہوں مگر چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا چونکہ وصال ہوا ہے لہٰذا پہلے ملکی معاملات کو دیکھا جائے اور اس لشکر کی روانگی کو مؤخر کر دیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات سنی تو منبر پر کھڑے ہو کر ذیل کا خطبہ دیا۔

> ''حق تعالیٰ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میرے پاس ایک بھی بندہ نہ رہے اور مجھے یہ اندیشہ لاحق ہو کہ مجھے درندے اٹھا کر لے جائیں گے تب بھی میں اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو ضرور بھیجوں گا کیونکہ اس کا حکم حضور نبی کریم ﷺ نے دیا تھا اور اگر میرے علاوہ کوئی بھی ان آبادیوں میں نہ رہے تو میں تنہا ہی حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان پر عمل پیرا ہوں گا۔''

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاریخ الخلفاء'' میں حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی

سربراہی میں ایک لشکر شام کے لئے روانہ کیا اور جب یہ لشکر جرف کے مقام پر پہنچا تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی زوجہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت قیس نے ایک قاصد کو مقامِ جرف پر بھیجا جس نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو پیغام دیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت زیادہ ناساز ہے اور مرض شدت اختیار کر چکا ہے چنانچہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اپنے لشکر کو لے کر واپس مدینہ منورہ آ گئے اور پھر چند دنوں بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری وصال ہو گیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے عرض کیا مجھے اندیشہ لاحق ہے کہ کہیں عرب قبائل مرتد نہ ہو جائیں اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں روانہ کیا تھا اس وقت حالات مختلف تھے مگر اب ہمارا یہاں موجود رہنا بھی لازم ہے کیونکہ میرے اس لشکر میں کئی قوی اور بہادر مجاہد ہیں جو ہر قسم کی صورتحال کا سامنا کرنے کو تیار ہیں اور اگر عرب قبائل نے کوئی فتنہ کھڑا نہ کیا تو میں اپنے لشکر کو لے کر شام روانہ ہو جاؤں گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی بات سنی تو منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔

"اللہ عزوجل کی قسم! اگر مجھے کوئی جانور اچک لے تو یہ بات مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کروں۔"

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو رخصت کیا۔

جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کے متعلق حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ظاہری وصال سے قبل ایک لشکر جس

میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی سربراہی میں ملک شام کی جانب روانہ کیا۔ ابھی یہ لشکر تیاری کے آخری مراحل میں تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری وصال ہو گیا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما جو مقام جرف میں لشکر کے ساتھ مقیم تھے انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے واپسی کی اجازت طلب کریں کیونکہ اس لشکر میں اکابر اور بہادر مجاہد اسلام موجود ہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ اس سانحہ عظیم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر مسلمانوں کی جانوں اور املاک کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور کہیں مشرکین اور منافقین انہیں کچھ نقصان نہ پہنچائیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ روانہ ہونے لگے تو انصار کے چند لوگوں نے کہا آپ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہیں ہمارا امیر ایسے شخص کو مقرر کریں جو عمر میں اسامہ رضی اللہ عنہ سے بڑا ہو اور تجربہ کار ہو اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کم سن اور ناتجربہ کار ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی بات بیان کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"اگر کتے اور بھیڑیئے مجھے کھا بھی لیں تو میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر ہر صورت عمل کروں گا۔"

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انصار کی درخواست پہنچائی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑی اور فرمایا۔

"اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تم مجھ سے ایسی بات کہتے ہو اور وہ شخص جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عہدہ کے قابل جانا میں اسے اس کے عہدہ سے معزول کر دوں"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جیش اسامہ کی روانگی کے وقت حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے فرمایا۔

"کیا یہ مناسب نہ ہو گا تم عمر (رضی اللہ عنہ) کو میرے پاس چھوڑ جاؤ؟"

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے عرض کیا جیسے آپ رضی اللہ عنہ مناسب سمجھیں۔

جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کے فیصلے نے مشرکین و منافقین کے دماغوں کے اس فتور کو ہوا کر دیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد مسلمانوں کی قوت اور اجتماعیت ماند پڑ گئی ہے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی دوراندیشی کو ظاہر کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے اس اقدام نے مشرکین اور منافقین پر مسلمانوں کے رعب و دبدبہ کو مسلمہ کر دیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو امیر لشکر مقرر نہ کرنے کا مشورہ اس لئے دیا تھا حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ناتجربہ کار تھے اور نوجوان تھے مگر چونکہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو امیر لشکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا تھا اسی لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے مشورہ کو نہ مانتے ہوئے اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو ہی امیر لشکر کے عہدہ پر برقرار رکھا اور آپ رضی اللہ عنہ کا یہ مشورہ کسی بدنیتی پر مبنی نہ تھا بلکہ زمینی حقائق کے مطابق تھا مگر تاریخ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اقدام کو درست ثابت کر دیا کہ انہوں نے اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو جو امیر لشکر برقرار رکھا تھا وہ واقعی ایک درست فیصلہ تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دوراندیشی کو ظاہر کرتا تھا۔

اس نازک موقع پر ہمیں جنگ نہیں کرنی چاہیے:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بننے کے بعد ایک اور اہم فیصلہ یہ کرنا پڑا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کے خلاف جہاد کرنا پڑا جنہوں نے دین اسلام کے ایک اہم رکن زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا تھا۔ یہ گروہ بظاہر تو خود کو مسلمان کہتے تھے اور دین اسلام کے دیگر اہم ارکان پر عمل پیرا بھی تھے مگر زکوٰۃ جیسے رکن کی ادائیگی سے منحرف ہو گئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا جو لوگ زکوٰۃ نہیں دیں گے ان کے خلاف کاروائی کی جائے تاکہ دین اسلام کے اس بنیادی رکن کی ادائیگی پر انہیں دوبارہ مائل کیا جا سکے۔

منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی کے متعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو عرب کے قبائل مرتد ہو گئے اور انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب ان کی سرکوبی کا فیصلہ کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ حالات نازک ہے اور اس وقت امت مسلمہ انتشار کا شکار ہے اور پھر ان قبائل سے کیسے جنگ کی جا سکتی ہے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے مجھے لوگوں سے اس وقت تک لڑنے کا حکم دیا گیا جب تک وہ اللہ عزوجل کی وحدانیت کا اقرار نہ کر لیں اور جب وہ اللہ عزوجل کی وحدانیت کا اقرار کر لیں گے تو وہ اپنی جان اور مال کو ہم سے محفوظ کر لیں گے اور پھر وہ کسی ایسے فعل کے مرتکب ہوں جو دین اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہو تو اللہ عزوجل ان کا حساب لے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو فرمایا۔

"اللہ عزوجل کی قسم! جو کوئی نماز اور زکوٰۃ میں فرق سمجھے گا تو

میں اس سے ضرور لڑوں گا کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے جیسے نماز بدن کا حق ہے اور اللہ عزوجل کی قسم! یہ لوگ اگر بکری کا پٹھا جو حضور نبی کریم ﷺ کو دیتے تھے مجھے نہ دیں گے تو میں ان سے ضرور لڑوں گا۔"

روایات میں آتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف ایک لشکر ترتیب دیا۔ بعض اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ سے اختلاف کیا یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی کہا کہ ان کے خلاف اس نازک موقع پر ہمیں جنگ نہیں کرنی چاہئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مشورہ سنا تو مسجد نبوی میں تشریف لائے اور منبر پر کھڑے ہو کر ذیل کا خطبہ دیا۔

"اللہ کی قسم! جو شخص حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی میں ایک بکری کا بچہ بھی زکوٰۃ میں دیتا تھا اور اب اس کے دینے سے انکاری ہے تو میں اس کا مقابلہ کروں گا۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ اس لئے بھی اہم تھا کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ آج ان منکرین زکوٰۃ کے ساتھ کوئی نرم رویہ اختیار کرتے تو آئندہ کے لئے کچھ لوگ نماز اور روزے کے بھی منکر ہو سکتے تھے اور یوں دین اسلام کی بنیادی تعلیمات کو ترک کرنے کے بعد لوگ صرف نام کے ہی مسلمان رہ جاتے یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے خطاب کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلے کے قائل ہو گئے اور کہا ان منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی لازم ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اس خطبہ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی منکرین زکوٰۃ کے خلاف اقدام پر قائل کر

دیا جو کہہ رہے تھے کہ اس نازک موقع پر فی الحال ان منکرین زکوٰۃ کے خلاف کوئی اقدام نہ اٹھایا جائے۔

تدوین قرآن کا مشورہ دینا:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جنگ یمامہ کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میری جانب ایک قاصد کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ میرے پاس اس وقت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ جنگ کے دوران بے شمار حفاظ شہید ہو گئے ہیں اور اگر اسی طرح جنگوں میں حفاظِ کرام شہید ہوتے رہے تو قرآن مجید کے ایک بہت بڑے حصے کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے اس لئے ان کی رائے یہ ہے کہ میں قرآن کریم کو جمع کروں۔

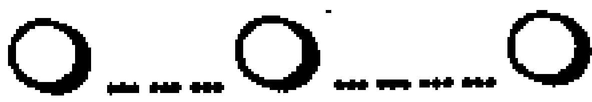
حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا میں وہ کام نہیں کرسکتا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں نہیں کیا مگر پھر اللہ عزوجل نے اس کارِ خیر کے لئے میرا سینہ کھول دیا اور میری رائے بھی عمر فاروق رضی اللہ عنہ والی بن گئی۔ تم نوجوان ہو اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی بھی ہو اس لئے تم قرآن کو جمع کرو۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جواباً کہا اللہ کی قسم! اگر مجھے پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیا جاتا تو میں اسے قرآن جمع کرنے سے زیادہ آسان سمجھتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا یہ کارِ خیر ہے اور پھر اللہ عزوجل نے میری رائے وہی کر دی جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تھی۔ میں نے کھجور کے پتوں، کپڑے کے ٹکڑوں، پتھر کے ٹکڑوں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سینوں سے قرآن مجید اکٹھا کیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال تک یہ صحیفے آپ رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہے جو بعدازاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے جنہوں نے اس کی نقلیں کروا کر مختلف علاقوں میں بھیجیں۔

محدثین لکھتے ہیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید جمع کرنے کا حکم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس لئے دیا کہ وہ کاتب وحی تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر وحی انہوں نے تحریر فرمائی تھی اس کے علاوہ وہ حافظ بھی تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید سنایا کرتے تھے تاکہ اگر وہ کوئی غلطی کریں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اصلاح فرما دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے کچھ روز قبل ہی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام قرآنِ پاک سنایا تھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی۔

قرآن مجید کی تدوین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے جس کی وجہ سے رہتی دنیا تک ہر مسلمان کو قرآن مجید پڑھنے میں آسانی ہوگئی۔ قرآن مجید کو پہلی مرتبہ کتابی شکل آپ رضی اللہ عنہ نے ہی دی تھی۔



دورِ صدیقی رضی اللہ عنہ میں

اہم عہدوں پر تعینات رہنا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بے پناہ اہمیت دی جاتی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب اور آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیش نظر تھے یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنا مشیر مقرر کر رکھا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کی حیثیت دورِ صدیقی رضی اللہ عنہ میں وزیراعظم کی سی تھی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں باقاعدہ مجلس شوریٰ تو قائم نہ کی تھی مگر جیسا کہ گذشتہ اوراق میں بیان ہوا آپ رضی اللہ عنہ ہر امور میں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ کو ترجیح دیتے تھے اور ان سے مشاورت کے بعد ہی کوئی فیصلہ کیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ جن اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کرتے تھے ان میں حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان حضرات کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ مہاجرین اور انصار کے اکابرین سے بھی مشورہ کرتے تھے اور

ان کے مشوروں کو ترجیح دیتے اور ملکی معاملات انہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مشاورت کے بعد ہی ترتیب دیئے جاتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو منصب قضاء پر فائز کیا گیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قاضی القضاء تھے اور کسی بھی مقدمہ کا فیصلہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عدالت میں ہوتا تھا۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں عدل و انصاف کا یہ عالم تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی جانب سے مقرر کردہ قاضی القضاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس اس عرصہ میں کوئی بھی مقدمہ نہ آیا۔

امت کی نجات کا ذریعہ:

روایات میں آتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا۔

"اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ حیرانگی کی بات نہیں میرا گزر عثمان (رضی اللہ عنہ) کے پاس سے ہوا اور میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔

"تمہارے پاس تمہارے بھائی عمر (رضی اللہ عنہ) آئے اور تم نے انہیں ان کے سلام کا جواب نہیں دیا تمہیں ایسا کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا ہے؟"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے ایسا نہیں کیا۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم نے ایسا ہی کیا ہے اور تم نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سن کر فرمایا۔

''مجھے آپ رضی اللہ عنہ کے گزرنے کی ہرگز خبر نہ ہوئی اور نہ ہی مجھے یہ معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے سلام کیا ہے۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''تم سچ کہتے ہو اللہ عزوجل کی قسم! تمہارے متعلق میرا یہ خیال تھا کہ تم کسی سوچ میں گم تھے جس کی وجہ سے تم نے عمر (رضی اللہ عنہ) کے سلام کا جواب نہیں دیا۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو کہا۔

''امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ درست کہتے ہیں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی وجہ سے پریشان ہوں اور اس سوچ میں گم تھا اس امت کی نجات کے بارے میں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت نہ کر سکا اور اسی سوچ میں گم تھا جس کی وجہ سے مجھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے گزرنے اور ان کے سلام کرنے کے متعلق کچھ خبر نہ ہوئی۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے مجھ سے وہ کلمہ قبول کرلیا جو کلمہ میں نے اپنے چچا کو پیش کیا تو اورانہوں نے اسے رد کر دیا پس وہی کلمہ میری امت کی نجات کا ذریعہ ہے۔''

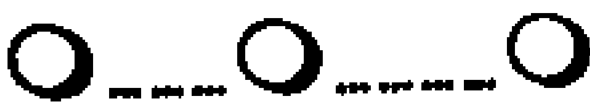
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا وہ کلمہ کون سا ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''گواہی دینا اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول اور بندے ہیں۔''

آج یہ لوگ ہم سے زیادہ فضیلت لے گئے:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اونٹنی پر سوار تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ جہاں سے گزرتے لوگوں کو السلام علیکم کہتے۔ اس دوران لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو جواب میں السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کہتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''عمر (رضی اللہ عنہ)! آج یہ لوگ ہم سے زیادہ فضیلت لے گئے۔''



چوتھا باب:

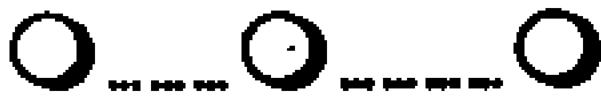
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا

منصب خلافت پر فائز ہونا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خلیفہ مقرر کرنا،

خلیفہ بننے کے بعد خطبہ ارشاد فرمانا، دورِ خلافت کے اہم فیصلے،

نظامِ خلافت، دورِ خلافت میں پیش آنے والے اہم امور



ان کی حالت دیکھ لو پھر تم کہو انصاف سے
کیا طلبگارِ خلافت حضرت فاروق رضی اللہ عنہ ہیں
تا قیامت یار دونوں مصطفیٰ ﷺ کے ہیں قریب
حاصل اسرارِ قربت حضرت فاروق رضی اللہ عنہ ہیں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خلیفہ مقرر کرنا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب مرض وصال میں مبتلا ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنے کا فیصلہ کیا اور تاریخ نے یہ ثابت کر دیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ دوراندیشی پر مبنی تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کے ذریعے دین اسلام کو تقویت ملی۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اندر چھپے جوہر کو پہچانتے تھے اور جانتے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے بعد اگر کوئی مسلمانوں کی نمائندگی کا حق رکھتا ہے تو وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کا حق یوں ادا کیا کہ مسلمانوں کی خدمت کو اپنا شعار بنایا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دین اسلام افریقہ، وسطی یورپ اور ایشیائی ممالک تک پہنچا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عدل و انصاف کے وہ معیار قائم کیے جو آئندہ آنے والے کسی بھی حکمران کے لئے مشعل راہ بن گئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

"صاحب فراست تین شخص ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں کہ انہیں خلیفہ نامزد کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اہلیہ جنہوں نے اپنے والد حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا انہیں ملازم رکھ لیجئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی

اہلیہ۔"

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی روایت:

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب بہت زیادہ بیمار ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا میں اختیار دیتا ہوں تم اپنے لئے خلیفہ چن لو۔ لوگوں نے کہا ہمیں اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کی رائے میں کوئی اعتراض نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قدرے خاموش رہنے کے بعد فرمایا۔

"میرے نزدیک عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب سے بہتر کوئی نہیں۔"

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"آپ رضی اللہ عنہ مجھ سے بہتر عمر (رضی اللہ عنہ) کو جانتے ہیں۔"

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"جتنی میری معلومات ہیں عمر (رضی اللہ عنہ) کا باطن اس کے ظاہر سے زیادہ بہتر ہے اور ہم میں اس وقت ان جیسا کوئی نہیں۔"

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیگر احباب سے مشورہ کیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر دیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم تحریر کرو۔

''ابوبکر (رضی اللہ عنہ) بن ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب کو خلیفہ نامزد کیا۔''

اسی قسم کی ایک اور روایت حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے اس طریقے سے بھی منقول ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت زیادہ بیمار ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا تم میری حالت دیکھ رہے ہو اور مجھے یقین ہے کہ میرا وصال ہو جائے گا اور اب اللہ عزوجل تمہیں میری بیعت سے آزاد کر رہا ہے اور اللہ عزوجل نے ایک مرتبہ پھر معاملہ تمہارے سپرد کر دیا ہے اور جو گرہ لگی ہوئی تھی وہ کھل گئی ہے تم جسے چاہو اپنا امیر مقرر کر لو اور اگر تم میری زندگی میں اپنا کوئی امیر مقرر کر لو گے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم میرے بعد اختلافات کا شکار ہو۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگوں نے غور کیا مگر وہ کچھ فیصلہ نہ کر پائے اور وہ واپس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا ہم آپ رضی اللہ عنہ کے مشورہ کو اپنا مشورہ مانیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم مجھے کچھ مہلت دو تاکہ میں اللہ، اس کے دین اور اس کے بندوں کے متعلق کچھ غور کروں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ تمہاری عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب کے متعلق کیا رائے ہے؟ وہ بولے آپ رضی اللہ عنہ انہیں مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے پوچھا تم عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب کے متعلق کیا کہتے ہو؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا میں انہیں جتنا جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ ان کا باطن ان کے ظاہر سے بہتر ہے اور ہم میں ان جیسا کوئی بھی نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم انہیں چھوڑ بھی دیتے تو میں تم سے کچھ ناراض نہ ہوتا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر اور دیگر

مہاجرین و انصار سے مشورہ کیا۔ حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ عزوجل گواہ ہے ہم انہیں آپ رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے بہتر خیال کرتے ہیں اور وہ اللہ عزوجل کی رضا کے لئے خوش ہوتے ہیں یا غضبناک ہوتے ہیں اور ان جیسا کوئی قوی آدمی نہیں جو منصب خلافت کا حقدار ہو۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی روایت:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی علالت کے دنوں میں ان کی عیادت کے لئے گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ سر نیچا کئے بیٹھے ہیں۔ میں نے کہا: الحمد للہ! آج آپ رضی اللہ عنہ کی طبیعت قدرے بہتر ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا بہتری اسی کو کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا ہاں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''آج مجھے سخت تکلیف ہے اور مہاجرین کے گروہ! بیماری کی اس تکلیف سے زیادہ تکلیف مجھے اس بات کی ہے کہ میں نے تم میں سے بہتر آدمی کو خلیفہ مقرر کیا اور تم اس بات پر ناراض ہو کہ مجھے خلافت کیوں نہ ملی؟ تم دنیا کو دیکھ رہے ہو کہ تمہاری طرف بڑھ رہی ہے اور جب یہ آئے گی تو تم ریشم کے پردے اور تکیے استعمال کرو گے تب تمہاری یہ حالت ہو جائے گی کہ تمہیں آذربائیجان کی اون پر لیٹنے سے اتنی تکلیف ہوگی جتنی خاردار جھاڑیوں میں لیٹنے سے ہوتی ہے۔ خدا گواہ ہے کہ بغیر کسی قصور اور جرم کے تمہاری گردنیں کاٹ دی جائیں تو یہ زیادہ بہتر ہے اس چیز سے کہ تم دنیا میں الجھ جاؤ۔ کل تم ہی سب

سے پہلے لوگوں کو بھٹکاؤ گے۔"

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا آپ رضی اللہ عنہ تکلیف میں ہیں اس لئے ذرا نرمی سے کام لیں اللہ عزوجل آپ رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے ہمیں عمر (رضی اللہ عنہ) کی نامزدگی پر کوئی اعتراض نہیں۔

اعتراض کا جواب:

روایات میں آتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو پندرہ روز تک بیمار رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ بخار کی شدت میں بھی مسجد میں تشریف لاتے مگر جب بخار کی شدت میں کوئی کمی نہ آئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم دیا۔ پھر جب اپنے وصال کا یقین ہو گیا تو اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ان کے مشورہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام بطورِ خلیفہ پیش کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیں عمر (رضی اللہ عنہ) کے خلیفہ بننے پر کوئی اعتراض نہیں لیکن ان کا مزاج سخت ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کا باطن ان کے ظاہر سے بہتر ہے۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مزاج کے سخت ہونے کی شکایت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سب کی باتیں سننے کے بعد فرمایا جب خلافت کا بوجھ ان کے کندھوں پر پڑے گا تو ان کی طبیعت خود بخود نرم ہو جائے گی۔ کسی نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا اب اللہ کو کیا جواب دیں گے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اس وقت تم سب میں سے بہترین شخص کو خلیفہ بنایا ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا پروانہ تیار کریں۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خلافت کا پروانہ لکھ دیا تو آپ رضی اللہ عنہ

نے اس پر اپنی مہر ثبت کی اور دعا کی اللہ عزوجل عمر (رضی اللہ عنہ) کو اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لائے اور لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

''میں نے اپنے کسی رشتہ دار کو خلیفہ نہیں بنایا بلکہ عمر (رضی اللہ عنہ) کا انتخاب کیا ہے تم اس کے احکامات پر عمل کرو اور اس کی اطاعت کرو۔''

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور انہیں امورِ خلافت سے متعلق کچھ نصیحتیں کیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو امورِ خلافت سے متعلق چند نصیحتیں:

روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مرضِ وصال میں مبتلا ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نامزدگی کا حتمی فیصلہ کرلیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور ان سے فرمایا۔

''عمر (رضی اللہ عنہ)! میں تم کو ایسے امر کی دعوت دیتا ہوں جو ہر اس آدمی کو تھکا دیتا ہے جو اس کو سنبھالے۔ عمر (رضی اللہ عنہ)! اللہ کی فرمانبرداری کرتے رہنا اور اللہ عزوجل سے ڈرتے رہنا۔ اللہ عزوجل کی اطاعت کرنا اور اللہ عزوجل کی اطاعت کرنے میں تقویٰ سے کام لینا۔ یاد رکھو کہ تقویٰ قابل حفاظت امر ہے اور میں تم کو خلافت پیش کرتا ہوں اور اس کو وہی آدمی اپنے ذمے لیتا ہے جو اس پر عمل کرسکے۔ پس جس نے حق بات کا حکم دیا

اور خود باطل کام کیا اور بھلی بات کا حکم کیا اور خود منکرات پر عمل پیرا رہا۔ وہ دن دور نہیں کہ اس کی آرزو ختم ہو جائے اور اس کا عمل ضائع ہو جائے۔ پس اگر تم لوگوں کے امور کے لئے ان کے خلیفہ ہوئے ہو تو تم سے جہاں تک ہو سکے اپنے ہاتھوں کو لوگوں کے خون سے روکنا اور اپنے پیٹ کو ان کے مالوں سے خالی رکھنا اور اپنی زبان کو ان کی آبروریزی سے بچانا۔ اگر تم سے ایسا ہو سکے تو کر لینا اور اللہ عزوجل کے بغیر کسی کام پر قدرت حاصل نہیں ہوتی۔''

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

اما بعد! یہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی جانب سے وہ عہد ہے جو ایسے وقت میں دیا جب کہ اس کی دنیا کا زمانہ اختتام پذیر ہے اور وہ دنیا سے جا رہا ہے۔ اس کی آخرت کا دورِ اول شروع ہونے والا ہے اور دارِ آخرت میں قدم رکھ رہا ہے جہاں کافر بھی ایمان لے آئے گا اور گنہگار بھی متقی بن جائے گا اور جھوٹا شخص بھی سچ بولے گا۔ میں اپنے بعد عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔ اگر انہوں نے انصاف سے کام لیا اور میرا گمان بھی ان کے متعلق یہی ہے اور اگر انہوں نے ظلم کیا تو وہ جانیں۔ میں نے بھلائی کا ارادہ کیا ہے اور غیب کا علم مجھے

نہیں۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے جن لوگوں نے ظلم ڈھائے ان
کو بہت جلد پتہ چل جائے گا کہ کس کروٹ پر وہ پلٹا کھائیں
گے۔''

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اے عمر (رضی اللہ عنہ)! بغض رکھنے والے سے تم نے بغض رکھا اور
محبت کرنے والے سے تم نے محبت کی اور یہ پرانے زمانے
سے چلتا آ رہا ہے کہ بھلائی سے عداوت اور شرارت سے محبت
کی جاتی ہے۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے خلافت کی کچھ حاجت نہیں۔
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''عمر (رضی اللہ عنہ)! منصب خلافت کو تمہاری ضرورت ہے تم نے
سرکارِ دوعالم ﷺ کو دیکھا ہے اور تم ان کی صحبتوں میں رہے
اور تم نے دیکھا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ہمارے نفوس کو
اپنے نفس پر ترجیح دی اور یہاں تک کہ ہم لوگ آپ ﷺ ہی
کے دیئے ہوئے ان عطیات میں سے ہیں جو آپ ﷺ نے
ہم لوگوں کو عطا فرمائے اور بچا ہوا اپنے اہل کو ہدیہ دیا کرتے
تھے اور تم نے مجھے دیکھا اور میرے ساتھ رہے۔ میں نے تو
اسی ذات گرامی کے نقش قدم کی پیروی کی جو مجھ سے پہلے

تھے۔ اللہ عزوجل کی قسم! یہ باتیں میں سوتے میں نہیں کر رہا ہوں اور نہ ہی خواب دیکھ رہا ہوں اور میں کسی وہم کے طور پر یہ شہادت نہیں دے رہا اور بے شک میں ایک ایسے راستے پر ہوں جس میں کمی نہیں۔

اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تمہیں معلوم ہونا چاہئے بے شک اللہ عزوجل کے لئے کچھ حقوق ہیں رات میں جن کو وہ دن میں نہیں قبول فرماتا اور کچھ حقوق ہیں دن میں جن کو وہ رات میں قبول نہیں فرمات اور بروزِ قیامت جس کسی کی بھی ترازوئے اعمال وزنی ہوگی اور ترازوئے اعمال کے لئے حق بھی یہی ہے کہ وہ وزنی اس وقت ہوگی جب اس میں حق کے سوا کچھ نہ ہوگا اور بروزِ قیامت جن لوگوں کے اعمال کا پلہ ہلکا ہوگا وہ وہی ہوں گے جنہوں نے باطل کی پیروی کی ہوگی اور میزانِ عمل کے لئے حق ہے کہ بجز باطل کے اور کسی چیز سے اس کا پلہ ہلکا نہ ہو۔

اے عمر (رضی اللہ عنہ)! بے شک سب سے پہلی وہ چیز جس سے میں تمہیں ڈراتا ہوں وہ تمہارا نفس ہے اور میں تم کو لوگوں سے بھی پرہیزگاری کا حکم دیتا ہوں۔ لوگوں کی نظریں بہت بلند و بالا دیکھنے لگی ہیں اور ان کی خواہشات کا مشکیزہ پھونکوں سے بھر گیا ہے اور لوگوں کے لئے لغزش سے خیریت ہو جائے گی تم لوگوں کو لغزشات میں پڑنے سے بچاؤ گے اس لئے لوگوں کو ہمیشہ تمہاری [illegible] سے خوف [illegible] گا اور تم [illegible] سے ڈرتے

رہیں گے جب تک کہ تم اللہ عزوجل سے ڈرتے رہو گے اور یہ میری وصیت ہے اور میں تمہیں سلام کرتا ہوں۔''

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے فرمایا۔

''اے عمر (رضی اللہ عنہ)! اللہ عزوجل سے ڈرتے رہنا اور تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کے لئے جو اعمال دن میں کرنے کے ہیں وہ رات میں قبول نہیں ہوتے اور جو اعمال رات میں کرنے کے ہیں وہ دن میں قبول نہیں ہوتا اور بے شک نوافل اس وقت تک قبول نہیں ہوتے جب تک کہ فرائض ادا نہ کیے جائیں اور جس کسی کے اعمال کا پلہ بروزِ قیامت وزنی ہو گا وہ دنیا میں حق کی پیروی کرنے والا ہو گا اور ترازوئے اعمال کے لئے جس میں کل حق رکھا جائے گا یہ حق ہے کہ وہ وزنی ہو اور بروزِ قیامت جن لوگوں کے اعمال کا پلہ ہلکا ہو گا وہ ان کے دنیا میں باطل اعمال کی وجہ سے ہو گا۔

اے عمر (رضی اللہ عنہ)! بے شک اللہ عزوجل نے اہل جنت کا تذکرہ فرمایا ہے اور ان کا تذکرہ ان کے اچھے اعمال کی وجہ سے ہے۔ جب میں اہل جنت کو یاد کرتا ہوں تو میں کہتا ہوں مجھے خطرہ ہے کہ میں ان سے نہ مل سکوں گا اور اللہ عزوجل نے اہل دوزخ کا بھی تذکرہ فرمایا ہے اور ان کا تذکرہ ان کی بداعمالیوں

کی وجہ سے ہے اور جب میں اہل دوزخ کو یاد کرتا ہوں تو کہتا ہوں کہ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں میں ان کے ساتھ نہ ہوں۔ اگر تم نے میری اس نصیحت کی حفاظت کی تو کوئی چیز تمہیں موت سے زیادہ محبوب نہ ہوگی اور موت آنے والی ہے اور تم کسی بھی طرح موت سے عاجز نہیں ہو۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو پروانہ خلافت لکھنے کا حکم دینا:

روایات میں آتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے کا حتمی فیصلہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلایا جو آپ رضی اللہ عنہ کے لئے کتابت کیا کرتے تھے اور انہیں حکم دیا کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت کا پروانہ لکھیں اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں پروانہ خلافت یوں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"یہ وہ عہد ہے جو ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما نے دنیا سے آخرت کی جانب جاتے ہوئے تحریر کروایا بلاشبہ عمر (رضی اللہ عنہ) کو تم پر خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے اور تم پر لازم ہے کہ تم اس کا حکم بجا لاؤ اور اس کی اطاعت کرو اور اگر وہ عدل کریں اور میں ان کے بارے میں یہی رائے رکھتا ہوں اور اگر وہ بدل جائیں تو پھر تم وہی کرو جو تمہارا گمان ہو اور میں نے تو بھلائی کا ارادہ کیا اور میں غیب کا علم نہیں رکھتا۔ تم لوگوں کو میرا اسلام ہو اور اللہ عزوجل کی رحمت تم پر نازل ہو۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب تحریر لکھ دی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پروانہ خلافت پر مہر تصدیق ثبت کر دی اور پھر اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہو گئی۔

ابن عساکر کی روایت میں ہے جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خلافت کا پروانہ تحریر کر لیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہو گئی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم مجھے پڑھ کر سنایا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پروانہ خلافت پڑھ کر سنایا اور آپ رضی اللہ عنہ نے تکبیر بلند کی اور فرمایا مجھے یہ خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں میری غشی میں میری جان چلی جاتی اور لوگ اختلاف کا شکار ہو جاتے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے پروانہ خلافت پر مہر لگائی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے باہر جا کر لوگوں سے کہا مجھے جو نام لکھوایا گیا ہے کیا تم اس کی بیعت کرو گے؟ لوگوں نے کہا ہاں! ہم اس کی بیعت کریں گے۔

ایک روایت میں ہے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طبیعت ناساز ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے کھڑکی سے جھانک کر لوگوں سے فرمایا بلاشبہ میں نے تم سے ایک عہد کیا اور کیا تم اس عہد پر راضی ہو؟ لوگوں نے عرض کیا ہم راضی ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا جب تک منصب امارت کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سپرد نہیں کیا جائے گا ہم راضی نہ ہوں گے اور پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا۔

فیصلے پر تشکر کا اظہار:

طبقات ابن سعد میں منقول ہے جب لوگوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر رضامندی ظاہر کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ

بارگاہِ خداوندی میں بلند کئے اور کہا۔

''اے اللہ! اس بیعت سے میری خواہش صرف اتنی تھی کہ لوگوں کی بھلائی ہو اور مجھے ان کے متعلق فتنے کا اندیشہ تھا پس میں نے وہ کام کیا جس کے متعلق تو بہتر جانتا ہے اور میں نے اپنی رائے سے اجتہاد کیا اور اس شخص کو اپنا جانشین بنایا جو ان میں بہتر اور قوی ہے اور جو لوگوں کو ہدایت پر رکھنے والا ہے اور مجھ پر تیری جانب سے بھیجی گئی حالت طاری ہے اور اب تو ان کا وارث ہے اور یہ تیرے بندے ہیں اور ان کی باگ دوڑ تیرے ہاتھ میں ہے اور ان کے لئے ان کے امیر کی اصلاح فرما دے اور اسے اپنے نبی رحمت ﷺ کی پیروی کرنے والا بنا دے اور اس کے لئے عوام کو درست کر دے۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مرض الموت کی ابتداء سات جمادی الثانی کو ہوئی۔ اس روز سوموار کا دن تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نہائے تو آپ رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا جو پندرہ دن تک رہا۔ اس دوران حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ کے حکم پر امامت فرماتے رہے۔ بالآخر ۲۱ جمادی الثانی ۱۳ ہجری کو آپ رضی اللہ عنہ اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے۔

ابن سعد کی روایت میں ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حلوے کی ایک قسم کہیں سے بطور تحفہ آئی اور آپ رضی اللہ عنہ اور حارث رضی اللہ عنہ بن کلدہ وہ حلوہ تناول فرما رہے تھے کہ [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ! اپنا

ہاتھ روک دیں اس حلوہ میں زہر ہے جو سال بعد اثر کرے گا اور ہم دونوں سال بعد ایک ہی دن اس دنیا سے کوچ کریں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے مرضِ وصال کی ابتداء اس حلوہ کو نوش فرمانے کے ایک برس بعد جمادی الآخر کی سات تاریخ کو ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس دن غسل کیا اور سردی شدید تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا جو پندرہ دن تک جاری رہا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ نماز کے لئے بھی نہ جا سکتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور اس دوران لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے آتے تھے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے اور پندرہ دن تک مرض الموت میں مبتلا رہے اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کے حکم پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز میں امامت کرتے رہے اور لوگوں کی کثیر تعداد آپ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے حاضر ہوتی رہی۔

روایات میں آتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا تو آپ رضی اللہ عنہ کے ذمہ بیت المال کے چھ ہزار درہم قرض تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دورانِ مرض فرمایا۔

"عمر (رضی اللہ عنہ) نے مجھ پر چھ ہزار درہم بنا دیئے۔"

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی میرا فلاں باغ فروخت کر کے بیت المال کے چھ ہزار درہم ادا کر دینا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا۔

"اللہ عزوجل ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے وہ چاہتے ہیں اپنے

بعد کسی کے لئے کوئی بات نہ چھوڑ جائیں۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال ۲۱ جمادی الثانی ۱۳ھ بروز سوموار کو تریسٹھ برس کی عمر میں ہوا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غسل آپ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس نے حسب وصیت دیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس اکثر روزہ سے ہوتی تھیں، اور جس دن آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں قسم دے کر روزہ رکھنے سے منع فرمایا تاکہ بوقت غسل کہیں نقاہت نہ ہو جائے۔

روایات میں آتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بوقت وصال وصیت کی کہ میرا جنازہ اسی چارپائی پر اٹھایا جائے جس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ اٹھایا گیا تھا۔ وہ چارپائی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تھی اور وہ لکڑی کی چارپائی تھی اور کھجور وغیرہ کے پتوں سے بنی ہوئی تھی۔ پھر وہ چارپائی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایک آزاد کردہ غلام نے چار ہزار درہم میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی میراث میں خریدی اور عام مسلمانوں کی ملکیت قرار دے دی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور قبر مبارک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھودی گئی۔ قبر مبارک میں حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہم نے اتارا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی لحد میں اترنا چاہا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں منع کرتے ہوئے فرمایا۔

"بس کافی ہیں۔"

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جس

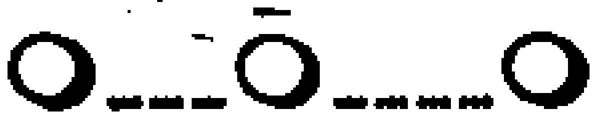
رات والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصال پایا اسی دن آپ رضی اللہ عنہ کو دفن کر دیا گیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تدفین کے بعد مسجد نبوی میں جا کر تین وتر پڑھے۔

ابن سعد میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب مرض الموت میں گرفتار ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں نے اپنے دورِ خلافت میں مسلمانوں کے مال میں سے ایک درہم اور دینار نہیں لیا سوائے اپنی گزر اوقات کے لئے۔ اب تم میرے مال کا جائزہ لے لینا اور دیکھنا میرے خلیفہ بننے کے بعد میرے مال میں اضافہ ہوا ہے یا نہیں اور جو میرا سامان ہے وہ تم نئے خلیفہ کو بھیج دینا تا کہ میں اس امر سے بری الذمہ ہو جاؤں۔''

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب والد بزرگوار کا وصال ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک حبشی غلام تھا جو بچوں کو کھانا کھلاتا تھا، ایک اونٹ تھا جس پر پانی ڈھویا جاتا تھا اور ایک پھٹی پرانی چادر تھی۔ ہم نے یہ تمام چیزیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھیج دیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب ان چیزوں کو دیکھا تو زار و قطار رو پڑے اور فرمانے لگے۔

''ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے اپنے بعد آنے والوں کو تھکا دیا ہے۔''



خلیفہ بننے کے بعد خطبہ ارشاد فرمانا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ۲۳ جمادی الثانی ۱۳ھ کو منصب خلافت سنبھالا۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک قریباً باون برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد منبر پر تشریف لائے اور ذیل کا خطبہ دیا۔

"اے لوگو! میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں اگر مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کا خیال نہ ہوتا تو میں کبھی تمہارا حاکم بننا پسند نہ کرتا۔

اے لوگو! اللہ عزوجل نے مجھے تمہارے لئے آزمائش بنایا ہے اور تمہیں میرے لئے آزمائش بنایا ہے۔ جو نیک کام کرے گا میں بھی اس کے ساتھ نیکی کروں گا اور جو برائی کا مرتکب ہوگا میں اس کو عبرتناک سزا دوں گا۔"

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں یوں دعا کی۔

"الٰہی! میں سخت ہوں مجھے نرم کر دے۔
الٰہی! میں کمزور ہوں مجھے طاقتور بنا دے۔
الٰہی! میں بخیل ہوں مجھے سخی بنا دے۔"

جب لوگوں کے دلوں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سختی کے متعلق

شکوک پیدا ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اے لوگو! تمہیں علم ہونا چاہئے کہ میری سختی اب کم ہو چکی ہے البتہ میں مسلمانوں پر کسی ظلم اور ظالم کا وجود برداشت نہیں کروں گا۔ میں امن اور سلامتی اختیار کرنے والوں کے ساتھ نرم رہوں گا اور ظالموں کو حرفِ غلط کی مانند صفحۂ ہستی سے مٹا کر دم لوں گا۔''

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں تشریف لائے اور منبر پر کھڑے ہو کر اللہ عزوجل کی حمد وثناء بیان فرمائی اور حضور نبی کریم ﷺ پر درود وسلام پڑھنے کے بعد فرمایا۔

''اما بعد! میں جانتا ہوں تم مجھے سخت دیکھتے ہو اور میری سختی کی وجہ یہ ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ایک عرصہ گزارا ہے اور میں حضور نبی کریم ﷺ کا خادم تھا اور حضور نبی کریم ﷺ لوگوں پر کریم تھے اور میں حضور نبی کریم ﷺ کے مقابل ایک تلوار کی مانند تھا جسے حضور نبی کریم ﷺ نے میان میں رکھا اور مجھے جس امر سے منع کیا میں اس سے باز رہا اور پھر حضور نبی کریم ﷺ اس دُنیا سے کوچ کر گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے جب وصال فرمایا اس وقت مجھ سے راضی تھے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے اور میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا اور وہ رقیق القلب

اور رحم کرنے والے تھے اور میں ان کا بھی خادم تھا اور میری سختی ان کی نرمی کے ساتھ مل جاتی تھی۔ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھے کسی بات سے رکنے کا حکم دیتے تو میں اس سے رک جاتا تھا اور پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اس دنیا سے کوچ کر گئے اور جب ان کا وصال ہوا تو وہ مجھ سے راضی تھے اور انہوں نے مجھے خلیفہ مقرر کیا۔ اب جبکہ میں خلیفہ بن چکا ہوں تو تم مجھے جانتے ہو اور تمہیں میرا بخوبی تجربہ ہے اور تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے بھی بخوبی آگاہ ہو۔ میں کمزوروں کو ان کا حق دلوانے والا ہوں۔ اے اللہ کے بندو! اللہ عزوجل سے ڈرو اور خود کو میری مدد پر آمادہ کرو اور اپنی جانوں کو میری سزا سے محفوظ رکھو اور مجھے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعے تنبیہ کرو اور اللہ عزوجل نے مجھے تمہارے جن امور کا نگہبان مقرر کیا ہے ان کے متعلق مجھے نصیحت کرنے سے کبھی خوفزدہ نہ ہونا۔''

امیر المومنین کا لقب اختیار کرنا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب سے پکارے جاتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد امیر المومنین کا لقب سب سے پہلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اختیار کیا۔

ایک روایت کے مطابق حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس لقب سے پکارا اور پھر یہ لقب اتنا مشہور ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے نام کا

حصہ بن گیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین کے لقب کا استعمال خود بھی کیا ہے اور بوقت وصال جب آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تا کہ وہ اپنے حجرہ میں تدفین کی اجازت دیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے بیٹے سے فرمایا انہیں امیر المومنین کی جانب سے نہیں بلکہ عمر (رضی اللہ عنہ) کی جانب سے کہنا کہ انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی ہے۔

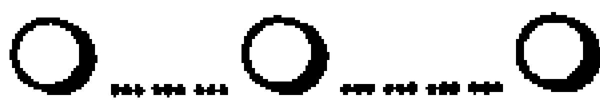
ابن ابی خیثمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنی دادی شفاء رضی اللہ عنہا سے پوچھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین کب کہا گیا؟ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ رضی اللہ عنہ نے عراق کے گورنر کو ایک مکتوب لکھا میرے پاس دو دانا اور ہوشیار آدمی بھیجو تا کہ میں ان سے عراق کے حالات دریافت کروں۔ گورنر عراق نے حضرت عدی بن حاتم اور حضرت لبید بن ربیعہ رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ بھیجا۔ جب یہ دونوں حضرات مدینہ منورہ پہنچے تو انہوں نے اپنے اونٹوں کو مسجد نبوی ﷺ کے باہر بٹھایا اور خود مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوئے۔ مسجد نبوی ﷺ میں ان کی ملاقات حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ ان حضرات نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا امیر المومنین کہاں ہیں ہم ان سے ملنا چاہتے ہیں؟ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا واللہ! تم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے عمدہ لقب اختیار کیا اور وہ امیر ہیں اور ہم مومنین ہیں۔ پھر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تمہیں یہ کس نے کہا؟ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا عراق کے گورنر نے عدی بن حاتم اور لبید بن ربیعہ رضی اللہ عنہم کو بھیجا ہے اور انہوں نے مجھ سے

کہا وہ امیر المومنین سے ملنا چاہتے ہیں۔

ابن ابی خیثمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری دادی حضرت شفاء رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس دن سے پہلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ خلیفہ رسول اللہ ﷺ کہا جاتا تھا اور کسی بھی مکتوب پر ایسے ہی لکھا جاتا تھا اور پھر اس دن کے بعد امیر المومنین عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب لکھا جانے لگا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے امیر المومنین کے لقب سے پکارا تھا۔

ایک روایت یہ بھی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چونکہ خود کو خلیفہ رسول اللہ ﷺ لکھا کرتے تھے لہٰذا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ خلیفہ رسول اللہ ﷺ لکھنا شروع کیا مگر چونکہ یہ لقب طویل تھا لہٰذا خود ہی لوگوں سے فرمایا میں تمہارا امیر ہوں اور تم مومن ہو لہٰذا تم مجھے امیر المومنین کہا کرو اور پھر اس دن کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے ہر مکتوب پر امیر المومنین لکھا جانے لگا۔



دورِ خلافت کے اہم فیصلے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب خلافت کا منصب سنبھالا تو سب سے پہلے فوجی معاملات اور عراق کی مہم کی جانب اپنی توجہ مبذول فرمائی اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جاری مہمات اور دیگر مہمات کے متعلق اہم فیصلے کیے اور ان فیصلوں میں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ کو بھی اہمیت دی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے جو اہم فیصلہ کیا وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لشکر اسلام کے چیف آفیسر کے عہدہ سے معزول کرنا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جگہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو لشکر اسلام کا چیف آفیسر مقرر کیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے کے متعلق کئی روایات ہیں اور بالعموم یہی مشہور ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بننے کے بعد معزول کر دیا تھا۔

ایک روایت یہ ہے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ۱۷ھ میں ان کے عہدے سے معزول کیا گیا۔ کئی لوگ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی اس معزولی کی وجہ ذاتی عناد کو قرار دیتے ہیں حالانکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب معزول

ہونے کے بعد مدینہ منورہ واپس آ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اپنی معزولی پر شکوہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"اے خالد (رضی اللہ عنہ)! مجھے تم سے ویسی ہی محبت ہے جیسی کہ ہونی چاہئے اور میں تمہاری عزت کرتا ہوں۔ تمہیں معزول کرنے کی وجہ یہ ہے کہ لوگ تمہارے کارناموں کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہو رہے تھے۔ میں نے تمہیں معزول اس لئے کیا کہ لوگ جان جائیں کہ جو کچھ کرتا ہے وہ اللہ کرتا ہے۔"

تاریخ اسلام میں کوئی بھی شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پایہ کا فاتح نہیں ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی فتوحات کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں چھتیس سو (۳۶۰۰) علاقے فتح ہوئے، ۹۰۰ جامع مساجد کی تعمیر ہوئیں اور ۴۰۰۰ عام مساجد تعمیر ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مفتوحہ علاقوں کا کل رقبہ بائیس لاکھ مربع میل ہے۔

ذیل میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہونے والی فتوحات جن میں آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلے اور اقدامات بے حد اہم تھے ان کا تذکرہ اختصار کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔

عراق کی مہم کے متعلق اہم فیصلے:

عراق پر ایران کے ساسانی خاندان کی حکمرانی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں عراق میں فتوحات کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا اور عراق کے تمام سرحدی علاقے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فتح ہو چکے تھے [illegible]

مہم پر بھیج دیا جس سے عراق میں فتوحات کا سلسلہ رُک گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد اپنی پہلی توجہ عراق کی مہم کی جانب مرکوز فرمائی اور عراق کی مہم سے متعلق اہم فیصلے کئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالیں تو چہار جانب سے مسلمان جوق در جوق بیعت کے لئے حاضر ہونے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس موقع کو مناسب سمجھتے ہوئے لوگوں کو عراق جہاد کی ترغیب دی۔

حضرت مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلے کی تائید کرتے ہوئے مجمع عام میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

> ''عراق پر اہل ایران کا قبضہ ہے اور میں نے ان مجوسیوں سے مقابلہ کر کے دیکھا ہے وہ میدانِ جنگ میں ثابت قدم نہیں رہتے اور تم سب جانتے ہو کہ عراق کے تمام سرحدی علاقے ہمارے قبضے میں ہیں۔''

حضرت مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی تقریر کے بعد لوگ جوق در جوق فوج میں شامل ہونے لگے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پانچ ہزار سپاہیوں کا ایک دستہ تیار کیا اور حضرت ابوعبیدہ ثقفی رضی اللہ عنہ کو اس لشکر کا سالار مقرر کرتے ہوئے انہیں عراق بھیجنے کا فیصلہ کیا۔

ساسانی خاندان کی سربراہ ایک عورت پوران دخت تھی جو فارس کے متوقع کم سن حکمران کی وجہ سے تخت نشین تھی۔ اس عورت پوران دخت نے رستم کو وزیر دفاع مقرر کیا ہوا تھا جو اس وقت اہل عجم میں سب سے بہادر، دلیر اور جنگی معاملات میں صاحب تدبیر تھا

رستم کو جب لشکر اسلام کی آمد کی خبر ہوئی تو اس نے ایک بڑی فوج تیار کی اور اس پر جابان کو سپہ سالار مقرر کیا جو کہ عراق کا ایک نامور رئیس تھا اور عربوں کے مخالفین میں شمار ہوتا تھا۔ حق اور باطل کے درمیان پہلا ٹکراؤ نمارق کے مقام پر ہوا۔ اسلامی لشکر جو تعداد میں ایرانی لشکر سے کم تھا مگر جہاد کے جذبہ سے سرشار تھا۔ لشکر اسلام نے تعداد میں کم ہونے کے باوجود ایرانی لشکر کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور انہیں شکست فاش سے دوچار کیا۔

ایرانی افواج کی شکست کی خبر سن کر رستم پریشان ہو گیا اور اس نے فوری طور پر بہمن جارویہ کو تین ہزار فوج اور تین سو جنگی ہاتھیوں اور دیگر فوجی ساز وسامان کے ہمراہ روانہ ہوا۔ بہمن جارویہ اپنے اس لشکر کو لے کر مدائن سے روانہ ہوا اور راستہ میں لوگوں کو اہل عرب کے خلاف بھڑکاتا ہوا اور اپنی فوج میں شامل کرتا ہوا دریائے فرات کے کنارے قسناطف کے مقام پر پہنچا۔

اس دوران حضرت ابوعبیدہ ثقفی رضی اللہ عنہ کا لشکر نمارق سے ہوتا ہوا سقاطیہ کے مقام پر پہنچا اور وہاں ان کا مقابلہ نرسی کے لشکر سے مقابلہ ہوا۔ نرسی کا لشکر بھی لشکر اسلام سے تعداد میں کئی گنا بڑا تھا مگر ایک زبردست مقابلہ کے بعد لشکر اسلام نے نرسی کے لشکر کو بھی عبرتناک شکست سے دوچار کیا۔ حضرت ابوعبیدہ ثقفی رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کے ہمراہ دریائے فرات کے دوسرے کنارے پر پہنچے۔

حضرت ابوعبیدہ ثقفی رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کے سالار ہونے کے باوجود جنگ میں خود بھی پیش پیش تھے اور جہاں جنگی فیصلے انتہائی دیدہ دلیری سے کر رہے تھے وہاں بے خوفی سے خود بھی لڑ رہے تھے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ نے بھی اس معرکہ میں جام شہادت نوش فرمایا [illegible] واصل ہوئے مگر

پھر بھی لشکر اسلام کو یہاں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کو عراق بھیجنے کا فیصلہ:

لشکر اسلام کی شکست بجا طور پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو غضبناک کرنے کے لئے کافی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اب انتہائی سخت اقدامات اٹھانے کا فیصلہ کیا اور اب آپ رضی اللہ عنہ ہر حال میں ایرانیوں کو شکست سے دوچار کرنا چاہتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایرانی لشکر سے مقابلہ کے لئے تمام عرب قبائل میں اپنے قاصد روانہ کئے اور انہیں جہاد کے لئے مکتوب لکھے جن میں عربوں کو ایرانیوں کے خلاف جنگ پر ابھارا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ان اقدامات کی وجہ سے بے شمار عرب جنگجو جہاد کے لئے آمادہ ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کا سالار حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کو مقرر کرنے کا فیصلہ کیا اور انہیں حکم دیا وہ لشکر اسلام کو لے کر عراق کے سرحدی علاقوں میں موجود حضرت مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچیں جہاں وہ لشکر اسلام کے ہمراہ موجود ہیں۔ ایرانی لشکر کو جب لشکر اسلام کے منظم ہونے اور دوبارہ حملہ کی خبر ملی تو انہوں نے بھی اپنے بارہ ہزار سپاہیوں پر مشتمل خصوصی فوج مہران بن مہرویہ کی سربراہی میں اپنی سرحدی فوج کی مدد کے لئے روانہ کی۔

دریائے فرات کے کنارے بویب کے مقام پر لشکر اسلام اور ایرانی لشکر کا آمنا سامنا ہوا۔ خونریز معرکہ کے بعد لشکر اسلام کو فتح ہوئی اور مہران بن مہرویہ میدانِ جنگ میں مارا گیا۔ اس معرکہ میں بے شمار مسلمان بھی شہید ہوئے جن میں حضرت مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت مسعود بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ مگر لشکر اسلام کے مقابلہ میں ایرانی لشکر کو انتہائی ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا اور ان کے قریباً ایک لاکھ جنگجو [illegible] اور اس معرکہ نے ایرانی

لشکر کی کمر توڑ کر رکھ دی تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو لشکر اسلام کی فتح کی نوید سنائی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کو سرحدی علاقوں کی جانب واپس بلانے کا فیصلہ کیا اور لشکر اسلام کو فی الوقت پیش قدمی سے روک دیا۔

قادسیہ کے مقام پر خونی معرکہ:

لشکر اسلام کے ہاتھوں زبردست شکست نے ایرانیوں کا غرور خاک میں ملا دیا تھا۔ مسلمان عراق کے بیشتر علاقوں پر قابض ہو چکے تھے۔ اس دوران ایرانی تخت پر یزدگرد متمکن ہوا۔ یزدگرد کی حکمت عملی کی بناء پر ایرانیوں نے عراق کے ان مفتوحہ علاقوں میں جن پر اب اسلامی حکومت قائم ہو چکی تھی شرانگیزی شروع کر دی۔ یزدگرد کی اس منصوبہ بندی کی وجہ سے بے شمار مفتوحہ علاقے ایک مرتبہ ایرانی مملکت کے زیر تسلط چلے گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب ان واقعات کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ پھر ایرانیوں کو سبق سکھانے کا فیصلہ کیا اور اس مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے بڑے پیمانے پر جہاد کی تیاریاں شروع کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ اس مرتبہ خود لشکر اسلام کی قیادت کریں گے اور ایرانیوں کو ایسا سبق سکھائیں گے کہ وہ آئندہ شرانگیزی سے توبہ کر لیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ جب لشکر کی تیاری کے بعد خود مدینہ منورہ سے جانے لگے تو اس موقع پر حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ کو جہاد پر جانے سے روک دیا اور کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ امیر المومنین ہیں لہٰذا یوں دارالخلافہ کو چھوڑ کر جانا آپ رضی اللہ عنہ کے لئے مناسب نہ ہوگا بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کو چاہیے کہ ایرانیوں کی سرکوبی کے لئے کسی [illegible]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ کو ترجیح دیتے ہوئے ان سے لشکر کے سالار کے متعلق مشورہ کیا کہ ان کی نگاہ میں کسے لشکر کا امیر مقرر کیا جائے؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو لشکر کا سالار مقرر کریں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس مشورہ کو پسند کیا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لشکر اسلام کو لے کر حضرت مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچیں جو اس وقت عراق کے ایک سرحدی علاقے سیراف میں آٹھ ہزار کے لشکر کے ہمراہ موجود تھے۔

روایات میں آتا ہے ابھی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ لشکر لے کر سیراف پہنچے ہی تھے حضرت مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ وصال فرما گئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کا جائزہ لیا تو ان کا لشکر تیس ہزار نفوس پر مشتمل تھا جن میں ستر اصحابِ بدر تھے اور تین سو صحابی وہ جنہیں بیعت رضوان کی سعادت حاصل تھی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کو لے کر قادسیہ کے مقام پر پہنچے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم پر قادسیہ میں پڑاؤ ڈالا۔ قادسیہ کوفہ سے قریباً ساٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع تھا جہاں لشکر اسلام کو دو ماہ تک ایرانی لشکر کا انتظار کرنا پڑا۔

ایرانی لشکر کا سپہ سالار رستم ایک لاکھ بیس ہزار افراد کے لشکر عظیم کے ساتھ لشکر السلام کے مقابلے کے لئے نکلا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک تیز رفتار شخص حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی جانب روانہ کیا اور انہیں ایرانیوں کے عظیم الشان لشکر کے بارے میں مطلع فرمایا اور ساتھ ہی حکم دیا کہ وہ جنگ شروع ہونے سے پہلے رستم کے پاس اپنا سفیر بھیجیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم پر چودہ افراد کو سفارت کے فرائض انجام دینے کے لئے شاہِ ایران کے پاس بھیجا۔ ان سفیروں نے یزدگرد سے ملاقات کی مگر یہ ملاقات بے نتیجہ رہی چنانچہ یہ سفیر شاہِ ایران کے پاس سے ناکام واپس لوٹے اور سفارتی ناکامی کے بعد لشکر اسلام نے ایک مرتبہ پھر جوش وخروش سے جنگ کی تیاری شروع کر دی۔

ایرانی فوج کا سالارِ اعلیٰ رستم اس وقت اپنے لشکر کے ہمراہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں موجود لشکر اسلام کے سامنے قادسیہ کے میدان میں پڑاؤ ڈال چکا تھا۔ رستم کی کوشش تھی کہ معاملہ بغیر جنگ کے سفارتی ذرائع سے حل ہو جائے چنانچہ اس نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس اپنا ایک سفیر بھیجا جس نے صلح کا پیغام دیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ کو صلح کی شرائط طے کرنے کے لئے رستم کے پاس بھیجا۔ حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ نے رستم کے پاس جا کر اسے دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور کہا کہ اگر ایرانیوں نے اسلام قبول نہ کیا تو پھر انہیں جزیہ دینا ہوگا اور اگر وہ جزیہ بھی نہیں دیں گے تو پھر انہیں جنگ کے لئے تیار ہونا ہوگا۔

حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ کی بات سن کر رستم کی فوج میں سے کسی نے ان پر تیر چلایا جسے حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ نے ڈھال سے روک لیا۔ حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ نے رستم کو مخاطب کرتے ہوئے پھر فرمایا۔

"اے رستم! تم نے خوراک اور لباس کو عزت دے رکھی ہے
لیکن ہم ان چیزوں کو حقیر جانتے ہیں۔"

حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ واپس لوٹے اور تمام صورتحال سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ بن محصن رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا۔

حضرت حذیفہ بن محصن رضی اللہ عنہ کو بھی ایرانی لشکر کی کثیر تعداد مرعوب نہ کر سکی اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بغیر کسی سے مرعوب ہوئے رستم کے پاس پہنچے۔ رستم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا تمہیں کیا چیز یہاں لائی ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اللہ عزوجل نے ہم پر دین کے معاملہ میں بڑا احسان کیا ہے ہمیں اپنی آیات کے ذریعے تعلیم دی یہاں تک کہ ہم نے اسے پہچان لیا۔ اللہ عزوجل نے ہمیں حکم دیا کہ ہم لوگوں کو تین باتوں کی دعوت دیں اور وہ ان تینوں میں سے جسے پسند کریں اس پر عمل کریں۔ ان میں سے پہلی بات اسلام کی دعوت ہے اگر تم اسلام قبول کر لو تو ہم یہاں سے چلے جائیں گے۔ دوسری بات تم جزیہ ادا کرو اگر تم جزیہ ادا کرو گے تو ہم تمہارے نگہبان ہوں گے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اگر تم دونوں باتیں نہ مانو گے تو پھر ہم تمہارے خلاف جہاد کریں گے۔''

رستم نے حضرت حذیفہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی باتیں سنیں تو کہنے لگا تم ہمیں تین دن کی مہلت دو اور ہم تین دن میں اپنا جواب تم تک پہنچا دیں گے۔ حضرت حذیفہ بن محصن رضی اللہ عنہ واپس لشکر اسلام میں لوٹے اور تمام صورتحال سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے تین دن انتظار کیا اور جب تین دن کی مہلت ختم ہوئی تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس رستم کا ایک قاصد آیا جس نے پیغام دیا کہ اپنا کوئی سفیر ہمارے پاس بھیجیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر رستم کے پاس بھیجا۔ جس وقت حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ، رستم کے پاس پہنچے تو اس وقت اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور بغیر کسی ادب کو ملحوظ رکھے رستم کے پاس اس کے تخت پر براجمان ہو گئے۔ رستم کے حفاظتی سپاہیوں نے جب یہ معاملہ دیکھا تو انہوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو تخت سے نیچے اتارنا چاہا۔ رستم اس دوران خاموش تماشائی بنا بیٹھا تھا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"ہم تمہاری عقول کی بربادی کے قصے سن چکے ہیں مگر تمہاری کمینگی اور جہالت کو بھی آج دیکھ لیا۔ دین اسلام میں ہر شخص برابر ہے اور کوئی کسی کا غلام نہیں ہے۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بھائی چارے اور مساوات کی تعلیم دی ہے اور تم میرے ساتھ ایسا سلوک کرتے اس سے قبل مجھے بتا دیتے کہ تم میں بعض کو بعضوں پر فضیلت حاصل ہے اور ہم ایسا ہرگز نہیں کرتے بلکہ مہمان اور سفیر کی قدر کرتے ہیں اور میں تمہارے پاس نہیں آیا بلکہ تم نے بلایا ہے۔ اس واقعہ کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ تم جلد مغلوب ہو گے۔"

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی بات سن کر رستم کے لشکر میں سے چند افراد کہنے لگے اللہ عزوجل کی قسم! اس عربی نے سچ کہا ہے اس کی اس بات سے

ہمارے غلام اس کی طرف نکل جائیں گے۔ رستم جو خاموشی سے تمام گفتگو سن رہا تھا اس نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تمہارے یہاں آنے کا مقصد کیا ہے؟ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں تمہیں دین اسلام کی دعوت دیتا ہوں اگر تمہیں اسلام کی دعوت قبول نہیں تو جزیہ ادا کرو اور اگر تم جزیہ بھی ادا نہ کرو گے تو پھر تمہارا فیصلہ ہماری تلوار کرے گی۔''

رستم نے جب حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو کہا کہ تم لوگ اپنی واپسی کا ارادہ کرو ہم تمہیں انعام دینے کے لئے تیار ہیں۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے رستم کی بات سن کر فرمایا ہم اپنے مطالبہ سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ رستم نے جب حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو طیش میں آ گیا اور کہنے لگا آفتاب کی قسم! میں کل عرب کو برباد کر دوں گا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے رستم کی بات سنی تو لشکر اسلام میں واپس لوٹ گئے اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔ اس واقعہ کے بعد سفارت اور صلح کی تمام امیدیں دم توڑ گئیں اور اب دونوں لشکروں کے مابین خونریز معرکہ شروع ہونے کو تھا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی واپسی کے بعد رستم نے اپنی فوج کو فوری تیاری کا حکم دیا۔ رستم کی فوج کی تیاریوں کا سن کر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی فوج کو تیاری کا حکم دے دیا۔ اگلے دن لشکر اسلام نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور جنگ کا آغاز ہو گیا۔ انفرادی مقابلے کے بعد باقاعدہ جنگ شروع ہوئی اور ایک زبردست معرکہ کا آغاز ہوا۔

قادسیہ کے مقام پر جنگ شدت اختیار کر چکی تھی اور لشکر اسلام سے مسلسل

نعرہ تکبیر کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ تین دن تک میدانِ جنگ زور و شور سے گرم رہا اور بالآخر رستم کے قتل کے بعد ایرانی لشکر نے ہمت ہار دی۔ لشکر اسلام نے مسلسل حملے جاری رکھے اور بالآخر اللہ عزوجل کی مدد آن پہنچی اور ایرانی لشکر نے شکست تسلیم کر لی۔ جنگ قادسیہ میں لشکر اسلام کے ہاتھ بے شمار مالِ غنیمت لگا۔ جنگ قادسیہ میں چھ ہزار مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا جبکہ پچیس ہزار ایرانی جہنم واصل ہوئے۔

لشکر اسلام کی فتح کی خوشخبری سننے کے لئے بے چین:

روایات میں آتا ہے قادسیہ کے مقام پر جب سے حق و باطل کا معرکہ شروع ہوا تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روزانہ مدینہ منورہ سے باہر نکل جاتے اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی جانب سے بھیجے جانے والے قاصد کا انتظار کرتے۔ جنگ قادسیہ میں فتح ہوتے ہی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ایک تیز رفتار گھڑ سوار کو فتح کی نوید سنانے کے لئے مدینہ منورہ روانہ کیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جس گھڑ سوار کو مدینہ منورہ روانہ کیا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ناواقف تھا۔ وہ گھڑ سوار جس وقت مدینہ منورہ کی حدود میں داخل ہوا آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے نواح میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی جانب سے بھیجے جانے والے قاصد کی آمد کی انتظار کر رہے تھے۔ جس وقت وہ گھڑ سوار مدینہ منورہ کی حدود میں داخل ہوا آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا تم کون ہو؟ اس نے گھوڑا دوڑاتے ہوئے جواب دیا مجھے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ اس کے گھوڑے کے ساتھ دوڑتے جاتے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ سعد (رضی اللہ عنہ) نے کیا پیغام بھیجا ہے؟ اس گھڑ سوار نے کہا لشکر اسلام کو فتح ہو گئی اور

ایرانی لشکر شکست کھا کر میدانِ جنگ سے بھاگ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس گھڑسوار کے ساتھ مسلسل بھاگتے رہے یہاں تک کہ وہ مدینہ منورہ کی حدود میں داخل ہوا۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو جب یوں بھاگتے دیکھا تو پکارا امیرالمومنین! کیا بات ہے؟ اس گھڑسوار نے لوگوں کی زبانی امیرالمومنین کا لقب سنا تو فوراً گھوڑا روک کر نیچے اتر آیا اور اپنی گستاخی پر معافی کا خواستگار ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی بات نہیں تم مجھے جنگ کے متعلق تفصیل سے بتاؤ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قادسیہ کے میدان میں مسلمانوں کی اس فتح سے بے حد خوش تھے کیونکہ مسلمانوں کو یہ کامیابی تین زبردست خونی معرکوں اور کئی شہادتوں کے بعد ملی تھی۔

لشکر اسلام کی پیش قدمی جاری رکھنے کا فیصلہ:

قادسیہ میں ایرانی لشکر کو زبردست شکست دینے کے بعد آگے کی جنگی حکمت عملی طے کرنے کے لئے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مشاورت کے لئے ایک شخص کو بھیجا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کی پیش قدمی جاری رکھنے کا فیصلہ کرتے ہوئے حکم دیا کہ سعد (رضی اللہ عنہ) سے کہو وہ لشکر اسلام کو لے کر ایرانی لشکر کے پیچھے روانہ ہوا۔ ایرانی لشکر جو قادسیہ میں شکست کے بعد بابل پہنچ کر خود کو دوبارہ منظم کر رہا تھا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس کا پیچھا کرتے ہوئے بابل شہر کا محاصرہ کر لیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو بابل شہر کا محاصرہ کئے ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جانب سے نئے احکامات آئے اور ان احکامات کے بعد لشکر اسلام نے بابل شہر پر دھاوا بول دیا۔ ایرانی لشکر اس ناگہانی

صورتحال سے گھبرا گیا اور اس نے جنگ کی بجائے یہاں سے بھی فرار ہونے میں ہی اپنی عافیت جانی اور مدائن کی جانب چلا گیا یوں بابل بغیر جنگ کے باآسانی فتح ہو گیا اور مملکت اسلامیہ کا حصہ بن گیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو جب ایرانی لشکر کے مدائن پہنچنے کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ لشکر اسلام لے کر مدائن روانہ ہو گئے۔ لشکر اسلام کوثی کے راستے مدائن کے علاقے بہرہ شیر میں داخل ہوا جو مدائن کے نواح میں ایک مضبوط قلعہ اور شہر تھا۔ لشکر اسلام جب کوثی پہنچا تو وہاں ان کا مقابلہ شہریار نے اپنی فوج کے ہمراہ کیا۔ ایک مختصر معرکہ کے بعد شہریار قتل ہو گیا اور اس کا لشکر میدانِ جنگ سے بھاگ گیا۔

لشکر اسلام کا ایرانی لشکر کے ساتھ بہرہ شیر کے مقام پر مقابلہ ہوا جہاں ایک زبردست معرکہ کے بعد ایرانی لشکر میدانِ جنگ چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ لشکر اسلام نے بہرہ شیر میں بھی فتح کے جھنڈے گاڑے۔ بہرہ شیر کی فتح کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کو لے کر مدائن روانہ ہوئے۔ مدائن اس وقت ایرانی حکومت کا دارالخلافہ تھا۔ یزدگرد نے جب تمام صورتحال دیکھی تو وہ مدائن چھوڑ کر حلوان کی طرف بھاگ گیا۔ مدائن میں لشکر اسلام اور ایرانی لشکر کے درمیان ایک اور زبردست معرکہ ہوا اور ایرانی لشکر ایک مرتبہ پھر میدانِ جنگ سے فرار ہو گیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کے ہمراہ شاہی محل میں داخل ہوئے اور ایوانِ شاہی میں منبر کی تنصیب کا حکم دیا۔ مدائن کی فتح نے مسلمانوں پر مالِ غنیمت کے دروازے کھول دیئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جب شاہی خزانے کا جائزہ لیا تو اس خزانے سے انتہائی بیش قیمت نوادرات برآمد ہوئے

اور وہ نوادرات ایسے تھے کہ ایرانیوں نے خود بھی ایسے نوادرات نہ دیکھے ہوں گے۔ ان نوادرات میں سونے کا ایک بلند قامت گھوڑا بھی تھا اور ان نوادرات میں چاندی کی اونٹنی بھی تھی جبکہ ایک عجیب و غریب فرش بھی تھا جو قیمتی جواہرات سے مزین تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حکم پر مالِ غنیمت کا خمس مدینہ منورہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا گیا جبکہ باقی تمام مال لشکر اسلام میں برابری کی بنیاد پر تقسیم کر دیا گیا۔ پھر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حکم پر شاہی محل میں نمازِ جمعہ بھی ادا کی گئی۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو مفتوحہ علاقوں کا گورنر بنانے کا فیصلہ:

شاہِ ایران یزدگرد جو مدائن کی فتح کے بعد حلوان کی جانب فرار ہو گیا تھا اس نے حلوان میں ایک مرتبہ پھر اپنے لشکر کو پھر سے ترتیب دیا اور لشکر اسلام کے خلاف جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہو گئی اور آپ رضی اللہ عنہ اس وقت مزید پیش قدمی مؤخر کر چکے تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جانب سے اگلے حکم کے منتظر تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس نئی صورتحال سے بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو آگاہ کرنے کے لئے ایک مکتوب لکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ عراق اور ایران کے بیشتر شہروں میں بطورِ تاجر سفر کر چکے تھے اس لئے ان علاقوں کے خدوخال سے بخوبی آگاہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جنگ کا نقشہ تیار کیا اور تمام معاملات کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ زیر بحث لانے کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو اپنے منصوبہ اور دیگر تفصیلات سے بذریعہ مکتوب آگاہ کیا۔

حلوان کا قلعہ ایران کے سب سے مضبوط قلعوں میں سے تھا اور اس کے

گرد کافی چوڑی خندق تھی جسے عبور کرنا خاصا مشکل تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مکتوب اور فیصلے کی روشنی میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کو بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ جلولا روانہ کیا۔ حضرت ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ لشکر لے کر قلعہ کے دروازے کے سامنے پہنچ گئے۔ ایرانیوں نے جب لشکر اسلام کو دیکھا تو وہ قلعہ بند ہو گئے۔ ایرانی لشکر دو ماہ تک قلعہ بند رہا اور پھر بالآخر ایرانی لشکر نے اپنے کمانڈر مہران سے کہا اس طرح قید رہنے سے تو بہتر ہے کہ میدان میں جا کر لڑا جائے چنانچہ مہران اپنے لشکر جس کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی اسے لے کر قلعہ سے باہر آ گیا۔

حضرت ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ جو کہ ایک اور بارہ ہزار کے لشکر کے سالار مقرر کئے گئے تھے پہنچ گئے اور نعرہ تکبیر بلند کیا۔ ایرانیوں نے قلعہ میں بے شمار جنگی سازوسامان اکٹھا کر رکھا تھا لیکن وہ سامان بھی ان کے کسی کام نہ آیا اور مسلمانوں نے نہایت دلیری سے اور ڈٹ کر مقابلہ کیا جس سے ایرانی فوجوں کے قدم اکھڑ گئے اور انہوں نے میدانِ جنگ سے بھاگنے کی کوشش کی۔ لشکر اسلام نے ایرانی سپاہیوں کو چن چن کر قتل کرنا شروع کر دیا۔ ایرانی لشکر پسپا ہو گیا اور لشکر اسلام قلعہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ قلعہ پر اسلامی پرچم لہرا دیا گیا۔ یزدگرد جو کہ حلوان میں موجود تھا وہ حلوان سے بھی فرار ہو کر رے چلا گیا۔ معرکہ جلولا میں ایرانی لشکر کا بے پناہ نقصان ہوا اور قریباً ایک لاکھ ایرانی سپاہی جہنم واصل ہوئے اور قریباً تین کروڑ مالیت کا مالِ غنیمت لشکر اسلام کے ہاتھ آیا اور مالِ غنیمت کا خمس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ بھجوا دیا گیا۔

حضرت ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر اسلام نے پیش قدمی جاری رکھی اور جلولا کی فتح کے بعد لشکر اسلام نے حلوان پہنچ کر قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور یوں ایک مختصر جنگ کے بعد حلوان پر بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ حلوان کی فتح کے ساتھ ہی عراق کے تمام علاقے مملکت اسلامیہ کے زیر تسلط چلے گئے اور اب عراق پر مسلمانوں کی حکومت تھی۔ یزدگرد عراق پر ایرانی تسلط کے خاتمہ کے بعد ایران کے شہر رے کی جانب فرار ہو گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب حلوان کی فتح کی بھی نوید سنائی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر خوشی کا اظہار کیا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو عراق کا گورنر مقرر کرتے ہوئے انہیں حکم دیا کہ وہ مدائن کو ہی اپنا دارالخلافہ بنائیں اور یہیں قیام کریں۔

شام پر لشکر کشی سے متعلق اہم فیصلے:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب منصب خلافت سنبھالا تو لشکر اسلام دمشق شہر کا محاصرہ کر چکا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو شام کی مہم میں سپہ سالار بنا کر بھیجا تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کئی ماہ تک دمشق کا محاصرہ کیے رکھا لیکن رومی افواج قلعہ سے باہر نہ نکلیں۔ بالآخر ایک رات حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے قلعہ کی دیوار پر کمند ڈالی اور اس پر چڑھ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر رسی کی سیڑھی اندر کی جانب لٹکائی اور نیچے اتر کر قلعے کے دربانوں کو قتل کر دیا اور قلعے کے دروازوں کو کھول دیا۔ لشکر اسلام قلعہ کے اندر داخل ہو گیا۔ لشکر اسلام کو دیکھ کر رومی فوجوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور صلح کی درخواست کی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کی درخواست قبول کر لی اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جو کہ لشکر اسلام کے سپریم کمانڈر مقرر کیے جا چکے

تھے ان کی خدمت میں تمام معاملہ پیش کر دیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے دمشق کے عیسائیوں کو امان دے دی اور یوں دمشق شہر پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دمشق فتح ہونے کی اطلاع پہنچائی اور حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو مناسب جنگی لشکر کے ہمراہ دمشق میں چھوڑ کر فحل کی جانب روانہ ہو گئے۔ فحل کے مقام پر ہرقل کے مشہور سردار سقلار بن مخراق نے اپنی لاکھوں کی فوج کے ساتھ لشکر اسلام سے مقابلہ کیا مگر گھمسان کی لڑائی کے بعد مارا گیا۔ اس معرکہ میں اسی ہزار رومی فوجی ہلاک ہوئے اور لشکر اسلام نے فحل فتح کر لیا۔

فحل کی فتح کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم پر لشکر اسلام کو لے کر بیسان روانہ ہوئے جہاں کے حاکم نے جزیہ ادا کر کے امان طلب کی اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے اسے امان دے دی۔ بیسان کی فتح کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کو لے کر حمص روانہ ہوئے۔

قیصر روم ہرقل کو جب لشکر اسلام کی حمص کی جانب پیش قدمی کی خبر ہوئی تو اس نے ذربطریق کو ایک لشکر دے کر بھیجا۔ لشکر اسلام اور رومی لشکر کے درمیان معرکہ ذوالکلاع کے مقام پر ہوا جہاں ایک زبردست معرکے کے بعد ذربطریق مارا گیا اور رومی فوج پسپا ہو گئی۔ ہرقل کو لشکر اسلامی کی فتح کا پتہ چلا تو وہ حمص چھوڑ کر بھاگ گیا اور لشکر اسلامی با آسانی حمص شہر میں داخل ہو گیا۔

معرکہ یرموک:

لشکر اسلامی کی ان مسلسل فتوحات نے قیصر روم ہرقل کو غضبناک کر دیا۔

اس نے لشکر اسلامی سے فیصلہ کن معرکہ کی تیاری شروع کر دی۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے تمام حالات و واقعات کی اطلاع حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کو ایک ہزار لشکر کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ لشکر اسلام اور رومی افواج کے درمیان یرموک کے میدان میں معرکہ حق و باطل ہوا۔ رومی افواج کی تعداد دو لاکھ سے بھی زیادہ تھی جبکہ لشکر اسلام کی تعداد پینتیس ہزار (۳۵۰۰۰) تھی۔ لشکر اسلام نے رومی افواج کو اس فیصلہ کن معرکہ میں شکست فاش سے دوچار کیا اور ان کے ایک لاکھ سپاہی جہنم واصل ہو گئے۔ رومی افواج میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ گئیں اور قسطنطنیہ میں جا کر دم لیا۔ معرکہ یرموک میں قریباً تین ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ معرکہ یرموک کے بعد ملک شام پر مسلمانوں کا کنٹرول ہو گیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس فتح کی اطلاع دی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فتح کی اطلاع ملتے ہی سجدہ ریز ہو گئے۔

یرموک کی فتح کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کے ہمراہ قنسرین روانہ کیا اور خود حلب پر چڑھائی کر دی۔ مختصر معرکوں کے بعد قنسرین اور حلب دونوں فتح ہو گئے اور اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے کئی چھوٹے چھوٹے گروہ بنا کر مختلف علاقوں کی جانب روانہ کیا جنہوں نے بتدریج کامیابیاں حاصل کیں اور ملک شام میں اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھ دی۔

قبلہ اوّل پر مسلمانوں کا کنٹرول:

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں

بیت المقدس کی مہم پر بھیجے گئے تھے انہوں نے فلسطین کے بعض شہروں لد، عمواس، بیت جبرین اور نابلوس کو فتح کر لیا تھا اور وہ بیت المقدس کا محاصرہ کیے ہوئے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جنگ یرموک میں رومیوں کو عبرت ناک شکست سے دوچار کرنے کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو بیت المقدس پہنچنے کا حکم دیا کہ وہ وہاں پہنچ کر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مدد کریں۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جب لشکر اسلام کو لے کر بیت المقدس پہنچے تو عیسائیوں نے اتنی بڑی تعداد میں لشکر اسلام دیکھ کر ہتھیار ڈال دیئے اور صلح کی درخواست کی اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ معاہدہ امن امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہاں آ کر خود تحریر فرمائیں۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے ساری صورتحال سے آپ رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا جس پر آپ رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں حاکم مقرر کر کے خود بیت المقدس روانہ ہوئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیت المقدس کی جانب روانگی کے لئے اپنے ایک غلام کے ہمراہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کے ساتھ یہ طے کیا کہ کچھ راستہ وہ اونٹ پر سوار ہوں گے اور وہ پیدل چلے گا اور کچھ راستہ وہ اونٹ پر سوار ہو گا اور وہ پیدل چلیں گے چنانچہ اس طرح قریہ بہ قریہ سفر کرتا ہوا یہ قافلہ بیت المقدس پہنچ گیا۔ جس وقت یہ دونوں حضرات بیت المقدس میں داخل ہوئے تو اس وقت اونٹ پر غلام سوار تھا اور آپ رضی اللہ عنہ نے اونٹ کی مہار تھام رکھی تھی۔ عیسائیوں نے سمجھا شاید اونٹ سوار ہی امیر المومنین ہیں اس لئے انہوں نے بڑی خاطر مدارت کی اور شاندار استقبال کیا۔ اس دوران حضرت ابوعبیدہ بن

الجراح، حضرت خالد بن ولید اور حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم آ گئے اور انہوں نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے لباس پر بے شمار پیوند لگے ہوئے تھے اور ان حضرات نے قیمتی لباس پہن رکھے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب انہیں اس حال میں دیکھا تو نہایت غضبناک انداز میں فرمایا کہ تم لوگوں نے اتنی جلدی عجمیوں کی سی صورت بنالی۔ انہوں نے عرض کیا کہ امیر المومنین! ہمارے ان لباسوں کے نیچے ہتھیار ہیں اور ہم اب بھی عربی اخلاق پر قائم ہیں جس پر آپ رضی اللہ عنہ کی تسلی ہوئی۔

جس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ امراء بیت المقدس سے ملنے کے لئے روانہ ہونے لگے تو آپ رضی اللہ عنہ کو قیمتی لباس پہننے کے لئے دیا گیا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر پہننے سے انکار کر دیا کہ ہماری عزت اسلام سے ہے نہ کہ لباس سے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ اور امراء بیت المقدس کے درمیان امن معاہدہ طے پایا گیا جس پر دونوں جانب سے اکابرین نے دستخط کئے۔ آپ رضی اللہ عنہ بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ جو حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شام کی مہم میں شامل تھے ان کو اذان دینے کی درخواست کی۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی فرمائش پر اذان دی جس سے زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ ہوگئی اور روتے روتے اہل اسلام کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کچھ عرصہ بیت المقدس میں قیام فرمانے کے بعد دوبارہ مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے جانے کے بعد ان علاقوں میں طاعون کی وبا پھیل گئی جس سے بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وصال پا گئے جن میں حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ

بن الجراح رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو قیساریہ کی مہم میں ستر ہزار کے اسلامی لشکر کے ساتھ جانے کا حکم دیا۔

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما لشکر اسلام کے ہمراہ قیساریہ روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر قیساریہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس دوران حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی طبیعت خراب ہو گئی اور حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اپنے بھائی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو وہاں قائم مقام مقرر کر کے دمشق چلے گئے جہاں حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما وصال پا گئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کافی عرصہ تک قیساریہ کا محاصرہ جاری رکھا۔ قیساریہ کی افواج اس طویل محاصرے سے تنگ آ کر قلعہ سے باہر نکل آئیں اور بالآخر گھمسان کی لڑائی کے بعد قیساریہ فتح ہو گیا۔ اس جنگ میں تیس ہزار عیسائی جہنم واصل ہوئے۔

ایران پر لشکر کشی کے متعلق اہم فیصلے:

جیسا کہ گذشتہ اوراق میں بیان ہوا عراق کی فتح کے بعد یزدگرد بھاگ کر رے چلا گیا تھا اور پھر یزدگرد وہاں سے اصفہان اور کرمان سے ہوتا ہوا خراسان چلا گیا اور مرو میں مقیم ہوا۔ ۱۷ھ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا اور انہیں ایران کی جانب لشکر کشی کا حکم دیا۔
حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ گورنر کے منصب پر بیٹھے تو اہواز نے جزیہ دینا بند کر دیا جس پر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اہواز پر فوج کشی کی اور اس کو فتح کر لیا۔ اہواز کی فتح کے بعد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے مناذر پر فوج کشی کی اور اسے فتح کیا۔ اس دوران حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خبر ملی کہ خوزستان میں ہرمزان لشکر اسلام سے مقابلے کے لئے فوج تیار کر رہا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری

رضی اللہ عنہ اس اطلاع کے ملنے کے بعد خوزستان روانہ ہو گئے۔ کچھ دنوں کے مقابلے کے ہرمزان نے شکست تسلیم کر لی اور اس شرط پر گرفتاری دی کہ اس کا فیصلہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کریں گے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ہرمزان کی شرط منظور کر لی اور اسے مدینہ منورہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ ہرمزان کی بدعہدی کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا سر قلم کرنے کا حکم دیا۔ ہرمزان نے کہا پہلے مجھے پانی پلا دو۔ جب اس کے لئے پانی لایا گیا تو اس نے پانی پینے سے انکار کر دیا اور کہا میں پانی نہیں پیوں گا کیونکہ تم مجھے پانی پیتے ہوئے قتل کر دو گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اس سے یہ عہد کیا کہ اسے پانی پیتے ہوئے قتل نہیں کیا جائے گا تو اس نے پانی کا پیالہ زمین پر گرا دیا اور کہا اب آپ رضی اللہ عنہ مجھے قتل نہیں کر سکتے کیونکہ وہ پانی ہی نہ رہا جس کے پینے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ مجھے قتل کراتے۔ اس کے بعد ہرمزان نے کلمہ پڑھ لیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں پہلے ہی ایمان لا چکا تھا لیکن اس وجہ سے اقرار نہیں کیا کہ کہیں آپ رضی اللہ عنہ یہ نہ سمجھیں کہ میں جان بچانے کی غرض سے ایمان لایا ہوں۔

ہرمزان نے اسلام قبول کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں رہائش اختیار کی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کا دو ہزار سالانہ وظیفہ مقرر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ ایران کی مہمات کے بارے میں اسی سے مشورہ کیا کرتے تھے۔

یزدگرد جو کہ مرو میں اپنی بادشاہت قائم کئے بیٹھا تھا اسے جب ہرمزان کی شکست اور اس کے اسلام قبول کرنے کی خبر ملی تو اس نے ایک زبردست لشکر تیار کیا جس کا سپہ سالار مردان شاہ کو مقرر کیا اور اسے نہاوند کی طرف روانہ کیا۔ کوفہ

کے گورنر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو تمام حالات سے آگاہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کو تیس ہزار مجاہدین کے لشکر کے ہمراہ نہاوند بھجوانے کا فیصلہ کیا۔ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر مردان شاہ کے پاس بھیجا لیکن کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہوا اور نوبت جنگ تک آن پہنچی۔ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور ایک حصے کی قیادت حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کے سپرد کی جنہوں نے نہاوند کے قلعے پر حملہ کر دیا۔

مردان شاہ نے جب دیکھا کہ لشکر اسلامی نے حملہ کر دیا ہے تو وہ اپنی فوج لے کر قلعے سے باہر نکل آیا۔ جس وقت مردان شاہ اپنی فوج لے کر قلعے سے باہر نکلا حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے منصوبے کے مطابق پیچھے ہٹنا شروع کر دیا جس سے مردان شاہ کی فوج مزید آگے بڑھتی چلی گئی۔ جب مردان شاہ اپنی فوج کے ہمراہ ایک مخصوص مقام پر پہنچ گیا تو حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نے دوسرے لشکر کے ساتھ اس کے اوپر حملہ کر دیا جس سے مردان شاہ اور اس کی فوج سنبھل نہ سکی اور پسپا ہو کر میدانِ جنگ سے بھاگنا شروع کر دیا۔ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نے اس کا پیچھا کیا لیکن خود گھوڑے سے گر کر شدید زخمی ہو گئے۔

حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے کے ان کے بھائی حضرت نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر علم سنبھالا۔ اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور نہاوند قلعہ فتح ہو گیا۔ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ جن کی سانسیں ابھی اکھڑ رہی تھیں انہوں نے جب لشکر اسلام کی فتح کا اعلان سنا تو کلمہ پڑھتے ہوئے اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ حق و باطل کے اس معرکہ میں تیس ہزار ایرانی

سپاہی جہنم واصل ہوئے۔

قلعہ نہاوند کی فتح کے بعد لشکر اسلام آگے بڑھتا چلا گیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مضبوط جنگی حکمت عملی کی بدولت لشکر اسلام نے پہلے آذربائیجان فتح کیا اس کے بعد طبرستان، پھر آرمینیہ، سبستان اور مکران بھی فتح کر لیا۔ مکران کی فتح کے بعد سندھ کے علاقے تک مسلمانوں کی رسائی آسان ہو چکی تھی لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے اس سمت میں مزید آگے بڑھنے سے فی الحال منع فرما دیا۔

ایرانی مہمات کے متعلق اہم فیصلوں میں سے ایک فیصلہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کو خراسان کی جانب بھیجنا تھا جنہوں نے پہلے ہرات فتح کیا۔ یزدگرد کو ہرات کے فتح ہونے کی خبر ملی تو وہ بلخ بھاگ گیا۔ حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے ہرات کے بعد بلخ پر حملہ کر دیا جو کہ معمولی جنگ کے بعد فتح ہو گیا۔ یزدگرد نے جب دیکھا کہ اسلامی افواج نے بلخ پر حملہ کر دیا ہے تو وہ بھاگ کر دریا عبور کر گیا اور چین پہنچ گیا جہاں خاقانِ چین نے اس کی خوب تواضع کی اور ایک بہت بڑی فوج کے ہمراہ خود یزدگرد کے ہمراہ روانہ ہوا۔

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ عنہ لشکر اسلام لے کر ان پر چڑھ دوڑے جس سے خاقانِ چین گھبرا کر فرار ہو گیا۔ یزدگرد کو جب خاقانِ چین کے فرار ہونے کی اطلاع ملی تو وہ بھی میدانِ جنگ سے فرار ہو گیا اور خاقان کے دارالسلطنت فرغانہ جا پہنچا۔

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ایران کی فتح کی خوشخبری سنائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایران کی فتح کا سنا تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا... (ایران) کے بارے میں حضور

نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی سچ ثابت ہو گئی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب خسرو پرویز شاہِ فارس کو اسلام کی دعوت دی تھی تو اس نے حضور نبی کریم ﷺ کا خط جس پر اللہ عزوجل اور حضور نبی کریم ﷺ کا نام لکھا تھا چاک کر دیا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا تھا کہ خسرو پرویز نے میرا خط نہیں اپنی سلطنت کو چاک چاک کر دیا ہے اور عنقریب ملک فارس کا نام دنیا سے مٹ جائے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حاضرین محفل کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اللہ عزوجل نے کئی سو سالہ قدیم مضبوط مجوسی حکومت کو تباہ و برباد کر دیا اگر ہم نے بھی راہِ راست کو چھوڑ دیا تو ہمارا انجام بھی ان جیسا ہی ہو گا۔"

فتوحاتِ مصر کے متعلق اہم فیصلے:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب بیت المقدس تشریف لے گئے تھے تو اس وقت حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے مصر پر لشکر کشی کی اجازت طلب کی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں مصر پر حملہ کی اجازت دیتے ہوئے چند اہم فیصلے بھی کیے اور انہیں ان فیصلوں سے آگاہ کیا جس پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے چار ہزار مجاہدین کے ہمراہ مصر پر حملہ کر دیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی قیادت میں دس ہزار مجاہدین کا لشکر روانہ کر دیا تھا۔ جس وقت حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر پر حملہ کیا اس وقت مصر کا حاکم مقوقس تھا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مصر پر حملہ کرنے سے پہلے ایک سفیر مقوقس کے دربار میں روانہ کیا جس نے مقوقس کو اسلام کی دعوت دی اور اگر اسلام قبول نہیں کرتے تو جزیہ ادا کریں اور اگر جزیہ بھی ادا نہ

کریں گے تو پھر جنگ کی جائے گی۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا تھا جن کا رنگ سیاہ تھا۔ مقوقس نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی باتیں سننے کے بعد ان کا تمسخر اڑایا تو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے مقوقس سے فرمایا۔

''اللہ کی قسم! ہمیں تمہاری کچھ پرواہ نہیں بلکہ ان باتوں سے ہمارا شوقِ جہاد مزید بڑھتا ہے۔ جہاد کرنے سے ہمیں دو میں سے ایک نعمت حاصل ہوتی ہے یا تو ہم شہید ہو جاتے ہیں یا پھر ہمیں مالِ غنیمت حاصل ہوتا ہے۔ اے مقوقس! یہ بات یاد رکھو کہ ہم میں سے کوئی مسلمان ایسا نہیں جو صبح و شام اللہ عزوجل سے شہادت کی موت نہ مانگتا ہو۔''

مقوقس نے جب حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی تقریر سنی تو وہ حیران رہ گیا لیکن اپنی فوج کے زعم میں اس نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی شرائط ماننے سے انکار کر دیا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مقوقس کے انکار کے بعد مصر پر حملہ کر دیا۔ اس دوران حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ بھی دس ہزار مجاہدین کا لشکر لے کر پہنچ گئے۔ مقوقس نے جب لشکر اسلامی دیکھا تو قلعہ بند ہو گیا۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر اندر چلے گئے اور قلعہ کے دروازے کھول دیئے۔ لشکر اسلام قلعہ میں داخل ہو گیا۔ مقوقس نے جب لشکر اسلامی کا غلبہ دیکھا تو اس نے صلح کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی۔

روایات میں آتا ہے کہ مصر کی جنگ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کے ہمراہ فسطاط کے قلعہ کا محاصرہ کیا اور یہ محاصرہ کئی دن تک جاری رہا مگر فتح کی کوئی سبیل دکھائی نہ دی۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک قاصد بھیجا تاکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فوج کی مزید کمک بھیجیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دس ہزار کا لشکر بھیجا اور ساتھ ہی چار نگران بھی بھیجے اور فرمایا یہ نگران دس ہزار لشکر کے برابر ہیں اور ان میں حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو محاصرین کا انچارج بنایا اور حضرت زبیرؓ بن العوام رضی اللہ عنہ نے قلعہ کا جائزہ لے کر فرمایا اسے فتح کرنا مشکل ہے مگر میں خود کو دین اسلام پر قربان کرتا ہوں۔ یہ فرما کر حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے قلعہ کی دیوار پر سیڑھی لگائی اور چڑھ گئے قلعہ کی فصیل پر پہنچنے کے بعد نعرہ تکبیر بلند کیا اور نیچے اتر کر قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور اس کے ساتھ ہی لشکر اسلام قلعہ میں داخل ہو گیا۔

روایات میں آتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلے کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر پر چڑھائی کی تو عیسائی لشکر کے سپہ سالار جرجیس نے تمام عیسائی ممالک سے افواج جمع کیں اور ایک بڑا لشکر لے کر مسلمانوں کے مقابلہ میں اترا مگر لشکر اسلام کے سامنے اس کا یہ عظیم الشان لشکر ریت کی دیوار ثابت ہوا۔ جب جرجیس نے دیکھا کہ کامیابی کے کچھ آثار دکھائی نہیں دے رہے تو اس نے منادی کروائی جو کوئی لشکر اسلام کے سپہ سالار کا سر کاٹ کر لائے گا میں اسے انعام واکرام سے نوازوں گا اور اپنی بیٹی بھی اس سے بیاہ دوں گا۔ اس اعلان کو سن کر

ہوس پرست عیسائی اس کوشش میں مصروف ہوئے کہ وہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا سر قلم کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں جب اس بات کی اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے روانہ کیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اپنے لشکر کے ہمراہ انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ سفر کرتے ہوئے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے جا ملے اور جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو کہا مجھے حیرانگی ہے آپ رضی اللہ عنہ جیسے مردِ مجاہد کے لئے اس کا توڑ بہت آسان ہے اور آپ رضی اللہ عنہ اعلان کروا دیں کہ لشکر اسلام کا جو بھی سپاہی جرجیس کا سر قلم کر کے لائے گا اسے انعام میں جرجیس کی بیٹی اور بے شمار مال ملے گا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس رائے سے بہت خوش ہوئے اور یہ اعلان کروا دیا۔ اب میدان جنگ میں دونوں فوجیں جب صف آراء ہوئیں تو آغازِ جنگ کا اشارہ پاتے ہی مسلمانوں نے ایسے جوش وخروش سے حملے کئے کہ عیسائیوں کے چھکے چھوٹ گئے اور مسلمان مجاہدین دشمنوں کو کاٹ کاٹ کر راستہ صاف کرتے ہوئے جرجیس کی طرف بڑھنے لگے۔ جرجیس کی لڑکی بھی اپنے باپ کے شانہ بشانہ مقابلہ پر تلی ہوئی تھی لیکن تقدیر نے جو پلٹا مارا تو جرجیس ایک مردِ مجاہد کے وار سے قتل ہو گیا اور اس کے قتل کا اعلان ہوتے ہی عیسائیوں کے پاؤں اکھڑنے لگے اور ان کا سارا جوش وخروش جاتا رہا۔ عیسائی لشکر نے بھاگنا چاہا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا اور سینکڑوں گرفتار ہوئے اور ان قیدیوں میں جرجیس کی لڑکی بھی پابہ زنجیر ہو گئی۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مجاہدین کی تعریف کی اور فرمایا میں جرجیس

کا سر قلم کرنے والے مجاہد سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو ظاہر کرے تا کہ حسب وعدہ انعام سے سرفراز کیا جائے اس اعلان کے بعد کچھ دیر انتظار کیا گیا مگر کسی نے آگے بڑھ کر اپنا نام پیش نہ کیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کوئی مجاہد خود کو ظاہر کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا لہٰذا بہتر ہے کہ جرجیس کی لڑکی سپہ سالار اسلام خود قبول فرمالیں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے معذرت کے ساتھ کہا مجھے آپ رضی اللہ عنہ کا مشورہ قبول نہیں کرسکتا۔ میں اس بہادر اور مردِ مجاہد کی حق تلفی نہیں کرنا چاہتا۔ اگر میرا قیاس غلط نہیں تو میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں اور میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ اس مبارک اقدام کا سہرا آپ رضی اللہ عنہ ہی کے سر ہونا چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا تم نے جو کچھ فرمایا میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن اس میدان کے سر کرنے والا ابھی تک تو آگے بڑھا نہیں۔ سب مجاہدین کہنے لگے اب اظہارِ حقیقت میں دیر نہ کیجئے ہم نے آپ رضی اللہ عنہ کو بے تحاشہ جرجیس کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا ہے بلکہ ہم کو اندیشہ تھا کہیں دشمنوں میں گھر کر آپ رضی اللہ عنہ شہید نہ ہو جائیں اور جرجیس کا قاتل آپ رضی اللہ عنہ کے سوا کون ہو سکتا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جب سب لوگوں کا اصرار دیکھا تو فرمایا اللہ عزوجل خوب جانتا ہے میں نے یہ کام بغیر کسی شہرت اور لالچ کے کیا ہے اور یہ میرا فرض تھا اور اگر سب کی خواہش یہی ہے تو مجھے اس پر کچھ اعتراض نہیں چنانچہ جرجیس کی لڑکی کا نکاح اسلامی رواج کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ سے ہو گیا۔

اسکندریہ کی جانب پیش قدمی کا فیصلہ:

روایات میں آتا ہے شاہ مصر مقوقس نے اگرچہ اہل مصر کے حوالہ سے

صلح کی تھی لیکن قیصر روم ہرقل نے انکار کر دیا اور اس نے مقوقس کو لکھا۔

''اگر قبطیوں میں لشکر اسلام سے لڑنے کی ہمت نہ تھی تو وہ رومیوں کو کہتا ہم ایک بڑی فوج لشکر اسلام کے مقابلے کے لئے بھیج دیتے۔''

ہرقل نے مقوقس کی طرف سے صاف جواب کے بعد اسکندریہ میں اپنی فوج اکٹھی کی۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس کی اطلاع حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دی اور آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں اسکندریہ کی جانب پیش قدمی کا حکم دیا۔ ہرقل کی اس پیش قدمی کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی لشکر اسلام کو لے کر اسکندریہ پہنچ گئے۔

لشکر اسلام کی قوت دیکھ کر ہرقل کی فوج قلعہ بند ہو گئی۔ لشکر اسلام نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرے کے دوران کبھی کبھی رومی فوج کے کچھ سپاہی قلعے سے باہر آ کر لڑتے لیکن وہ لشکر اسلام کے ہاتھوں ہزیمت اٹھا کر واپس بھاگ جاتے۔ اس دوران رومی فوج کا کافی جانی نقصان بھی ہوا بالآخر رومی فوج قلعے سے باہر نکل آئی اور زبردست لڑائی کے بعد لشکر اسلام کامیاب رہا اور رومی افواج کو ایک انتہائی ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جانب ایک تیز رفتار شتر سوار کو مدینہ منورہ روانہ کیا کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ اسکندریہ کے طویل محاصرہ کی وجہ سے پریشان تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جس وقت اسکندریہ کی فتح اور رومیوں کی ذلت آمیز شکست کے بارے میں پتہ چلا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسی وقت بطورِ شکرانہ بارگاہِ خداوندی میں سجدہ کیا۔

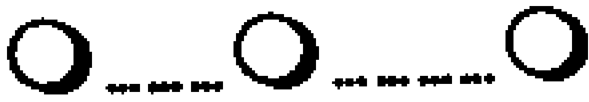
فتوحاتِ فاروقی رضی اللہ عنہ کا اجمالی جائزہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساڑھے دس سالہ دورِ حکومت میں کئی بڑے علاقے اور ملک فتح ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بہترین جنگی حکمت عملی اور بروقت فیصلوں کی بدولت مسلمان ملک عرب سے باہر نکل کر ایک بڑے حصے پر قابض ہوئے اور اسلام کا جھنڈا لہرایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں لشکر اسلام نے عراق، ایران، شام، فلسطین اور دیگر علاقوں کے بہترین جنگجوؤں کو شکست فاش سے دوچار کیا۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہونے والی فتوحات کا جائزہ تاریخی لحاظ سے پیش کیا جا رہا ہے۔

نمبر شمار	علاقے کا نام	جس سال فتح ہوا	سپہ سالار کا نام
۱۔	نمارق کی فتح	۱۳ھ	حضرت ابوعبیدہ ثقفی رضی اللہ عنہ
۲۔	سقاطیہ کی فتح	۱۳ھ	حضرت ابوعبیدہ ثقفی رضی اللہ عنہ
۳۔	مروجہ کی جنگ	۱۳ھ	حضرت ابوعبیدہ ثقفی رضی اللہ عنہ
۴۔	قادسیہ کی جنگ	۱۴ھ	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
۵۔	دمشق کی فتح	۱۴ھ	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ
۶۔	فحل کی جنگ	۱۴ھ	حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ
۷۔	حمص کی فتح	۱۴ھ	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ
۸۔	یرموک کی جنگ	۱۵ھ	حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ
۹۔	جلولہ کی جنگ	۱۶ھ	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
۱۰۔	جزیرہ کی فتح	۱۶ھ	حضرت عبداللہ بن المعتم رضی اللہ عنہ
۱۱۔	اہواز کی جنگ	۱۶ھ	حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

۱۲۔	بیت المقدس کی فتح	۱۶ھ	حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
۱۳۔	حمص کا دفاع	۱۷ھ	حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ
۱۴۔	قیساریہ کی جنگ	۱۹ھ	حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما
۱۵۔	مصر کی فتح	۲۰ھ	حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
۱۶۔	اسکندریہ کی فتح	۲۱ھ	حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
۱۷۔	نہاوند کی فتح	۲۱ھ	حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ
۱۸۔	آذربائیجان	۲۲ھ	حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ
۱۹۔	طبرستان کی فتح	۲۲ھ	حضرت سوید رضی اللہ عنہ
۲۰۔	آرمینیہ کی فتح	۲۲ھ	حضرت بکیر رضی اللہ عنہ
۲۱۔	کرمان کی فتح	۲۳ھ	حضرت سہیل بن عدی رضی اللہ عنہ
۲۲۔	سیستان کی فتح	۲۳ھ	حضرت حکم بن عمرو رضی اللہ عنہ
۲۳۔	خراسان کی فتح	۲۳ھ	حضرت احنف رضی اللہ عنہ

نوٹ: ۱۸ھ میں طاعون کی وبا کی وجہ سے جہاد ممکن نہ ہو سکا۔



نظامِ خلافت

خلافت کا آغاز حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بنتے ہی شروع ہو گیا تھا مگر انتظامی امور جن کے لئے محکموں کا قیام ضروری تھا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں معرضِ وجود میں نہ آ سکے تھے اور اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر متمکن ہوئے تو اس وقت مختلف فتنے برپا ہو گئے جن میں نبوت کے جھوٹے دعویدار، منکرین زکوٰۃ وغیرہ شامل تھے اور پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امت مسلمہ کی یکجہتی کے لئے ان کے خلاف جہاد شروع کیا اور اپنے مختصر دورِ خلافت میں ان تمام فتنوں کا سدباب کیا گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب منصب خلافت سنبھالا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ نظامِ حکومت چلانے کے لئے محکموں کا قیام ضروری ہے۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اہم امور اور امورِ خلافت چلانے کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کے جو فیصلے تھے ان کا اجمالی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

مجلس شوریٰ کے قیام کا فیصلہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جو مجلس شوریٰ قائم کی گئی جس میں جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شامل کیا گیا۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت

عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت معاذ بن جبل، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ مجلس شوریٰ کا کام تھا کہ وہ روزمرہ کے معمولی اور اہم نوعیت کے تمام معاملات کو نبٹائے۔ جب کوئی اہم مسئلہ درپیش ہوتا تو مجلس شوریٰ کے ارکان اکابر مہاجرو انصار کا اجلاس طلب کرتے جس میں سب کی رائے معلوم کرنے کے بعد فیصلہ کیا جاتا۔

صوبوں کی بنیاد رکھنے کا فیصلہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مملکت اسلامیہ کو آٹھ صوبوں میں تقسیم فرمایا جن کے نام یہ تھے۔ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، شام، جزیرہ، بصرہ، کوفہ، مصر اور فلسطین۔ صوبوں کے انتظامی امور چلانے کے لئے گورنر مقرر کئے گئے اور گورنر کی مدد کے لئے دیگر عہدیدار مقرر کئے گئے جن کی تفصیل ذیل ہے۔

۱۔ صاحب بیت المال یعنی وزیر خزانہ

۲۔ قاضی جس کا کام ہر قسم کے مقدمات کا فیصلہ کرنا تھا

۳۔ صاحب احداث یعنی پولیس کا اعلیٰ افسر

۴۔ صاحب الخراج جو کہ محکمہ زکوۃ کا انچارج تھا

۵۔ کاتب دیوان یعنی فوجی دفتر کا منشی

۶۔ کاتب جو کہ گورنر کی خط و کتابت کرتا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جانب سے حکومت کے تمام عہدیداروں کو تنخواہ دی جاتی تھی تاکہ وہ حکومتی کام کے علاوہ اور کوئی کام نہ کریں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ سے پہلے تنخواہ دار ملازمین نہیں ہوتے تھے اور وہ اپنی گزر اوقات کے لئے مختلف کام بھی کیا کرتے تھے۔

اہل گورنروں کی تقرری کا فیصلہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صوبوں کے گورنروں کی تقرریوں میں اپنی فطری جوہر شناشی سے کام لیا اور وہ لوگ جو اپنی کسی خوبی میں خاص شہرت رکھتے تھے مثلاً حضرت عمرو بن العاص، حضرت مغیرہ بن شعبہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم جو کہ سیاسی امور کے ماہر تھے یا پھر حضرت طلحہ بن خالد، حضرت خالد بن ولید اور حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہم جو کہ جنگی معاملات کو خوب سمجھتے تھے اور ان کو کوئی بھی عہدہ دینے سے پہلے آزمائش کی ضرورت نہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایسے افراد کو عہدوں پر تعینات کیا جو ان عہدوں کے لئے موزوں تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کسی بھی گورنر کا اس کے عہدہ پر تقرر کرتے وقت اس سے یہ عہد لیتے تھے کہ وہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہوگا، باریک کپڑا نہیں پہنے گا، دروازے پر دربان ہرگز نہ رکھے گا، اپنی حکومت کا دروازہ ہر سوالی کے لئے کھلا رکھے گا اور چھنا ہوا آٹا نہ کھائے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہر گورنر سے اس عہد نامے پر سختی سے عمل درآمد کرواتے اور اگر کسی گورنر میں کچھ کوتاہی پاتے تو اس کا سختی سے احتساب کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مصر کے گورنر حضرت عیاض رضی اللہ عنہ کو باریک لباس پہننے کے جرم میں آپ رضی اللہ عنہ نے کمبل کا لباس پہنا دیا تھا۔ ایامِ حج میں تمام گورنروں کی حاضری لازمی تھی اور اس موقع پر آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کی شکایات سنا کرتے تھے اور ایک مرتبہ مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو ایک قبطی سے زیادتی پر اس قبطی کے ہاتھوں ہی کوڑے لگوائے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہمیشہ گورنروں کی تقرری میں اس بات کی احتیاط

کرتے کہ اول وہ نظم وضبط کا ماہر ہو اور انتظامی امور احسن طریقے سے چلانا جانتا ہو اور اس کے علاوہ وہ تندرست وتوانا ہو۔

ذیل میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جانب سے مقرر کردہ گورنروں کی فہرست بیان کی جارہی ہے۔

صوبے یا علاقے کا نام	گورنر کا نام
شام	حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ
	حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما
	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
مصر	حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
کوفہ	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
بصرہ	حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ
	حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ
طائف	حضرت عثمان بن العاص رضی اللہ عنہ
مکہ معظمہ	حضرت نافع بن عبدالحارث رضی اللہ عنہ
	حضرت خالد بن العاص رضی اللہ عنہ
یمن	حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ
مدائن	حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ
جزیرہ	حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ
حمص	حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ
رملہ	حضرت علقمہ بن مجرز رضی اللہ عنہ

ایلیا — حضرت علقمہ بن حاکم رضی اللہ عنہ

گورنر چونکہ ملکی خدمات میں اپنا وقت بسر کرتے تھے اس لئے ان کی تنخواہ مقرر کی گئی۔ حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ حمص کے گورنر تھے ان کو روزانہ ایک اشرفی اور ایک بکری ملتی تھی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شام کے گورنر تھے انہیں ایک ہزار دینار ماہور تنخواہ ملتی تھی۔ الغرض ہر ایک کو اس کی قابلیت اور علاقے کے حساب سے تنخواہ دی جاتی جس میں ان کا گزر بسر باآسانی ہو سکے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فی سبیل اللہ کام کرتے تھے اور اپنے اہل و عیال کے اخراجات کے لئے تجارت یا مزدوری کرتے تھے یہی وجہ تھی جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں تنخواہ کا نظام رائج کیا تو بیشتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تنخواہ لینے سے انکار کر دیا لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مستقبل قریب میں بڑھتی ہوئی اسلامی سلطنت اور اس کی ضروریات کے پیش نظر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو کہ کسی بھی عہدے پر کام کر رہے تھے ان کو تنخواہ لینے پر قائل کیا تا کہ وہ ملکی معاملات کو احسن طریقے سے چلا سکیں۔

گورنروں کے احتساب کا فیصلہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب بھی کسی شخص کو گورنر مقرر کرتے تو سب سے پہلے اس کی منقولہ اور غیر منقولہ تمام جائیداد کی تفصیل حاصل کرتے جسے سرکاری ریکارڈ میں محفوظ رکھا جاتا اور وقتاً فوقتاً ان کا جائزہ لیا جاتا کہ کہیں اس گورنر نے غیر قانونی طور پر اپنے عہدے کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے کوئی جائیداد تو نہیں بنائی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گورنروں کی تحقیقات کا طریقہ بالکل صاف

اور شفاف رکھا اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو گورنروں کا تحقیقاتی افسر تعینات کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب کسی گورنر کے بارے میں کوئی شکایت موصول ہوتی تو آپ رضی اللہ عنہ اس پر فوری کاروائی کرتے اور اگر تحقیق کے بعد اس گورنر کے خلاف موصول ہوئی شکایت درست ہوتی تو اس کا ازالہ کیا جاتا۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرصہ دراز تک رہے تھے اس لئے ان کے کردار کے بارے میں کسی کو کوئی شک نہ تھا اور یہی وجہ تھی کہ جب وہ کوئی رپورٹ پیش کرتے تو وہ مکمل اور درست ہوتی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مصر کا گورنر بنایا تو کچھ عرصہ کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے ذرائع سے بے شمار دولت اکٹھی کر لی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے جواب طلبی فرمائی تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جواباً آپ رضی اللہ عنہ کو تحریر فرمایا۔

''امیر المومنین! جس مال کا آپ رضی اللہ عنہ نے ذکر فرمایا ہے تو وہ میرے پاس اس لئے جمع ہو گیا ہے کہ ہم ایسی سرزمین میں موجود ہیں جہاں چیزیں بہت قیمتی ہیں اور دشمنوں سے جنگیں بھی بکثرت ہوتی ہیں جس کی وجہ سے میرے پاس مال و دولت کی کثرت ہو گئی ہے، اللہ عزوجل کی قسم! اگر آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خیانت کرنا حلال بھی ہوتا تو میں کبھی نہ کرتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے میرے ذمہ امانت لگائی ہے اور میرا نسب بھی ایسا ہے کہ میں خیانت کا سوچ بھی نہیں سکتا اگر آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی

ایسا شخص ہے جو مجھ سے بہتر مصر کا گورنر ثابت ہو سکتا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ اس کو تعینات کر سکتے ہیں۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا۔

''اے عمرو (رضی اللہ عنہ)! میں نے تم سے جو پوچھ کی ہے اس میں میرا کوئی ذاتی مفاد نہیں ہے میں تمہارے پاس محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو بھیج رہا ہوں تم اپنا آدھا مال اس کے حوالے کر دو۔''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اہل کوفہ میں سے چند لوگوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کرنے کے لئے مدینہ منورہ پہنچے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کی شکایات سننے کے بعد چند معتبر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کوفہ روانہ کیا تا کہ وہ اہل کوفہ سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کریں۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کوفہ پہنچے اور انہوں نے کوفہ کی مساجد میں ہر نمازی سے قسم دے کر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا۔ ہر نمازی نے حلفاً کیا کہ انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو ایماندار پایا ہے اور انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی تعریف کی۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کوفہ کے متعدد لوگوں کی رائے جانی اور ان سب کی رائے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے متعلق یہی تھی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اس منصب کے حقدار ہیں ماسوائے ایک شخص کے جس نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے خلاف تین شکایات پیش کیں اور کہا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مال غنیمت تقسیم کرتے وقت انصاف سے کام نہیں لیتے اور لشکروں کے ساتھ

خود جہاد میں شریک نہیں ہوتے اور نہ ہی مقدمات کا فیصلہ کرتے وقت انصاف سے کام لیتے ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو ان الزامات کا علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ الٰہی میں دعا مانگی۔

''اے اللہ! اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کی عمر دراز فرما دے اور اس کی محتاجگی کو بھی دراز کر دے اور اس کو فتنوں میں مبتلا فرما دینا۔''

عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی اس دعا کا اثر دیکھا ہے اور اس شخص نے طویل عمر پائی اور وہ اس قدر بوڑھا ہو چکا تھا کہ اس کی بھنوئیں دونوں آنکھوں پر لٹکتی تھیں اور وہ بھیک مانگتا تھا اور اس نے انتہائی محتاجگی کی زندگی بسر کی۔ وہ بڑھاپے میں بھی راہ چلتی عورتوں کو چھیڑتا تھا اور ان کے بدنوں پر چٹکیاں بھرتا تھا اور جب کوئی اس کا حال پوچھتا تو کہتا میں ایک بوڑھا ہوں جو فتنوں میں مبتلا ہو چکا ہے اور مجھے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی بددعا لگ گئی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بحرین کی امارت سے معزولی کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ)! تم نے امارت کو کیسا پایا؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے اس منصب پر فائز کیا تو میں اسے ناپسند کرتا تھا اور اب جب معزول کر دیا تو میں اسے پسند کرتا ہوں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بحرین سے چار لاکھ درہم لائے اور وہ سب بیت المال میں جمع کروانے کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تم نے کسی پر ظلم تو نہیں کیا؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا اپنے لئے کیا لائے ہو؟ حضرت ابوہریرہ

رضی اللہ عنہ نے کہا میرے پاس بیس ہزار درہم ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ درہم تمہارے پاس کہاں سے آئے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے تجارت کے ذریعے کمائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اپنے سرمایہ اور تنخواہ کے علاوہ باقی مال بیت المال میں جمع کروا دو۔

روایات میں آتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کو حمص کا گورنر مقرر کیا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ خود حمص تشریف لائے اور لوگوں سے پوچھا تم نے اپنے گورنر کو کیسا پایا؟ اہل حمص نے حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کی شکایتیں شروع کر دیں اور حمص کو چھوٹا کوفہ بھی کہا جاتا تھا کیونکہ یہ کسی بھی گورنر سے راضی نہ ہوتے تھے۔ اہل حمص نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا ہمیں ان سے چار شکایتیں ہیں۔ پہلی شکایت تو یہ ہے جب تک دن نہیں چڑھ جاتا اس وقت تک حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ ہمارے پاس گھر سے باہر نہیں آتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا واقعی یہ شکایت درست ہے۔ اس کے علاوہ اور کیا شکایت ہے؟ اہل حمص نے کہا حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ رات کے وقت کسی کی بات نہیں سنتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ شکایت بھی جائز ہے اس کے علاوہ اور کیا شکایت ہے؟ اہل حمص نے کہا حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ مہینے میں ایک دن گھر میں ہی رہتے ہیں ہمارے پاس باہر آتے ہی نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہاری یہ شکایت بھی بجا ہے اس کے علاوہ اور کیا شکایت ہے؟ اہل حمص نے کہا حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کو بے ہوشی کا دورہ بھی پڑتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اہل حمص اور حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کو ایک جگہ جمع کیا اور بارگاہِ خداوندی میں دعا مانگی۔

''اے اللہ! تو سعید بن عامر (رضی اللہ عنہ) کے متعلق میرے اندازہ

کو غلط نہ کرنا۔''

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ سے اہل حمص کی شکایات کے متعلق دریافت کیا۔ حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ نے ان شکایات کے جوابات دیئے جس سے تمام لوگ اور آپ رضی اللہ عنہ مطمئن ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ عزوجل نے میری فراست کو غلط نہیں ہونے دیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کو حمص کا گورنر بنا کر بھیجا اور ایک سال تک آپ رضی اللہ عنہ کو حمص کے حالات کی کچھ خبر نہ ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے کاتب سے کہا تم عمیر (رضی اللہ عنہ) کو خط لکھو اور میرا گمان ہے شاید اس نے ہم سے خیانت کی ہے۔ پھر کاتب نے حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا جس کا مضمون تھا کہ جیسے ہی یہ خط ملے تم فوراً میرے پاس آ جانا اور وہ تمام مال بھی ساتھ لے کر آنا جو تم نے بطور مالِ غنیمت جمع کیا ہے۔

حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خط ملا تو آپ رضی اللہ عنہ نے سفر کی تیاری شروع کی اور اپنا چمڑے کا تھیلا لیا جس میں آپ رضی اللہ عنہ کا توشہ اور ایک پیالہ تھا اور چمڑے کا لوٹا آپ رضی اللہ عنہ نے ساتھ لٹکایا اور اپنی لاٹھی لے کر حمص سے پیدل مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا اور چہرہ غبار آلود تھا جبکہ بال بھی بہت بڑھ چکے تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔

''اے عمیر (رضی اللہ عنہ)! تم نے یہ کیا حال بنا رکھا ہے؟''

حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ مجھے صحت مند نہیں

دیکھتے اور دنیا میرے ساتھ ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سوچا شاید آپ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ بے شمار مالِ غنیمت لائے ہیں جو پیچھے آ رہا ہے لہٰذا پوچھا تم کیا لائے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے پاس میرا ایک تھیلا ہے جس میں میں اپنا توشہ اور پیالہ رکھتا ہوں اور اس پیالہ میں بوقت ضرورت کھا بھی لیتا ہوں اور اپنے کپڑے اور سر بھی دھو لیتا ہوں اور ایک لوٹا ہے جس سے میں وضو کرتا ہوں اور پینے کا پانی اس میں رکھتا ہوں اور میرے پاس میری ایک لاٹھی ہے جس سے میں ٹیک لگاتا ہوں اور جب کوئی دشمن سامنے آ جائے تو پھر اس کا مقابلہ بھی اسی لاٹھی سے کرتا ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کی باتیں سنیں تو پوچھا کیا تم حمص سے پیدل آئے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہاں! میں پیدل آیا ہوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تمہارا وہاں کوئی ایسا جاننے والا نہ تھا جو تمہیں اپنی سواری دے دیتا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا وہاں کے لوگوں نے مجھے کوئی سواری نہیں دی اور نہ ہی میں نے ان سے کوئی سواری مانگی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ برے لوگ ہیں جن کے پاس سے تم آئے ہو اور انہوں نے اپنے گورنر کا کچھ خیال نہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمر (رضی اللہ عنہ)! اللہ عزوجل سے ڈریئے، اللہ عزوجل نے غیبت سے منع کیا ہے اور میں نے انہیں دیکھا وہ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے تمہیں کہاں بھیجا اور تم نے کیا کیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ کیا پوچھ رہے ہیں میں آپ رضی اللہ عنہ کی بات کا مطلب نہیں سمجھا؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا سوال تو واضح ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا امیر المومنین نے مجھے جہاں بھیجا میں نے وہاں جا کر وہاں کے نیک لوگوں کو جمع کیا اور مالِ غنیمت جمع کرنے کی ذمہ داری

ان کے سپرد کر دی اور جب وہ میرے پاس مال لے کر آتے تو میں اس مال کو جائز مصارف پر خرچ کر دیتا اور اگر اس میں شرعاً آپ رضی اللہ عنہ کا بھی کچھ حصہ ہوتا تو میں وہ ضرور لے کر آتا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو فرمایا اس کا مطلب ہے تم ہمارے پاس کچھ نہیں لائے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا نہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم بہت اچھے گورنر ہو اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حکم دیا عمیر (رضی اللہ عنہ) کے لئے حمص کی گورنری لکھ دو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھے اس کی ضرورت نہیں اور میں آپ رضی اللہ عنہ کی طرف سے گورنر بننے کو تیار نہیں اور نہ ہی آپ رضی اللہ عنہ کے بعد کسی اور کی جانب سے اس عہدہ کو قبول کروں گا کیونکہ اللہ عزوجل کی قسم! میں بھی اس گورنری کے وبال سے محفوظ نہیں رہ سکا اور میں نے ایک نصرانی سے کہا تھا تجھے اللہ عزوجل رسوا کرے اور کسی بھی ذمی کو ایذا پہنچانا انتہائی برا کام ہے پس اے عمر (رضی اللہ عنہ)! گورنری نے مجھے بھی بری خرابی میں مبتلا کر دیا اور میری زندگی کے سب سے برے دن وہ ہیں جب میں آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیچھے رہ گیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اجازت لی اور اپنے گھر لوٹ گئے جو مدینہ منورہ سے چند میل دور تھا۔

بیت المال کا قیام کا فیصلہ:

بیت المال کا قیام بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں معرضِ وجود میں آیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آٹھ لاکھ درہم لے کر آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اتنی کثیر رقم چونکہ فوری طور پر خرچ نہیں کی جا سکتی تھی اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے اس رقم کو اپنے پاس

رکھ لیا۔ اس رات آپ رضی اللہ عنہ رات بھر سو نہ سکے اور یہی سوچتے رہے کہ اتنی بڑی رقم کا کیا مصرف ہونا چاہئے۔ فجر کی نماز کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا وجہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ رات بھر سو نہ سکے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے پاس لوگوں کی امانت تھی اور اتنا مال دین اسلام کے بعد کبھی ہمارے پاس نہیں آیا، مجھے خطرہ تھا کہ کہیں میں مرجاؤں اور یہ مال میرے پاس رہ جائے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے صبح تمام اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اکٹھا کیا اور ان سے رائے طلب فرمائی کہ انہیں اس رقم کا کیا کرنا چاہئے؟ کیا میں لوگوں کو ناپ تول کر ساری رقم تقسیم کر دوں۔ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیک زبان ہو کر کہا کہ ایسے مت کیجئے لوگ اسلام میں داخل ہوتے رہیں گے اور مال کثیر ہوتا رہے گا آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کو لکھ کر دیجئے پس جب کبھی لوگ زیادہ ہوں اور مال زیادہ ہو تو آپ رضی اللہ عنہ اسی تحریر کے مطابق ان کو دیتے رہئے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر میں اس کی تقسیم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے شروع کروں گا اور اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خاندان اور پھر ترتیب سے چنانچہ رجسٹر تیار کیا گیا جس میں بنی ہاشم پہلے، بنی مطلب دوسرے، بنی عبد شمس تیسرے، بنی نوفل چوتھے، بنی عبد مناف پانچویں، بنی عبد شمس چھٹے اور اسی طرح باقی ترتیب بنائی گئی۔

بیت المال کا قیام ۱۵ھ میں ہوا۔ روایات میں آتا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ملک شام کی طرح بیت المال کے قیام کا مشورہ دیا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے بیت المال کے قیام کے بعد حضرت عبداللہ ابن ارقم رضی اللہ عنہ کو اس کا انچارج مقرر فرمایا کیونکہ وہ حساب کتاب کے ماہر تھے۔

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ... فاروق رضی اللہ عنہ نے

رجسٹر اور عملہ کے مقرر کیے جانے میں مشورہ کیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر سال آپ رضی اللہ عنہ کے پاس مال جمع ہو تو اسے تقسیم کر دیا کیجئے گا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا خیال ہے تمام لوگوں کے لئے مالِ کثیر کی ضرورت ہو گی اور اگر لوگوں کا شمار نہ ہو گا تو کیسے پتہ چلے گا کس کو مال مل چکا ہے اور کس کو نہیں ملا؟ اس دوران حضرت ولید بن ہشام بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے عرض کیا امیر المومنین! میں نے شام میں بادشاہوں کو دیکھا تھا انہوں نے رجسٹر اور کارندے مقرر کر رکھے تھے جو تمام مال کا حساب و کتاب رکھتے تھے چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے حضرت عقیل بن ابی طالب اور حضرت مخرمہ بن نوفل رضی اللہ عنہم کو بلوایا جو کہ قریش کے نسب سے واقفیت رکھتے تھے اور ان کو حکم دیا تم مراتب کے حساب سے ابتداء کرو چنانچہ ان حضرات نے بنی ہاشم سے ابتداء کی اور اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ کا اندراج کیا اور اس کے بعد دیگر لوگوں کا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی تحریر کو پسند فرماتے ہوئے فرمایا۔

"میں بھی یہی چاہتا تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا خاندان عمر (رضی اللہ عنہ) سے اوپر ہو یہاں تک کہ تم مجھے اسی ترتیب پر رکھو جہاں اللہ نے رکھا ہے۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیت المال کے قیام کے بعد تمام صوبوں کے گورنروں کو ہدایت کی کہ وہ اپنے مصارف کے لئے رقم نکال کر بقایا رقم اور مال مرکزی بیت المال کو روانہ کر دیا کریں چنانچہ مختلف ذرائع سے جو رقوم اور مال و اسباب بیت المال میں جمع ہوتا اس کا حساب کتاب رکھا جاتا تھا۔

روایات میں آتا ہے ایک مرتبہ صدقہ کے کچھ اونٹ بیت المال میں آئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو بلا بھیجا تا کہ ان کے کوائف تیار کیے جائیں۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ خود دھوپ میں کھڑے ہو کر ان اونٹوں کے رنگ، عمر اور حلیہ لکھواتے رہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیت المال کے لئے عمارات تعمیر کروائیں جن کو مسجدوں سے ملحقہ رکھا گیا تا کہ مسجدوں میں ہر وقت لوگوں کی موجودگی کی وجہ سے چوری کا امکان نہ رہے۔ بیت المال میں آمدنی کے ذرائع وضع کیے گئے جن کا مختصر ذکر ذیل میں کیا جا رہا ہے۔

ا۔ خراج:

بیت المال میں آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ خراج تھا کیونکہ جب اللہ عزوجل نے اسلام کو ملک عرب سے باہر نکالا تو لشکر اسلام کے سپاہیوں نے تقاضا کیا مفتوحہ علاقوں کی زمینیں ان میں تقسیم کر دی جائیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی اس تجویز کو رد کر دیا اور حکم جاری کیا کہ زمینیں ان کے سابقہ مالکوں کے پاس ہی رہیں گی اور ان پر ایک ٹیکس کا نظام نافذ کیا جائے گا جس پر زمینوں کے مالک سالانہ رقم کی ادائیگی کریں گے چنانچہ اس مقصد کے لئے عراق کی قابل کاشت زمینوں کی پیمائش کی گئی تو ان کا رقبہ تین کروڑ ساٹھ لاکھ مربع میل نکلا جس پر ٹیکس نافذ کیا گیا۔ عراقی زمینوں پر نافذ ٹیکس کی سالانہ رقم آٹھ کروڑ ساٹھ لاکھ درہم تھی۔

عراق کے علاوہ دوسرے مفتوحہ علاقوں کی پیمائش نہیں کی گئی اور ان علاقوں کی قابل کاشت زمینوں کا پرانا ریکارڈ ہی قبول کیا گیا۔ مصر کا کل خراج ایک کروڑ ساٹھ لاکھ دینار ٹھہرا۔

۲۔ جزیہ:

لشکر اسلامی جن علاقوں پر حملہ آور ہوتا تو ان کے ساتھ جنگ کرنے سے پہلے انہیں اسلام کی دعوت دیتا جو لوگ دعوتِ اسلام قبول کر لیتے ان کو امان دی جاتی۔ اس کے بعد جو لوگ دعوتِ اسلام قبول نہ کرتے ان سے جزیہ کا مطالبہ کیا جاتا تا کہ انہیں امان دی جائے چنانچہ بیت المال کی آمدنی کا ایک اور ذریعہ جزیہ تھا جو لشکر اسلام لوگوں کو امان دینے کے سلسلے میں وصول کرتا تھا۔ تاریخ گواہ ہے کہ اگر کسی وجہ سے لشکر اسلام نے ان لوگوں کو امان دینے کا فیصلہ واپس لیا تو ان کی ادا کردہ رقم بھی ان کو واپس لوٹا دی۔

۳۔ عشر:

حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے جو زمینیں مسلمانوں کی ملکیت تھیں ان پر خراج کی بجائے عشر کا نظام رائج کیا جس کے مطابق وہ اپنی پیداوار کا دسواں حصہ بیت المال میں جمع کروانے کے پابند تھے۔

۴۔ عشور:

عشور کا نظام خالص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ایجاد تھی جس کے مطابق جب بھی کوئی مسلمان تاجر اپنا سامانِ تجارت دوسرے ملک لے کر جائے گا تو وہ پہلے اپنے مال کا دس فیصد ٹیکس بیت المال میں جمع کروائے گا اور اسی طرح دیگر ممالک سے اپنے سامانِ تجارت فروخت کرنے والے تاجر بھی اپنے مال کا دس فیصد ٹیکس بیت المال میں جمع کروائیں گے۔

۵۔ زکوٰۃ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ [illegible] نظام [illegible] بیت المال سے منسلک کر

دیا اور مسلمانوں کے اموال پر سالانہ اڑھائی فیصد جو زکوۃ وصول کی جاتی تھی وہ سب بیت المال میں جمع کی جاتی اور بوقت ضرورت اسے مختلف مصارف اور اخراجات کے لئے خرچ کیا جاتا تھا۔

۶۔ صدقات:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے صدقات و خیرات بھی بیت المال میں جمع کروائیں تا کہ بوقت ضرورت ان صدقات کا بہترین استعمال کیا جا سکے۔

۷۔ مالِ غنیمت:

بیت المال کی آمدی کا ایک اور بڑا ذریعہ مالِ غنیمت تھا جو لشکر اسلام جنگ کی صورت میں مخالفین کی شکست کے بعد حاصل کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ہر سپہ سالار پر یہ واضح کیا تھا کہ وہ مالِ غنیمت کا خمس بیت المال میں جمع کروائیں جبکہ باقی چار حصے اپنی فوج میں برابر تقسیم فرمائیں۔

بیت المال کے اخراجات:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیت المال کے اخراجات کے لئے مدارج مقرر فرمائے جن کے تحت بیت المال کی رقوم کو خرچ کیا جاتا رہا۔ ذیل میں اخراجات کے مصارف کا مختصراً ذکر کیا جا رہا ہے۔

ا۔ وظائف:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور کی طرح وظائف کا سلسلہ جاری رکھا جس کے تحت مساکین اور فقراء

کو بیت المال سے ماہانہ خرچ دیا جاتا رہے۔ اس کے علاوہ مالِ غنیمت اور دیگر اموال کی تقسیم اور ان کا پیمانہ بھی مقرر کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجلس شوریٰ کے اراکین کی مدد سے ایک فہرست مرتب کی جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

بنو ہاشم کے ہر فرد کے لئے سالانہ	پندرہ ہزار درہم
حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے لئے سالانہ	چودہ ہزار درہم
اصحابِ بدر کے لئے سالانہ	پانچ ہزار درہم
ہر انصاری کے لئے سالانہ	چار ہزار درہم
مہاجرین حبشہ کے لئے سالانہ	چار ہزار درہم
اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے لئے سالانہ	چار ہزار درہم
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے لئے سالانہ	تین ہزار درہم
ازواجِ مہاجرین وانصار کے لئے سالانہ	دو ہزار چھ سو درہم
اہلِ مکہ کے لئے سالانہ	آٹھ سو درہم
صفیہ رضی اللہ عنہا بن عبدالمطلب کے لئے سالانہ	چھ ہزار درہم
ہر معصوم بچے کا سالانہ وظیفہ	سو درہم
بچے کا بالغ ہونے پر سالانہ وظیفہ	پانچ سو درہم

اس کے علاوہ تمام وہ لوگ جو کسی نہ کسی طرح حکومتی کام میں مددگار تھے اور حکومت کے ملازم تھے ان کی تنخواہیں بھی ان کے کام کے حساب سے مقرر کی گئیں۔

۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وظیفہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہونے سے پہلے تجارت کیا کرتے تھے

جس کے ذریعے وہ اپنے اہل و عیال کے گزر بسر کا انتظام کرتے تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر خلافت کا بوجھ آیا تو تجارت کو مزید جاری رکھنا ممکن نہ رہا چنانچہ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح بیت المال سے وظیفہ لینے کی تجویز پیش کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے لئے وہی وظیفہ مقرر کیا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے مقرر تھا۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد یہ وظیفہ آپ رضی اللہ عنہ کے لئے ناگزیر ہو گیا اور گزر بسر میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے وظیفہ میں اضافہ کی درخواست دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے پیش کی جس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے متفقہ طور پر آپ رضی اللہ عنہ کے وظیفہ میں اضافہ کی منظوری دے دی۔

۳۔ غیر مسلموں کے وظائف:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایسے غیر مسلم جو کہ مفلس اور نادار تھے ان کے لئے بیت المال سے وظائف مقرر کئے اور بیت المال میں ہدایت کی کہ جب یہ لوگ خوشحال ہوتے ہیں تو ہم ان سے جزیہ لیتے ہیں اور جب یہ لوگ معذور اور بے سہارا ہوتے ہیں تو ہم انہیں کیوں بھول جائیں۔

تعمیرات کا فیصلہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کا ایک سنہری پہلو یہ بھی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے بیت المال کی اضافی رقم سے بہت سی تعمیرات بھی کروائیں جن میں سب سے اہم سڑکوں کی تعمیر ہے تاکہ لوگوں کو آمد و رفت میں آسانی ہو۔ اس مقصد کے لئے سڑکوں کا جال بچھایا گیا، پل تعمیر کئے گئے اور چوکیاں قائم کی گئیں۔ ۱۷ھ میں حرمین شریفین کے درمیان سڑک کا کام مکمل ہوا جہاں ہر منزل پر ایک فوجی

چوکی قائم کی گئی، سرائے بنائی گئیں، ہر منزل پر پانی کا انتظام کیا گیا جس کے لئے کئی کنویں اور چشمے تعمیر کیے گئے۔ حجاج کرام کو حج کی بہترین سہولیات میسر کرنے کے لئے ہر ممکن اقدامات کیے گئے۔

نئے شہر آباد کرنے کا فیصلہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کئی نئے شہر بھی آباد کیے گئے جن کا مقصد دفاعِ اسلامی کو مضبوط کرنا تھا۔ ان شہروں میں کوفہ، بصرہ، فسطاط، موصل اور جیزہ جیسے بڑے شہر بھی شامل تھے۔ ان شہروں کی تعمیر سے اسلامی حکومت مزید مضبوط اور پائیدار ہوئی اور ان شہروں کی تعمیر میں بھی اس بات کا دھیان رکھا گیا کہ ان شہروں کی تعمیر دفاعی نقطہ نظر سے ہوتا کہ جنگ کے دنوں میں انہیں بطورِ قلعہ اور رسدگاہ کے استعمال کیا جا سکے۔

نہری نظام وضع کرنے کا فیصلہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک اور سنہری کام نہروں کی تعمیر کا ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تمام مفتوحہ علاقوں کی زمینوں کی پیمائش اور ریکارڈ کے بعد ان زمینوں پر باقاعدہ کاشت کاری کے لئے نہری نظام وضع کیا جس کی بدولت لاکھوں ایکڑ بنجر زمینیں بھی سیراب ہوئیں اور کاشت کاری میں اضافہ ہوا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کا نہری نظام دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام تھا جس کے لئے دریائے نیل سے فسطاط شہر کے لئے ایک نہر نکالی گئی جس کی لمبائی ۶۹ میل تھی جس سے جہاز گزر کر مدینہ منورہ کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ دریائے دجلہ سے ۹ میل لمبی ایک نہر نکالی گئی جو بصرہ شہر کو سیراب کرتی تھی۔ اس کے علاوہ بے شمار نہریں بنائی گئیں جن کی وسعت کا

اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ جب نہروں کی تعمیرات ہو رہی تھیں اس وقت صرف صوبہ مصر میں ایک لاکھ بیس ہزار مزدور سالانہ کام کر رہے تھے۔

مختلف محکموں کے لئے عمارات تعمیر کرنے کا فیصلہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلافت کا منصب سنبھالنے کے بعد اس امر پر بھی توجہ دی کہ مختلف شعبوں کے لئے عمارتوں کا قیام ضروری ہے جس کے لئے آپ رضی اللہ عنہ نے مذہبی شعبہ قائم کیا جس کے تحت چار ہزار کے قریب مساجد تعمیر کی گئیں۔ ان عمارات کے علاوہ بیت المال کی عمارات اور دیگر عمارات جن میں فوجی چھاؤنیاں، جیلیں اور مہمان خانے شامل ہیں تعمیر کی گئیں۔

خانہ کعبہ کی توسیع کا فیصلہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا اور لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے تو ہر سال حج کرنے والے زائرین کی تعداد میں بھی اضافہ ہونے لگا جس کے باعث خانہ کعبہ کی توسیع ناگزیر ہوگئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ۱۷ھ میں خانہ کعبہ کے گردو پیش کے مکانات خرید کر گرا دیئے اور اس جگہ کو خانہ کعبہ کے صحن میں شامل کر کے چاردیواری تعمیر کروا دی۔ اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ شریف کی آرائش و زیبائش پر بھی بھرپور توجہ دی۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی توسیع کا فیصلہ:

۱۷ھ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی توسیع کا بھی حکم دیا کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب اس شہر کی آبادی دن بدن بڑھ رہی تھی اور باہر سے بھی لوگ صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی خاطر مدینہ منورہ میں

آباد ہو رہے تھے اور ان سب کی خواہش ہوتی تھی کہ وہ نماز مسجد نبوی ﷺ میں ادا کریں جس کی وجہ سے مسجد نبوی ﷺ نمازیوں کے لئے کم پڑ رہی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں کو ویسے رہنے دیا اور ان کے علاوہ گردو پیش کے مکانات کو خرید کر مسجد نبوی ﷺ کے صحن میں شامل کر لیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسجد نبوی ﷺ کے طول میں ۴۰ گز کا اضافہ کیا گیا جبکہ عرض میں ۲۰ گز کا اضافہ کیا گیا۔

غلہ کو محفوظ رکھنے کے لئے گودام بنانے کا فیصلہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے غلہ کو محفوظ رکھنے کے لئے تاکہ قحط سالی میں کسی بھی قسم کی کوئی پریشانی نہ ہو غلہ کے گودام تعمیر کروائے جس میں سرکاری غلہ کو محفوظ رکھا جاتا۔

دریاؤں پر بند کی تعمیر کا فیصلہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دریاؤں پر بند تعمیر کروائے تاکہ سیلاب کے دنوں میں جو پانی شہروں میں داخل ہو کر تباہی مچاتا تھا اس سے شہر محفوظ رہ سکیں۔ اس مقصد کے لئے آپ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے مکہ مکرمہ کے نواح میں بند تعمیر کروایا تاکہ خانہ کعبہ اور اس کی حدود جو کہ عموماً سیلاب کے دنوں میں پانی سے بھر جاتی تھی اس کی روک تھام ہو سکے۔

مہمان خانوں کی تعمیر کا فیصلہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مہمان خانوں کی بھی تعمیر فرمائی تاکہ دوسرے شہروں سے آئے ہوئے مسافروں کو کسی بھی قسم کی پریشانی

نہ ہو۔ اس مقصد کے لئے سب سے پہلے کوفہ میں ایک مہمان خانہ تعمیر کیا گیا۔

محکمہ فوج کے قیام کا فیصلہ:

حضور نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کے ابتدائی زمانہ خلافت میں فوج کا باقاعدہ محکمہ موجود نہ تھا اور نہ ہی تنخواہ دار فوج موجود تھی۔ جب بھی کبھی جہاد کا موقع ہوتا تو اعلان کیا جاتا جس پر ہزاروں مسلمان رضاکارانہ طور پر جہاد کے لئے تیار ہو جاتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رفتہ رفتہ پھیلتی ہوئی اسلامی مملکت کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے فوج کا محکمہ قائم کیا جس میں باقاعدہ لوگوں کو بھرتی کیا گیا اور ان کی تنخواہیں مقرر کی گئیں تاکہ بوقت ضرورت اس بات کا انتظار نہ کرنا پڑے کہ لوگ اکٹھے ہوں اور جہاد شروع کیا جا سکے۔ محکمہ فوج کے قیام کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ، فلسطین، اردن، حمص، دمشق، مصر، فسطاط، موصل، بصرہ اور کوفہ میں فوجی مراکز قائم کیے۔ اس کے علاوہ اسلامی مملکت کے مختلف حصوں میں چھاؤنیوں کی تعمیر کی گئی، بیرکوں کی تعمیر کی گئی اور اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ فوج کی باقاعدہ تربیت کی جائے اور انہیں ہر قسم کی سہولیات میسر کی جائیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فوج کی آسانی کے لئے بہت سے انتظامات کیے جن میں کوچ کی حالت میں فوج کو حکم تھا کہ وہ جمعہ کے روز قیام کریں تاکہ تازہ دم ہونے کے بعد اپنا سفر جاری رکھ سکیں۔ فوج کو دوسرے علاقوں میں بھجواتے وقت اس بات کا خیال رکھا جاتا کہ فوج کو وہاں کس قسم کے حالات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ فوجی لشکر کے ساتھ قاضی، محاسب، طبیب، جراح، مترجم اور افسر خزانہ کا تقرر کیا جاتا تاکہ دورانِ جنگ کسی بھی قسم کی مشکل کا سامنا نہ ہو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فوج کے حساب کتاب کے لئے ایک علیحدہ فوجی دفتر قائم کیا جہاں ہر فوجی کا حساب کتاب رکھا جاتا تھا۔ شہید ہونے والے فوجی کے لواحقین کی بھرپور مالی امداد کی جاتی تھی۔ زخمی ہونے والے فوجیوں کو باقاعدہ ماہانہ وظائف دیئے جاتے تھے۔ فوجیوں کی چھٹیوں اور دیگر معاملات کا حساب کتاب بھی اس محکمہ کے ذمہ تھا۔ اس محکمہ کے ذمہ یہ بھی کام تھا کہ وہ ہر سال فوج میں نئی بھرتیاں بھی کریں تا کہ بوقت ضرورت فوج کی کثیر تعداد موجود ہو۔

جنگ کی تیاریوں کے لئے باقاعدہ اصطبل قائم کیا گیا تھا جس میں ہر وقت چار سے پانچ ہزار گھوڑے موجود ہوتے تھے جن کی دیکھ بھال بھی فوجی ناظم الامور کے ذمہ تھی۔ اس کے علاوہ دورانِ جنگ رسد کی فراہمی کے لئے فوجی دفتر کا ایک ذیلی محکمہ قائم کیا گیا جس کے ذمہ دورانِ جنگ فوجیوں کو بوقت ضرورت رسد کی فراہمی تھی۔ فوج کے لئے خوراک اور لباس کا بھی انتظام کیا گیا تھا اور اس مقصد کے لئے یہ اعلان کیا گیا تھا کہ فوج صرف عربی لباس استعمال کرے اور عمامہ سر پر باندھنا ضروری تھا۔ فوج کے لئے ایک ضابطہ اخلاق تیار کیا گیا تھا جس کی پابندی ہر فوجی پر ضروری تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فوج کو اس طرح ترتیب دیا جاتا تھا۔

قلب	سپہ سالار اس حصے میں موجود رہتا تھا
مقدمہ	قلب کے آگے قدرے فاصلے پر چلتا تھا
میمنہ	قلب کے دائیں جانب رہتا تھا
میسرہ	قلب کے بائیں جانب رہتا تھا

ساقہ	قلب کے پیچھے چلتا تھا
طلیعہ	جس کا کام دشمنوں کی فوج کی نقل وحرکت پر نظر رکھنا تھا
رد	ساقہ سے بھی پیچھے فوج کو عقب سے تحفظ دیتا تھا
رائد	فوج کے لئے کھانے پینے کا انتظام کرتا تھا
رکبان	شتر سوار دستہ تھا
فرسان	گھڑ سوار دستہ تھا
راجل	پیدل دستہ تھا
رماۃ	تیر اندازوں کا دستہ تھا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قلعوں پر سنگ باری کے لئے منجنیق اور دبابے تیار کروائے تاکہ قلعوں پر حملہ کرنے میں آسانی رہے۔ اس کے علاوہ خبر رسانی اور جاسوسی کا شعبہ بھی قائم کیا گیا تاکہ حملہ سے پہلے دشمنوں کی فوج کے بارے میں اطلاعات بروقت ملتی رہیں۔ اس کے علاوہ ہر لشکر کے ہمراہ پرچہ نویس کا انتظام کیا جو جنگ کے تمام احوال بروقت آپ رضی اللہ عنہ کو پہنچانے کا ذمہ دار تھا۔ اس کے علاوہ فوج کے راستے کو صاف کرنے اور ان کے گزرنے کے لئے دریاؤں پر پل بنانے کے لئے ایک علیحدہ محکمہ قائم کیا گیا تاکہ فوج کی نقل وحرکت میں کسی بھی قسم کی کوئی رکاوٹ کھڑی نہ ہو۔

تعلیمی نظام وضع کرنا:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا شمار ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا تھا جو دورِ جہالت میں بھی پڑھے لکھے تھے اور اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی تعلیم سے دوسرے لوگوں کو بھی مستفیض کیا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں تعلیم

کے لئے بھی باقاعدہ ایک محکمہ قائم کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نصابِ تعلیم میں قرآن پاک کی ناظرہ تعلیم اور حفظ قرآن پاک، عربی لغت اور عربی ادب کی تعلیم کو نصابِ تعلیم کا جزو بنایا اور اس مقصد کے لئے اساتذہ کا بندوبست بھی کیا جو ان شعبوں کے ماہر تھے۔ رفتہ رفتہ جب نظام تعلیم چل پڑا تو آپ رضی اللہ عنہ نے نظامِ تعلیم میں حدیث وفقہ کی تعلیم اور فن کتابت کو بھی اس نصاب کا حصہ بنا دیا۔ اس کے علاوہ ہر طالب علم کو نیزہ بازی، شمشیر زنی، تیر اندازی، نشانہ بازی اور شہسواری کی بھی خاص تعلیم دی جاتی تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نظامِ تعلیم کو روانی سے چلانے کے لئے ان اساتذہ کا بندوبست کیا جو حفاظ تھے، مفسر تھے، محدث تھے، فقیہہ تھے، ادیب تھے، مجاہد تھے اور خاص کر بارگاہِ نبوی ﷺ سے فارغ التحصیل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اساتذہ کی معقول تنخواہیں مقرر کیں تاکہ وہ دلجمعی سے طلباء کو تعلیم دے سکیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نظامِ تعلیم کو روانی سے چلانے کے لئے مدارس تعمیر کروائے اور ہر مسجد کے ساتھ مدرسہ کی تعمیر پر بھی بھرپور توجہ دی۔ الغرض آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ماحول کے مطابق اور وقت کے تقاضوں کے مطابق شعبہ تعلیم پر بھرپور توجہ دی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نزدیک تعلیم کا پہلا مقصد یہ تھا کہ توحید کے دیوانے تیار کئے جائیں جو کہ راہِ حق کے متلاشی ہوں اور ان کا مقصد حیات صرف توحید ہو۔ لوگوں کے دلوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ اجاگر کیا جائے اور ان کو حضور نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر زندگی گزارنے کی تعلیم دی جائے۔ لوگوں کو رشتہ اخوت میں باندھا جائے اور انہیں [illegible]

کو مفید شہری بنایا جائے تا کہ وہ معاشرے میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جائیں۔

انصاف کی فراہمی کے لئے عدلیہ کے قیام کا فیصلہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کا بلاشبہ سب سے بڑا کارنامہ آزاد عدلیہ کا قیام تھا تا کہ لوگوں کو فوری اور ہر قسم کے تعصب سے بالاتر ہو کر انصاف مہیا کیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس مقصد کے لئے مجلس شوریٰ کے اراکین کو ہی قاضی کے فرائض سونپے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قاضیوں کی تقرری کے بعد ان کے لئے ذیل کا ضابطہ اخلاق تیار کیا۔

۱۔ قاضی کا سلوک سب لوگوں کے ساتھ یکساں ہونا چاہئے۔

۲۔ مقدمہ کی پیشی کی ایک تاریخ مقرر کی جائے۔

۳۔ اگر مقررہ تاریخ پر مدعا علیہ حاضر نہ ہو تو مقدمہ کا فیصلہ اس کے خلاف کیا جائے۔

۴۔ ثبوت کی فراہمی مدعی کے ذمہ ہے۔

۵۔ اگر مدعا علیہ کے پاس کوئی ثبوت یا گواہی موجود نہ ہو تو اس سے اس معاملہ پر قسم لی جائے۔

۶۔ ہر مسلمان گواہی دینے کے قابل ہے مگر جو سزا یافتہ یا جھوٹا ہو اس کی گواہی تسلیم نہ کی جائے۔

۷۔ اخلاق کا تقاضا یہ ہے قاضی غصے میں نہ آئے۔

۸۔ امورِ قانونی کے علاوہ فریقین کو ہر حال میں صلح کی اجازت دی جائے۔

۹۔ قاضی اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرے۔

۱۰۔ قاتل، مقتول [illegible]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کر دیا تا کہ عدلیہ ہر حال میں آزاد رہے اور انصاف سے مبنی فیصلے کر سکے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عدلیہ میں رشوت کے خاتمے کے لئے مؤثر اقدامات کئے جس کے لئے قاضیوں کی تنخواؤں میں خاطر خواہ اضافہ کیا گیا تا کہ وہ رشوت کی طرف راغب نہ ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تعزیر و حدود کی سزاؤں کا تعین کیا۔ شراب نوشی کرنے والوں کی سزا چالیس کوڑوں سے اسی کوڑے کر دی گئی۔ اشتہاری ملزمین کی گرفتاری کے لئے اعلانات کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں پھانسی کی سزا رائج کی گئی۔ مجرموں کو قید میں رکھنے کے لئے با قاعدہ جیلیں بنائی گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے کسی بھی قانون کو نافذ کرنے سے پہلے تمام اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس سلسلے میں مشورہ کیا اور جب تمام اکابر کا کسی امر میں اتفاق ہوا اس کو قانونی حیثیت دی گئی۔

سن ہجری کا آغاز:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں با قاعدہ ہجری سال کا آغاز کیا اور اس مقصد کے لئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے نئے سال کا آغاز کیا اور سال کا آغاز محرم الحرام سے کیا گیا۔

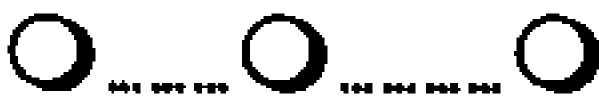
اشاعت اسلام:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں دین کی اشاعت کے لئے بڑھ چڑھ کر کام کیا اور دین اسلام کی تبلیغ کے لئے دور دراز علاقوں میں وفود بھیجے۔ مفتوحہ علاقوں میں لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنے کے لئے معلمین

کا انتظام کیا جو ان علاقوں میں جا کر لوگوں کو اسلامی تعلیمات اور توحید کا درس دیتے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں اپنی فوج کو ہدایت کر رکھی تھی وہ کسی کو زبردستی اسلام قبول کرنے پر مجبور نہ کریں بلکہ انہیں اپنے اخلاق سے متاثر کریں تاکہ یہ مشہور نہ ہو کہ اسلام تلوار کی زور پر پھیلا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے دین میں زبردستی نہیں یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بے شمار فتوحات کے علاوہ لاکھوں لوگ دائرہ اسلام میں بھی داخل ہوئے اور دین اسلام کی اشاعت میں پیش پیش رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی دور اندیشی اور معاملہ فہمی کی بدولت لوگوں کے دلوں میں اسلام کی حقانیت واضح ہوئی اور دین اسلام کی بہتر اور درست طریقے سے اشاعت ممکن ہوئی۔

سب کارنامے زندہ جاوید اس کے ہیں
اسلام کا وقار و حشم سر بسر عمر رضی اللہ عنہ



دورِ خلافت میں پیش آنے والے اہم امور

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جو اہم امور پیش آئے یا پھر وہ کام جو آپ رضی اللہ عنہ کی دوراندیشی کا ثبوت تھے اور خدمت خلق پر مبنی تھے ذیل میں ان کا تذکرہ مختصراً کیا جا رہا تا کہ قارئین کے لئے ذوق کا باعث بنیں۔

شاید تم اپنے ساتھی کو اس کا اہل سمجھتے ہو؟:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں میں ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک آپ رضی اللہ عنہ نے سانس لیا۔ مجھے گمان ہوا کہ شاید آپ رضی اللہ عنہ کی پسلیاں ہٹ گئی ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ کا یہ سانس کسی شر کے خوف سے نکلا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں! شر کی وجہ سے، میں نہیں جانتا کہ اپنے بعد اس امر (خلافت) کو کس کے سپرد کر کے جاؤں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا شاید تم اپنے ساتھی کو اس کا اہل سمجھتے ہو؟ میں نے کہا بیشک وہ اپنی سبقت فی الاسلام اور فضیلت کی وجہ سے اس کے اہل ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بے شک وہ ایسے ہی ہیں لیکن وہ ایسے آدمی ہیں کہ ان میں مزاح کی عادت ہے۔ یہ امر اس کے لئے ہے جو قوی ہو مگر اس میں اکڑ نہ ہو، نرم ہو مگر اس میں کمزوری نہ ہو، سخی ہو مگر فضول خرچ نہ ہو، مال روکنے والا ہو مگر بخیل نہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ تمام اوصاف بیک وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں موجود تھے۔

خلیفہ اور بادشاہ میں فرق:

حضرت سفیان بن ابی عوجا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے
میں نہیں جانتا کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ؟"

حضرت سفیان بن ابی عوجا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں محفل میں موجود ایک شخص نے اٹھ کر کہا امیر المومنین! خلیفہ اور بادشاہ میں بہت فرق ہے، خلیفہ بجز حق کے کچھ نہیں لیتا اور جو کچھ لیتا ہے اسے سوائے حق کے کہیں خرچ نہیں کرتا اور آپ رضی اللہ عنہ الحمدللہ خلیفہ ہیں، بادشاہ تو عوام پر ظلم ڈھاتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کی بات سن کر خاموش ہو گئے۔ پھر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا۔

"اگر آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی زمین سے ایک درہم یا اس
سے کم و بیش وصول کیا پھر اس کو غیر حق میں استعمال کیا تو
آپ رضی اللہ عنہ بادشاہ ہیں خلیفہ نہیں۔"

حضرت سفیان بن ابی عوجا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

وہ موت کے قریب ہی ہیں:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ امیر المومنین

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب ملک شام میں طاعون کی وبا کے متعلق سنا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ مجھے تمہاری کچھ ضرورت درپیش ہے اس لئے تم میرا خط ملتے ہی فوراً واپس چلے آؤ۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے جب خط پڑھا تو جواباً آپ رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ میں آپ رضی اللہ عنہ کی ضرورت سمجھ چکا ہوں اس وقت میں اپنے لشکر میں موجود ہوں اور میں خود کو لشکر پر ترجیح نہیں دینا چاہتا، آپ رضی اللہ عنہ اس کو باقی رکھنا چاہتے ہیں جو باقی رہنے والا نہیں۔ میرا خط آپ رضی اللہ عنہ کو ملے تو میری معذرت قبول فرمالیں اور مجھے میرے لشکر میں رہنے دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب خط ملا تو آپ رضی اللہ عنہ رو دیئے۔ حاضرین محفل نے پوچھا کہ کیا حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں! گویا وہ موت کے قریب ہی ہیں۔

آزاد شخص کی ماں نہ بیچی جائے:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا ایک بچے کے رونے کی آواز سنائی دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا۔

''اے بریدہ (رضی اللہ عنہ)! جاؤ اور معلوم کرو کہ یہ بچہ کیوں رو رہا ہے؟''

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں باہر آیا اور آ کر آپ رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا کہ قریش کی ایک جاریہ ہے جس کی ماں بیچی جا رہی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسی وقت مہاجرین اور انصار کو بلایا۔ کچھ ہی دیر میں تمام لوگ اکٹھے ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کی حمد و ثناء بیان کی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے کے بعد فرمایا۔

''اے لوگو! کیا تمہیں معلوم ہے جو چیز حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ لے کر آئے اس میں قطع رحم کا بھی ذکر ہے۔''

لوگوں نے کہا ہمیں علم نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سورۂ محمد کی آیت تلاوت فرمائی جس کا مفہوم ہے۔

''اگر تم کنارہ کش ہو گے تو یہ احتمال ہے کہ تم دنیا میں فساد مچاؤ گے اور قطع تعلق کرو گے۔''

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اس سے بڑھ کر کوئی قطع رحمی نہیں کہ ایک آدمی کی ماں تم میں سے بیچی جا رہی ہے حالانکہ اللہ عزوجل نے تم لوگوں کو بہت وسعت دے رکھی ہے۔''

اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ فتویٰ جاری کر دیا کسی آزاد شخص کی ماں نہ بیچی جائے گی۔

میں تجھے اپنا دیا ہوا عہدہ واپس لیتا ہوں:

حضرت ابوعثمان نہدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک بنی اسدی کو کسی عمل پر عامل بنایا۔ وہ اسدی آیا اور آپ رضی اللہ عنہ اس سے عہد لینے لگے اس دوران ایک بچہ آ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس بچے کو گود میں اٹھا لیا اور اس کا بوسہ لیا۔ اس اسدی نے یہ دیکھ کر کہا امیر المومنین! اللہ کی قسم میں نے تو کبھی کسی بچے کا بوسہ نہیں لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس اسدی کی بات سن کر فرمایا۔

''اللہ عزوجل کی قسم تو لوگوں میں سب سے زیادہ قلیل الرحم ہے اس لئے میں تجھے اپنا دیا ہوا عہدہ واپس لیتا ہوں۔''

خدمت خلق کا جذبہ:

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ روزانہ رات کو گشت کیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ کا گزر ایک جگہ سے ہوا جہاں آپ رضی اللہ عنہ نے ایک گھر میں چھوٹے چھوٹے بچوں کو روتے ہوئے دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان بچوں کی ماں سے بچوں کے رونے کی وجہ پوچھی تو اس عورت نے کہا یہ بھوک سے روتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو اس ہانڈی میں کیا ہے جو تو نے چولہے پر چڑھا رکھی ہے؟ اس عورت نے کہا گھر میں پکانے کو کچھ نہیں اور میں نے بچوں کو تسلی دینے کی خاطر ہانڈی میں پانی ڈال کر اسے چولہے پر چڑھا رکھا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس عورت کی بات سن کر رو دیئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اسی وقت بیت المال گئے اور وہاں سے آٹا، گھی، کھانے کا سامان، کھجوریں، کپڑے اور درہم ایک تھیلے میں ڈالے اور مجھ سے کہا کہ اے اسلم (رضی اللہ عنہ)! یہ تھیلا مجھ پر لاد دو۔ میں نے عرض کیا امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ یہ تھیلا میرے کندھے پر رکھ دیں میں اس تھیلے کو اس عورت کے گھر پہنچا دیتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے میں ہی لے کر جاؤں گا کیونکہ اس عورت کے متعلق آخرت میں مجھ سے سوال کیا جائے گا۔

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے وہ تھیلا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر لاد دیا اور وہ اس تھیلے کو لے کر اس عورت کے گھر چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے گھر جانے کے بعد وہ سامان اتارا اور اپنے ہاتھوں سے خود کھانا تیار کر کے اس عورت کے بچوں کو کھلایا۔ جب ان بچوں کا پیٹ بھر گیا تو آپ رضی اللہ عنہ اس عورت کے مکان سے نکلے اور اس عورت کے مکان کے باہر یوں بیٹھ گئے جیسے کوئی درندہ بیٹھتا ہے۔ اسی دوران میں آپ رضی اللہ عنہ سے بات کرنے میں

خوف محسوس کر رہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کچھ دیر اس عورت کے مکان کے باہر بیٹھے رہے یہاں تک کہ اس عورت کے بچے ہنسنے کھیلنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اے اسلم (رضی اللہ عنہ)! تجھے پتہ ہے میں اس عورت کے مکان کے باہر کیوں بیٹھا؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے جب پہلے دیکھا تو یہ بچے رو رہے تھے اور اب جب میں نے انہیں کھانا کھلا دیا تو میں نے ارادہ کیا کہ میں اس وقت تک اس مکان سے نہ جاؤں گا جب تک میں ان بچوں کو ہنستا ہوا نہ دیکھ لوں۔

حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا کو چادر دینے کا فیصلہ:

حضرت محمد بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت شفاء بنت عبداللہ عدویہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک آدمی بھیجا وہ صبح ان کے پاس آئیں۔ حضرت شفاء بنت عبداللہ عدویہ رضی اللہ عنہا آئیں تو اس وقت حضرت عاتکہ بنت اسید بن ابی العیص رضی اللہ عنہا بھی آپ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دو یمنی چادریں منگوائیں جس میں سے قیمتی چادر انہوں نے حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا کو دے دی اور کم درجہ چادر حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کو دی۔ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا میں نے اسلام لانے میں عاتکہ (رضی اللہ عنہا) سے جلدی کی اور میں تمہاری چچیری بہن بھی ہوں، تم نے میرے پاس آدمی بھیجا جبکہ عاتکہ (رضی اللہ عنہا) تمہارے پاس خود چل کر آئی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ چادر میں نے تمہارے لئے ہی رکھی تھی لیکن جب تم دونوں جمع ہو گئیں تو مجھے یاد آیا حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا تمہاری نسبت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہیں اس لئے میں نے اپنی قرابت پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کو ترجیح دی۔

حضرت حفاف رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو اونٹ دینے کا فیصلہ:

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بازار گیا۔ بازار میں ایک نوجوان عورت آپ رضی اللہ عنہ سے ملی۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا امیر المومنین! میرا شوہر وفات پا چکا ہے اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گیا ہے، خدا کی قسم! مجھے ان کے لئے بکری کے پائے تک پکانے کو میسر نہیں، نہ ہی ان کے لئے کھیتی باڑی کرنے کو کوئی زمین ہے، ان کے لئے دودھ کا جانور نہیں، مجھے خوف ہے کہ کہیں یہ اس قحط کا شکار نہ ہو جائیں، میں حفاف رضی اللہ عنہ بن ایماء غفاری کی بیٹی ہوں اور میرے باپ صلح حدیبیہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے فرمایا کہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ قریب کا ہی نسب نکل آیا اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ اپنے گھر تشریف لائے اور اپنے اونٹ پر دو بڑے بڑے تھیلے کھانے سے بھرے لادے اور ان دونوں کے بیچ میں سامانِ خرچ اور کپڑا رکھا۔ پھر اس عورت کی جانب گئے اور اس اونٹ کی نکیل اس کے ہاتھ میں پکڑا دی اور فرمایا۔

"اسے لے لو اور اسے کھینچ کر لے جاؤ یہاں تک کہ اللہ عزوجل اور مال عطا فرمائے گا۔"

ایک آدمی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو بہت دے دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"اللہ تیری ماں گم کرے اس کا باپ حدیبیہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا، اللہ کی قسم میں نے اس کے بھائی اور باپ کو دیکھا ہے جنہوں نے ایک عرصے تک قلعہ کا محاصرہ کیا اور

پھر اللہ عزوجل نے ہمیں فتح نصیب فرمائی اور ہمارے حصے
بہت سا مالِ غنیمت آیا۔''

حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کو یمنی چادریں دینے کا فیصلہ:

حضرت محمد بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس یمن سے دو چادریں آئیں۔ لوگوں نے وہ چادریں آپ رضی اللہ عنہ کو پہنا دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ وہ چادریں پہن کر منبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس دوران دیکھا کہ حضرت سیّدنا امام حسن اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہم اپنی والدہ حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکلے اور ان کے کندھوں پر اس وقت کچھ نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے رونے کی وجہ دریافت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اس بات پر رونا آ رہا ہے کہ میرے پاس دو چادریں ہیں جبکہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے پاس ایک بھی چادر نہیں۔ میرے پاس جو چادریں ہیں وہ ان کے لئے بڑی ہیں۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے یمن خط لکھا اور دو چادریں حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے لئے منگوائیں۔ جب دونوں چادریں آپ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے خود حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے پاس جا کر انہیں وہ دونوں چادریں پہنائیں۔

بیٹے کو مال نہ دینے کا فیصلہ:

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہما کو دیکھا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا اے امیر المومنین! ہمارے پاس جلولا کے زیوروں میں سے کچھ زیور آئے ہیں اور ان میں چاندی کا ایک برتن

بھی ہے اگر آپ رضی اللہ عنہ کو کسی دن فرصت ہو تو انہیں آ کر دیکھ لیجئے گا اور اس کے بارے میں جو چاہیں ہم حکم دیجئے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تم مجھے فارغ دیکھو مجھے اطلاع دے دینا چنانچہ ایک دن حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہما آئے تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو فارغ دیکھا تو کہا کہ آج میں آپ رضی اللہ عنہ کو فارغ دیکھ رہا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں! تم میرے لئے چمڑے کا بستر بچھاؤ میں آ رہا ہوں۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ بیت المال تشریف لے گئے اور مال کے پاس کھڑے ہو کر آپ رضی اللہ عنہ نے سورۃ آل عمران کی آیت تلاوت کی جس میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

''اکثر لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں کی ہوتی ہے جیسے عورتیں ہوئیں، بیٹے ہوئے، سونے چاندی کے ڈھیر ہوئے، نمبر لگے ہوئے گھوڑے، مویشی ہوئے، زراعت ہوئی، یہ چیزیں دنیوی استعمال کی ہیں اور انجام کار کی خوبی اللہ کے پاس ہے۔''

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سورۃ الحدید کی آیت تلاوت کی جس کا ترجمہ ہے۔

''جو چیز تم سے جاتی رہے اس پر رنج نہ کرو اور جو چیز تم کو عطا کی جائے اس پر اتراؤ نہیں اور اللہ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان آیات کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

''اے اللہ! تو ہم کو ان لوگوں میں کر دے جو اسے حق میں خرچ کریں اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس (مال) کی شرارت سے۔''

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس دوران حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ) آ گئے، انہوں نے اپنے والد سے کہا کہ ایک انگوٹھی مجھے ہبہ کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنی ماں کے پاس جاوہ تجھے ستو پلائے۔

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں خدا کی قسم! حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو کچھ نہ دیا۔

بیت المال سے مال نہ لینے کا فیصلہ:

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تجارت کرتے تھے اور خلیفہ بننے کے بعد بھی اکثر و بیشتر اپنا تجارتی سامان کسی تجارتی قافلے کے ہاتھ بھیجا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے ملک شام اپنا تجارتی سامان بھیجنے کے لئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے چار ہزار دینار بطورِ قرض لینے کے لئے ان کے پاس آدمی بھیجا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے کہا۔

"انہیں کہو کہ وہ بیت المال سے قرض لے لیں اور بعد میں یہ قرض بیت المال کو واپس لوٹا دیں۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا یہ قول گراں گزرا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ملاقات جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تم نے یہ بات کہی تھی پس اگر میں اس مال کے لوٹانے سے پہلے مر جاتا تو تم لوگ کہتے کہ امیر المومنین نے مال لیا تھا اور میں اس مال کے عوض قیامت کے روز پکڑا جاتا۔ میرا ارادہ تھا کہ میں وہ مال تم سے لیتا کیونکہ اگر میں مر بھی جاتا تو تم وہ مال میرے سے وصول کر لیتے۔

اطاعت خداوندی اور اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ:

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ مسلمانوں کے بیت المال کو ہر ماہ میں ایک مرتبہ تقسیم کر دیا کرو۔ پھر کچھ عرصہ بعد فرمایا کہ تم بیت المال کو ہر جمعہ تقسیم کیا کرو۔ پھر کچھ عرصہ گزرنے کے بعد فرمایا کہ تم بیت المال کو ہر دن میں ایک مرتبہ تقسیم کیا کرو۔ کسی نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا بیت المال میں سے کچھ مال کو باقی بھی رہنے دیں تا کہ بوقت ضرورت کام آ سکے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ عزوجل نے مجھے اس امر کی دلیل کی تلقین کی اور اس امر کی شرارت سے مجھے بچالیا۔ میں اس کے لئے اس طرح تیاری کروں گا جس طرح مجھ سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کی تھی اور وہ اللہ عزوجل اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے۔

عوف (رضی اللہ عنہ) درست کہتا ہے:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے زیادہ بڑھ کر منصف کسی کو نہیں دیکھا اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ افضل ہیں۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے ان کی بات سن کر فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی بات کی تائید کرتے ہوئے فرمایا۔

''عوف (رضی اللہ عنہ) درست کہتا ہے۔ اللہ کی قسم! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ تھے اور میں اپنے گھر

وہ میرے گھر کے کام کرتا ہے:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ رات کی تاریکی میں گھر سے نکلے۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو یوں اندھیرے میں نکلتا دیکھ لیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے چل دیئے تاکہ دیکھیں آپ رضی اللہ عنہ کہاں جاتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ ایک گھر میں داخل ہوئے اور کچھ دیر بعد جب اس گھر سے نکلے تو ایک اور گھر میں داخل ہوئے اور وہاں بھی کچھ دیر رکنے کے بعد واپس لوٹ گئے۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ صبح کے وقت پہلے گھر گئے اور وہاں ایک اندھی اور بوڑھی اپاہج عورت رہتی تھی۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا رات کی تاریکی میں ایک شخص یہاں آیا تھا وہ کون کیا ہے اور یہاں کیوں آتا ہے؟ وہ عورت بولی وہ شخص فلاں وقت سے میرے گھر آ رہا ہے اور وہ میرے گھر کے کام کرتا ہے اور گھر کی صفائی وغیرہ کر کے چلا جاتا ہے۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے اس بوڑھی اپاہج عورت کی بات سنی تو خود سے کہا۔

"اے طلحہ (رضی اللہ عنہ)! تیری ماں گم ہو تو کیسے عمر (رضی اللہ عنہ) کے نقش قدم پر چل سکتا ہے؟"

یہودیوں کو خیبر سے جلاوطن کرنے کا فیصلہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہم اپنی ان زمینوں کی جانب گئے جو انہیں خیبر میں ملی تھیں۔ رات کے وقت تینوں حضرات اپنی اپنی زمینوں پر الگ الگ جگہ پر سو گئے۔ رات کے وقت کسی یہودی نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جو اس وقت اپنے والد کے

ہمراہ تھے ان کی کلائی شرارت سے موڑ دی جس پر وہ درد سے چلا اٹھے۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ شور سے اٹھے اور اس یہودی کو پکڑنے کے لئے لپکے مگر وہ یہودی فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر اس واقعہ کا ذکر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کیا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ یہودیوں کو خیبر سے جلاوطن کر دیا جائے چنانچہ اس کے بعد خیبر کو یہودیوں سے خالی کروا لیا گیا۔

قبر کے لئے یہی سامان کافی ہے:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو کجاوے کی چادر لپیٹے ہوئے دیکھا اور گھوڑے کو دانہ کھلانے والے تھیلے کو انہوں نے تکیہ بنا رکھا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تمہارے ساتھیوں نے مکان اور سامان بنا لئے مگر تم نے کچھ نہیں بنایا؟ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے کہا امیر المومنین! قبر کے لئے یہی سامان کافی ہے۔

ایک تلوار اور ایک ڈھال:

روایات میں آتا ہے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ملک شام گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا میرا بھائی کہاں ہے؟ لوگوں نے پوچھا کون سا بھائی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابوعبیدہ (رضی اللہ عنہ)۔ لوگوں نے کہا وہ بھی ابھی کچھ دیر میں آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آ جائیں گے۔ پھر کافی دیر گزر گئی اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ تشریف نہ لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ خود ہی ان کے گھر تشریف لے گئے اور دیکھا کہ گھر میں صرف ایک تلوار اور ایک ڈھال موجود تھی۔

میرا تمہارے متعلق یہی گمان ہے:

اہل کوفہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی نماز کی شکایت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفہ سے بلوایا اور کہا اہل کوفہ تمہاری نماز کے متعلق شکایت کرتے ہیں؟ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا۔

''میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند نماز پڑھتا ہوں اور اس میں کچھ کمی وبیشی نہیں کرتا۔ میں انہیں پہلی دو رکعتیں لمبی پڑھاتا ہوں اور پھر دو رکعتیں مختصر پڑھاتا ہوں۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو کہا میرا تمہارے متعلق یہی گمان ہے۔

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو تسلیم کرنا:

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی توسیع کا ارادہ کیا تو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد مکانات خرید کر انہیں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل کرنے کا ارادہ کیا۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملحقہ مکانوں میں ایک مکان حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا تھا۔ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے اس مکان کو فروخت کرنے سے انکار کر دیا چنانچہ دونوں حضرات حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس فیصلے کے چلے گئے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فیصلہ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے حق میں کرتے ہوئے کہا کہ کسی حاکم کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنی رعایا کی ملکیت کو زبردستی خرید فرمائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ان کا یہ فیصلہ قرآن کی روشنی میں

ہے یا سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں؟ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میرا فیصلہ سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو تسلیم کر لیا۔ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے اس فیصلے کے بعد اپنا مکان فی سبیل اللہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دے دیا تا کہ وہ مسجد نبوی ﷺ کی توسیع فرمائیں۔

انصاف کا تقاضا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مصر کے باشندوں میں سے ایک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایامِ حج کے دوران حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا امیر المومنین! مجھے پناہ دیجئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے امان دی تو اس نے عرض کیا کہ میرا مقابلہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے محمد بن عمرو سے دوڑ کا مقابلہ ہوا۔ میں اس سے دوڑ جیت گیا تو اس نے مجھے کوڑے مارنا شروع کر دیئے اور کہتا گیا کہ میں بڑے آدمی کا بیٹا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بات سن کر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور پھر اس مصری کو کوڑا دیتے ہوئے حکم دیا وہ ان کو مارنا شروع کر دے۔ اس مصری نے کوڑے مارنا شروع کئے تو آپ رضی اللہ عنہ ساتھ ساتھ فرماتے جاتے۔

''مار ملامت کئے گئے ہوئے کے بیٹے کو۔''

ایک جاریہ کو انصاف فراہم کرنا:

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک جاریہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی کہ میرے

آقا نے مجھ پر الزام لگایا اور مجھے آگ پر بٹھایا یہاں تک کہ میری پیشاب گاہ جل گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تیرے آقا نے وہ عیب خود دیکھا جس کا اس نے الزام لگایا۔ اس جاریہ نے کہا نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو طلب کیا اور اس شخص سے دریافت کیا کیا تو نے اس عورت میں وہ عیب دیکھا جس کا تو نے اس پر الزام لگایا؟ اس شخص نے کہا نہیں! میں نے اس میں عیب نہیں دیکھا بس مجھے اس کے بارے میں بدگمانی پیدا ہوگئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اللہ عزوجل کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ غلام اپنے آقا سے اور بچہ اپنے والد سے قصاص نہ لے اور اگر میں نے یہ نہ سنا ہوتا تو میں تجھ سے اس کا بدلہ ضرور لیتا۔''

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو سو کوڑے لگائے اور اس عورت کو آزاد کر دیا اور فرمایا۔

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جس کی صورت بگاڑی گئی یا جو آگ میں جلایا گیا وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام ہے۔''

حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کو مال عطا کرنا:

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیت المال میں لوگوں کو مال تقسیم کر رہے تھے کہ کچھ مال بچ گیا۔ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر موسیٰ علیہ السلام کے چچا زندہ ہوتے تو کیا تم لوگ ان کی عزت نہ کرتے؟ آپ رضی اللہ عنہ اور دیگر حاضرین نے بیک زبان ہو کر کہا

ہاں ہم ان کی عزت کرتے۔ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو کیا میں تمہارے نزدیک اس بچے ہوئے مال کا زیادہ حق دار نہیں کیونکہ میں حضور نبی کریم ﷺ کا چچا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا تو لوگوں نے کہا کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ بچا ہوا مال حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا۔

لوگوں کی اجازت سے شہد لینے کا فیصلہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک دن منبر پر تشریف لائے۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی طبیعت ناساز تھی اور حکیم نے آپ رضی اللہ عنہ کو شہد تجویز کیا تھا۔ اس وقت بیت المال میں شہد کی ایک کپی موجود تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ مجھے اجازت دو تو میں اسے لے لوں ورنہ وہ میرے لئے حرام ہے۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی جس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے شہد کی وہ کپی حاصل کی۔

حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کو پیٹھ پر سوار کرنے کا فیصلہ:

حضرت سیّدنا عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے والد کے گھر ایک پرنالہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے راستے میں تھا۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن نئے کپڑے پہنے وہاں سے گزرے تو اس پرنالے پر والد بزرگوار نے دو مرغیاں ذبح کیں اور ان کے خون پر پانی بہایا اور وہ خون ملا پانی آپ رضی اللہ عنہ کے کپڑوں پر گرا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس پرنالے کو وہاں سے اکھاڑنے کا حکم دیا اور خود لباس تبدیل کر کے دوبارہ آئے اور لوگوں کی نماز میں امامت کی۔ نماز کے بعد والد بزرگوار نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا یہ پرنالہ یہیں رہے گا اور اسے حضور نبی کریم ﷺ نے لگایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ [illegible]

جب تک آپ رضی اللہ عنہ میری پیٹھ پر سوار ہو کر وہ پرنالہ نہ لگائیں گے اور پھر والد بزرگوار نے آپ رضی اللہ عنہ کی پیٹھ پر سوار ہو کر پرنالہ لگایا۔

یہ سب بھائی بھائی ہیں:

روایات میں آتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چار سو دینار لے کر ایک تھیلی میں ڈالے اور اپنے غلام سے کہا یہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاؤ اور انہیں دینے کے بعد گھر میں تھوڑی دیر کے لئے کسی کام میں مشغول ہو جانا اور دیکھنا وہ ان دیناروں کا کیا کرتے ہیں چنانچہ وہ غلام اس تھیلی کو ان کے پاس لے گیا اور عرض کیا امیر المومنین فرماتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ یہ دینار خود پر خرچ کریں۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ عزوجل ان پر رحم فرمائے اور پھر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے وہ دینار اپنی لونڈی کو دیئے اور کہا فلاں کو سات دینار دے دو اور فلاں کو پانچ دینار دے دو اور فلاں کو اتنے دینار دے دو اور یوں حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے وہ تمام دینار خرچ کر دیئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے غلام نے واپس آ کر تمام بات آپ رضی اللہ عنہ کے گوش گزار کر دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے چار سو دینار مزید تھیلی میں بند کر کے دیئے اور فرمایا یہ دینار تم معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاؤ اور دیکھو وہ ان کو کیسے خرچ کرتے ہیں؟ وہ غلام چار سو دینار لے کر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور عرض کیا امیر المومنین فرماتے ہیں انہیں اپنی ضرورت پر خرچ کر لیں۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ عزوجل ان کے حال پر رحم فرمائے اور پھر انہوں نے اپنی لونڈی سے کہا فلاں گھر اتنے دینار دے دو اور فلاں گھر اتنے دینار دے دو اور یوں انہوں نے بھی تمام دینار خرچ کر دیئے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ان سے کہا

ہم بھی مفلس ہیں ہمیں بھی کچھ عطا ہو۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے تھیلی میں ہاتھ ڈالا تو دو دینار نکل آئے اور وہ دینار انہوں نے اپنی بیوی کو دے دیئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے غلام نے واپس کر تمام ماجرا آپ رضی اللہ عنہ کو سنایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ سب بھائی بھائی ہیں اور مال کے متعلق ان سب کی رائے ایک ہی ہے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو تسلیم کرنا:

روایات میں آتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ تنازع پیدا ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم اپنے اور میرے درمیان فیصلے کے لئے کوئی منصف مقرر کر لو چنانچہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اس وقت کے قاضی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو فیصلے کے لئے مقرر کیا۔ جب دونوں حضرات حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر اپنی جگہ چھوڑ دی اور ان سے بیٹھنے کی درخواست کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں یہاں اس وقت اپنے اور ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) کے فیصلے کے لئے آیا ہوں اس لئے اس جگہ نہیں بیٹھ سکتا چنانچہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آپ دونوں کے مابین فیصلہ فرمایا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے تسلیم کر لیا۔

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو جہاد کی اجازت دینے کا فیصلہ:

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہا مجھے اجازت دیجئے کہ میں جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہیں اذان دینے میں کیا چیز مانع ہے؟ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ظاہری زمانہ

کو پایا اور اذان دی اور پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کہنے پر میں مدینہ منورہ میں رکا رہا اور اذان دی کیونکہ وہ میرے والی تھے اور پھر ان کا بھی وصال ہو گیا اور میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جہاد فی سبیل اللہ سے بڑھ کر کوئی دوسری عبادت نہیں ہے اور میں جہاد کا شوق رکھتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو جہاد پر جانے کی اجازت دے دی۔

بیٹوں کو مال بیت المال میں جمع کروانے کا حکم دینا:

جب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بصرہ کے گورنر تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دو صاحبزادے حضرت عبداللہ اور حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہم کسی مہم کے سلسلے میں عراق آئے۔ جب دونوں بصرہ پہنچے تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے دونوں کا استقبال کیا اور ان کی خاطر تواضع کی پھر جب وہ مدینہ منورہ روانہ ہونے لگے تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے انہیں صدقہ کا کچھ مال دیا اور کہا یہ امیر المومنین کو دے دینا اور اگر تم چاہو تو اس سے مالِ تجارت خرید لو اور جو نفع تمہیں ہو وہ تم رکھ لو اور اصل مال امیر المومنین کو دے دینا۔ ان دونوں صاحبزادگان نے کہا ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں والد بزرگوار ہم سے ناراض نہ ہوں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس کی اطلاع خود انہیں کر دوں گا اور پھر وہ تم پر ناراض نہ ہوں گے۔ پھر جب دونوں صاحبزادگان اس صدقہ کے مال سے مالِ تجارت خرید کر مدینہ منورہ پہنچے اور اس مال کو فروخت کیا تو انہیں کثیر منافع ملا اور انہوں نے وہ منافع خود رکھ کر اصل مال والد بزرگوار تک پہنچا دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کیا ابوموسیٰ (رضی اللہ عنہ) تمام لشکر کے ساتھ یہی معاملہ کرتا ہے؟ صاحبزادگان نے عرض کیا ایسا ہر ایک کے ساتھ نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس

کا مطلب یہ ہوا انہوں نے میرے بیٹے سمجھ کر تمہارے ساتھ یہ رعایت برتی ہے۔
صاحبزادگان نے عرض کیا یہی بات ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تم اصل رقم اور منافع دونوں ہی بیت المال میں جمع کروا دو۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو تنبیہ کرنا:

حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے اس دوران ایک شخص خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا امیر المومنین! کبھی کبھی وضو اور غسل کے لئے ہمیں مسلسل دو دو ماہ تک پانی میسر نہیں ہوتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تک مجھے پانی نہ ملے میں نماز نہیں پڑھوں گا حتیٰ کہ پانی مل جائے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ کو یاد ہوگا کہ ہم فلاں مقام پر اونٹ چرا رہے تھے اور ہمیں نہانے کی حاجت ہوئی میں نے مٹی میں لوٹیں لگائیں پھر ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور مسئلہ دریافت کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا تمہیں مٹی کافی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر مار کر پھونکا پھر منہ اور ہاتھوں کے کچھ حصے پر مسح فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عمار رضی اللہ عنہ! اللہ سے ڈرو یعنی تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو یوں بلاسوچے سمجھے بیان کرتے ہو۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا امیر المومنین! اگر آپ رضی اللہ عنہ کہیں تو میں اس حدیث کو بیان نہیں کروں گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کچھ تم بیان کرتے ہو اس کی ذمہ داری تم پر عائد ہوگی۔

بیٹے پر شرعی حد خود نافذ کرنے کا فیصلہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میرے بھائی

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ ابوسروعہ رضی اللہ عنہ نے شراب پی اور بدمست ہو گئے۔ اس وقت یہ دونوں مصر میں تھے۔ والد بزرگوار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ جو کہ مصر کے گورنر تھے ان کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی تو انہوں نے ان دونوں حضرات کو بلایا اور ان کے سر منڈوا دیئے۔ والد بزرگوار کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہلوا بھیجا کہ عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ) کو اونٹ کے کجاوے پر بٹھا کر میرے پاس بھیجو چنانچہ جس وقت عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ) مدینہ منورہ پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں اسی کوڑے لگائے۔ اس واقعہ کے ایک ماہ بعد عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ) وصال فرما گئے۔

حق فیصلہ کرنے کی توفیق:

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے جھگڑے کے فیصلے کے لئے آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دونوں طرف کا مؤقف سننے کے بعد یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ یہودی نے جب آپ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ سنا تو کہنے لگا۔

''خدا کی قسم! آپ رضی اللہ عنہ نے حق بات کا فیصلہ کیا۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے کوڑے سے ٹوکتے ہوئے فرمایا تجھے کیسے پتہ میں نے حق فیصلہ کیا ہے؟ یہودی نے کہا۔

''میں نے توریت میں لکھا دیکھا ہے جو قاضی حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے اس کے دائیں اور بائیں جانب دو فرشتے ہوتے ہیں جو اس کو راہِ راست پر قائم رہنے کی توفیق دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے۔''

زوجہ سے مال واپس لینے کا فیصلہ:

حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ بادشاہ روم کا ایلچی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا تو آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے کسی سے ایک دینار ادھار لے کر عطر خریدا اور اس کو شیشے کے برتنوں میں بند کر کے اس ایلچی کے ہاتھ روم کی ملکہ کو بھیج دیا۔ جب قاصد واپس پہنچا تو اس نے ملکہ روم کو وہ تحفہ پیش کیا۔ ملکہ روم نے ان برتنوں کو خالی کروانے کے بعد ان برتنوں کو جواہرات سے بھر کر اس ایلچی کو دیئے کہ وہ اسے آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ کے پاس لے جائے۔ جب اس ایلچی نے وہ جواہرات سے بھرے برتن آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ کو دیئے تو انہوں نے وہ برتن بستر پر الٹ دیئے۔ آپ رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بیوی سے ان جواہرات کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے سارا ماجرا بیان کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ جواہرات فروخت کر دیئے اور ایک دینار اپنی بیوی کو دیا اور باقی مال بیت المال میں جمع کروا دیا۔

بیٹے کو رقم بیت المال میں جمع کرانے کا حکم دینا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک اونٹ خریدا اور اسے چراگاہ میں لے گیا۔ جب وہ اُونٹ موٹا ہو گیا تو میں اسے بازار میں فروخت کرنے کے لئے لے گیا۔ اس دوران والد بزرگوار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بازار تشریف لے آئے۔ انہوں نے جب موٹا تازہ اُونٹ دیکھا تو دریافت کیا یہ اونٹ کس کا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ یہ اونٹ آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے میرا نام سن کر فرمایا۔

"واہ واہ عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کے کیا کہنے وہ تو امیر المومنین کا بیٹا

ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس دوران میں بھاگتا ہوا آپ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے دریافت کیا کہ یہ اونٹ کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا میں نے اونٹ خریدا اور اسے چراگاہ میں چھوڑ دیا جب وہ صحت مند ہو گیا تو میں اسے فروخت کرنے کے لئے بازار میں لے آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"تم نے اونٹ چراگاہ میں چھوڑ دیا اور لوگوں نے اس ڈر سے اس کا خیال رکھا کہ یہ امیر المومنین کے بیٹے کا اونٹ ہے اس کا خیال رکھو۔ اب تم اس اونٹ کو فروخت کرنے کے بعد اپنی اصل رقم خود رکھو اور باقی رقم بیت المال میں جمع کرواؤ۔"

عدلِ فاروقی رضی اللہ عنہ کا واسطہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدائن کسریٰ کی طرف ایک اسلامی لشکر روانہ کیا۔ جب اسلامی لشکر دریائے دجلہ کے کنارے پر پہنچا تو دریا کو عبور کرنے کے لئے کوئی جہاز یا کشتی وغیرہ نہ تھی۔ اس لشکر کے جرنیل حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ صورتحال دیکھ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ لشکر سے نکل کر دریا کے کنارے آگے کی طرف بڑھے اور فرمایا اے دریا! اگر تو اللہ عزوجل کے حکم سے بہتا ہے تو ہم تجھے خدمت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور عدلِ فاروقی رضی اللہ عنہ کا واسطہ دیتے ہیں تو ہمیں راستہ دے دے تا کہ ہم دریا پار کر لیں۔ یہ بات دریا سے کہنے کے بعد دونوں دلیر اور بہادر سپہ سالاروں نے اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے اس کے ساتھ ہی جب اسلامی لشکر نے اپنے سپہ سالاروں کو یوں دریا میں گھوڑے ڈالتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے بھی ان کی پیروی کرتے ہوئے اپنے گھوڑے

دریا میں ڈال دیئے اور پھر دریا نے انہیں راستہ دے دیا اور اسلامی لشکر صحیح سلامت دریا کے پار چلا گیا۔

قحط کے دوران آپ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رماط کے سال لوگ قحط سالی کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو مقرر کیا جو ان کی ضروریات کا خیال رکھیں اور ان میں کھانا اور دیگر اشیاء تقسیم کریں۔ اس کام کے لئے عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، عبدالرحمٰن بن عبدالقاری، مسور بن مخرمہ اور یزید بن اخت رضی اللہ عنہم مقرر کئے گئے۔ جب شام ہوتی تو یہ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوتے اور آپ رضی اللہ عنہ کو ہر بات سے آگاہ کرتے۔ ان حضرات میں سے ہر ایک کو مدینہ منورہ کی ہر جانب مقرر کیا گیا اور مدینہ منورہ کے چاروں جانب سے لوگ اس وقت مدینہ منورہ میں جمع تھے۔

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایک رات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا جب کہ لوگ ان کے پاس عشاء کا کھانا کھا رہے تھے کہ جن لوگوں نے ہمارے پاس کھانا کھایا ان کا شمار کرو چنانچہ اگلی رات ان کا شمار کیا گیا تو یہ سات ہزار نفر تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ خاندان والے لوگ جو ہمارے پاس نہیں آئے اور مریض اور بچے ان کو بھی شمار کرو چنانچہ ان کا شمار کیا گیا تو ان کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ پھر کچھ دنوں تک لوگوں کی تعداد میں مزید اضافہ ہوتا چلا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے آنے والوں کے لئے حکم دیا کہ ان کی دیکھ بھال بھی اسی طریقے سے کی جائے جس طرح پہلے والوں کی ہو رہی ہے۔ پھر اللہ عزوجل کے فضل سے بارش ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو واپس جانے کا حکم دیا اور وہ

لوگ اپنے اپنے علاقوں کو روانہ ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو واپسی کے لئے زادِ راہ اور دیگر سامان دیا۔

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جن لوگوں کو خدمت کے لئے مقرر کیا تھا وہ لوگ صبح فجر کے بعد ہانڈیاں چڑھا دیتے جس میں دلیہ پکتا جو مریضوں کو کھلایا جاتا اور حریرہ پکایا جاتا اور آپ رضی اللہ عنہ روغن زیتون کے متعلق حکم دیتے جو بڑی ہانڈیوں میں آگ پر رکھ کر جوش دیتے اور جب اس کی گرمی اور حرارت ختم ہو جاتی تو پھر روٹی چوری جاتی پھر اس تیل سے اس میں سالن ملایا جاتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قحط کے دوران خود بھی ایک لقمہ نہ چکھا اور اپنے گھر والوں کو بھی نہ چکھنے دیا اور بس اسی تیل ملے سالن پر گزارہ کیا۔

میں عوام کا خادم عمر (رضی اللہ عنہ) ہوں:

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ معمول کے مطابق مدینہ منورہ کی گلیوں میں گشت فرما رہے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ دورانِ گشت شہر سے باہر نکل گئے۔ شہر سے باہر آپ رضی اللہ عنہ نے ایک خیمہ لگا دیکھا جس کے دروازے پر ایک اجنبی شخص نہایت پریشانی کے عالم میں بیٹھا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے پاس جا کر اس شخص کی پریشانی دریافت کی تو اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے بے رخی برتتے ہوئے کہا کہ میاں! جاؤ تم اپنا کام کرو تم کون ہوتے ہو مجھ سے پوچھنے والے؟ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ نے کسی عورت کے کراہنے کی آواز سنی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے کہا کہ تم مجھے بتاؤ تو سہی کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہے؟ اس شخص نے کہا کہ میری بیوی حاملہ ہے اور اس وقت اس کے پاس کوئی عورت موجود نہیں اور نہ ہی میرے پاس کچھ سامان موجود ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس شخص کی بات سن کر گھر تشریف لے گئے اور

اپنی زوجہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت علی رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لیا اور ساتھ ہی کھانے پینے کا سامان اور دوسرا کچھ سامان لیا اور اس شخص کے پاس پہنچے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ خیمے کے اندر چلی گئیں اور آپ رضی اللہ عنہ باہر اس شخص کے پاس موجود رہے۔ جب بچے کی ولادت ہوگئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے فرمایا کہ تم پریشان مت ہونا صبح میرے پاس آنا میں تمہاری مالی مدد بھی کروں گا اور تمہارے بچے کا وظیفہ بھی مقرر کروں گا۔ اس شخص نے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ کون ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں عوام کا خادم عمر (رضی اللہ عنہ) ہوں۔ اس شخص نے جب آپ رضی اللہ عنہ کا نام سنا تو اسے معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ تو امیر المومنین ہیں وہ پریشان ہوا اور معذرت کرنے لگا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم پریشان نہ ہو میں تو محض عوام کا خادم ہوں۔

معاملہ خلافت کا خوف:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہوتے تو لوگوں کے لئے بیٹھ جاتے اور اگر کسی کو کچھ ضرورت نہ ہوتی تو چلے جاتے۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ نے چند نمازیں پڑھائیں لیکن نماز کے بعد نہ بیٹھے۔ میں نے حضرت یرفاء رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا کچھ معاملہ ہے؟ اس دوران حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے اور ہم سب مل کر آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مالِ کثیر سامنے رکھا اور حضرت عثمان غنی اور حضرت یرفاء رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ یہ مال تم لے لو کیونکہ تم دونوں اہل مدینہ میں سب سے زیادہ مالِ کثیر رکھتے ہو تم دونوں یہ مال آپس میں تقسیم کر لو اور جو بچ جائے وہ مجھے لوٹا دو۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا یہ مال اس وقت اللہ تعالیٰ

پاس نہیں تھا جب حضرت محمد ﷺ اور ان کے صحابہ کھال بھون کر کھاتے تھے۔ میں نے عرض کیا بے شک یہ مال تب بھی اللہ عزوجل کے پاس ہی تھا جب حضور نبی کریم ﷺ حیات تھے اور یہ مال اگر حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں فتح کے بعد حاصل ہوتا تو حضور نبی کریم ﷺ یہ نہ کرتے جو آپ رضی اللہ عنہ کر رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا حضور نبی کریم ﷺ کیا کرتے؟ میں نے عرض کیا حضور نبی کریم ﷺ اس مال کو کھاتے اور دوسروں کو کھلاتے۔ میری بات سن کر آپ رضی اللہ عنہ اس درد کے ساتھ روئے کہ ان کی پسلیاں ایک دوسرے کے اوپر چڑھ گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے فرمایا مجھے پسند ہے کہ میں معاملہ خلافت سے سراسر چھوٹ جاؤں اور نہ مجھے کچھ نفع ہو نہ خسارہ۔

پیوند لگا لباس:

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بصرہ کی جامع مسجد میں ایک محفل میں موجود تھا۔ میں نے دیکھا کچھ لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کے زہد کا تذکرہ کر رہے تھے اور وہ ان چیزوں کا تذکرہ کر رہے تھے جو اللہ عزوجل نے ان دونوں کے سینے کو اسلام کے لئے کھولا اور ان دونوں حضرات کی حسن سیرت کا بیان کر رہے تھے چنانچہ میں ان لوگوں کی محفل میں بیٹھ گیا۔ اس محفل میں حضرت احنف بن قیس تمیمی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم لوگوں کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک معرکہ کے لئے عراق کی جانب روانہ کیا۔ اللہ عزوجل نے ہمارے ہاتھوں عراق اور فارس کے متعدد شہر فتح کروائے۔ ہم نے وہاں سے چاندی پائی اور اس سے اپنے لباس بنوائے۔ جب ہم آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ

نے ہمیں دیکھ کر اپنا منہ پھیر لیا۔ ہمیں یہ بات گراں گزری تو ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے آپ رضی اللہ عنہ کی اس ناراضگی کا سبب دریافت کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا تم نے انہیں ایسا لباس استعمال کرتے دیکھا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہ استعمال کرتے ہوں چنانچہ ہم گھر واپس گئے اور وہ لباس تبدیل کر کے آئے اور جس لباس میں آپ رضی اللہ عنہ ہمیں دیکھا کرتے تھے اسی لباس میں ہم ان کے پاس گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ہمیں دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور ہم میں سے ہر ایک سے سلام کیا۔ ہم نے آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے مالِ غنیمت پیش کیا جو آپ رضی اللہ عنہ نے ہم لوگوں میں برابر تقسیم کر دیا۔ اس دوران مالِ غنیمت میں سے چھوہارے اور گھی کا حلوہ بھی نکلا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی خوشبو سونگھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ہمیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اللہ کی قسم! اے مہاجرین اور انصار کی جماعت! تم میں سے بیٹا باپ سے اور بھائی بھائی سے اس کھانے پر لڑے گا۔''

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کھانے کو ان لوگوں کی اولادوں کے پاس پہنچا دیا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں شہید ہو چکے تھے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ واپس ہو لئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے ان کے جانے کے بعد فرمایا۔

''اس شخص کے زہد کو اور اس کے حلیہ کو دیکھو اس شخص نے ہمارے نفوس کو بھی حقیر کر دیا ہے۔ اللہ عزوجل نے ہمارے ہاتھوں قیصر و کسریٰ کے شہر فتح کروائے، مشرق و مغرب میں

[illegible]

کو دیکھتے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ کے لباس پر جا بجا پیوند لگے ہوئے ہوتے ہیں۔''

آخرت کو ترجیح دینے کا فیصلہ:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں چاہوں تو میں تم سے اچھا کھانا کھاؤں اور تم سے نرم کپڑے پہنوں لیکن میں اپنے طیبات کو باقی رکھنا چاہتا ہوں اور آخرت میں طیبات کا خواہاں ہوں۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ملک شام تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایسا کھانا پیش کیا گیا جو انہوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا یہ میرے لئے ہے اور جو فقراء و مساکین وصال پا چکے ہیں انہوں نے کبھی جو کی روٹی سے بھی اپنا پیٹ نہ بھرا، ان کے لئے جنت ہے۔

راوی کہتے ہیں یہ فرما کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زار و قطار رونے لگے اور فرمانے لگے۔

''اگر ہمارا حصہ اس متاع دنیا سے ہے اور وہ لوگ جنت میں ہیں تو ان کے اور ہمارے درمیان فاصلہ زیادہ ہو گیا ہے۔''

مال خرچ کرنے کا طریقہ:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلوایا اور جب میں آپ رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچا تو میں نے اندر سے آپ رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز سنی۔ میں پریشان ہو گیا کہ شاید کچھ سانحہ پیش آ گیا ہے۔ جب میں گھر کے اندر داخل ہوا تو میں نے آپ رضی اللہ عنہ سے رونے کی وجہ دریافت کی تو آپ رضی اللہ عنہ مجھے لے کر [illegible] کے اندر بڑے بڑے

بورے رکھے ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''آج آلِ خطاب اللہ عزوجل کے نزدیک ذلیل ہو گئی، اگر اللہ عزوجل چاہتا تو یہ مال مجھ سے پہلے دونوں حضرات (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کو عطا کرتا تا کہ وہ میرے لئے اس کے خرچ کا کوئی طریقہ مقرر کرتے۔''

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا آپ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس بیٹھیں ہم سوچتے ہیں۔ پھر ہم لوگوں نے باہم مشورہ سے طے کیا امہات المومنین کے لئے چار چار ہزار درہم، مہاجرین کے لئے بھی چار ہزار درہم، انصار کے لئے تین تین ہزار درہم اور باقی سب کے لئے دو دو ہزار درہم تجویز کئے گئے۔ اس طرح ہم نے وہ سارا مال تقسیم کر دیا۔

اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں والد بزرگوار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور میں اس وقت دسترخوان پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو صدر مجلس میں جگہ دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے بسم اللہ پڑھی اور لقمہ اٹھایا۔ پھر مجھے فرمایا مجھے چکنائی والے کھانے کا مزہ محسوس ہوتا ہے لیکن وہ چکنائی گوشت کی نہیں۔ میں نے عرض کیا میں بازار موٹے گوشت کی تلاش میں گیا تھا تا کہ خرید لاؤں۔ میں نے موٹا گوشت گراں دیکھا تو ایک درہم کا بودا گوشت خرید لیا اور ایک درہم کا گھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب دو چیزیں جمع ہو جاتیں تو وہ ایک کو کھایا کرتے اور دوسری کو صدقہ کر دیتے۔ میں نے عرض کیا آپ رضی اللہ عنہ آج کھا لیجئے آئندہ میں

کبھی دو چیزیں جمع نہیں کروں گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں یہ نہیں کھا سکتا۔

دودھ پیتے بچوں کا وظیفہ مقرر کرنے کا فیصلہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں مدینہ منورہ میں ایک تجارتی قافلہ آیا اور اس قافلے نے عیدگاہ میں قیام کیا۔ والد بزرگوار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس قافلے کی آمد کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ رات کے وقت نکلے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے ساتھ لے لیا اور کہا ہم دونوں اس قافلے کی حفاظت کرتے ہیں تاکہ کوئی انہیں نقصان نہ پہنچائے۔ پھر دونوں حضرات رات بھر اس قافلے کی حفاظت کرتے رہے اور باری باری نماز بھی پڑھتے رہے۔ پھر والد بزرگوار نے ایک بچے کے رونے کی آواز سنی تو اس خیمے کی جانب بڑھے جہاں سے آواز آ رہی تھی اور اس بچے کی ماں سے کہا تم خدا کا کچھ خوف کرو اور اپنے بچے کا خیال رکھو۔ آپ رضی اللہ عنہ یہ فرما کر اپنے پہرے والی جگہ پر واپس لوٹ آئے اور پھر کچھ دیر بعد آپ رضی اللہ عنہ کو اس بچے کے رونے کی آواز سنائی دی۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ پھر اس خیمے کے پاس گئے اور اس بچے کی ماں سے کہا تم اپنے بچے کے حق میں کتنی بری ہو کہ تمہارا بچہ رو رہا ہے۔ وہ عورت بولی اے اللہ کے بندے! تو کون ہے اور تو مجھے کیوں بار بار تنگ کرتا ہے میں اپنے بچے کا دودھ چھڑانے کے لئے اسے بہلا پھسلا رہی ہوں اور تو آ جاتا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو اس کا دودھ کیوں چھڑانا چاہتی ہے؟ وہ بولی میں نے سنا ہے امیر المومنین اس بچے کا وظیفہ مقرر کر دیتے ہیں جو بچہ دودھ پینے والے نہ ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا اس بچے کی عمر کیا ہے؟ وہ بولی یہ اتنے ماہ کا ہو چکا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ عزوجل تیرا بھلا کرے تو اس کا دودھ اتنی جلدی نہ چھڑا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے لوٹے اور نمازِ

فجر کا وقت ہو چکا تھا۔آپ رضی اللہ عنہ نے نمازِ فجر ادا کی اور کافی دیر تک روتے رہے۔

لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے رونے کی وجہ پوچھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا عمر (رضی اللہ عنہ) ہلاک ہو گیا اور اس نے نجانے کتنے بچے یوں ہلاک کر دیئے جن کا دودھ ان کی ماؤں نے اس وجہ سے چھڑا دیا کہ ان کے بچے وظیفہ کے حقدار بن جائیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ تمام دودھ پیتے بچوں کا بھی وظیفہ مقرر کیا جائے اور ان کی ماں آئندہ ان کا دودھ اس وقت تک نہ چھڑائیں جب تک کہ وہ اس قابل نہ ہو جائیں کہ جانور کا دودھ پی سکیں۔

حلوہ نہ کھانے کا فیصلہ:

حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس حلوے کے کئی ٹوکرے لے کر آیا۔آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ اس میں کیا ہے؟ میں نے کہا کھانا ہے جو میں آپ رضی اللہ عنہ کے لئے لایا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہ صبح ہوتے ہی لوگوں کے کاموں میں لگ جاتے ہیں میں نے بہتر جانا کہ جب آپ رضی اللہ عنہ لوگوں سے فارغ ہوں تو اس میں سے تھوڑا سا کھا لیا کریں تا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو تقویت پہنچے اور آپ رضی اللہ عنہ کی صحت برقرار رہے۔آپ رضی اللہ عنہ نے میری بات سنی تو فرمایا۔

''اے عتبہ (رضی اللہ عنہ)! میں تجھے قسم دیتا ہوں کیا تو نے ہر مسلمان کو ایسا ٹوکرا دیا ہے؟''

حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا امیر المومنین! اگر میں قیس کے تمام مال کو بھی خرچ کر دوں تو تب بھی مجھ میں اتنی گنجائش نہیں کہ میں تمام مسلمانوں کو ایسا ٹوکرا بھجوا سکوں۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر مجھے بھی اس کی

کوئی حاجت نہیں۔اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے ایک پیالہ ثرید منگوایا جس میں موٹی روٹیاں اور سخت گوشت تھا۔آپ رضی اللہ عنہ اس کو کھانے لگے اور مجھے بھی کھانے کی دعوت دی۔میں سفید بوٹی کی طرف مائل ہوا اور گمان کیا یہ چربی ہوگی مگر وہ پٹھا تھا اور بوٹیوں کا یہ حال تھا کہ میں انہیں چباتا مگر نگل نہ سکتا تھا۔آپ رضی اللہ عنہ کی نظر مجھ سے چوکتی تو میں اس بوٹی کو پیالہ کے بیچ میں سرکا دیتا۔کھانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے نبیذ کا پیالہ منگوایا جو سرکہ ہوتے ہوئے بچ گیا تھا۔آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا اسے پی لو۔میں نے اس پیالے کو منہ سے لگایا مگر پی نہ سکا۔آپ رضی اللہ عنہ اس پیالے کو پی گئے اور پھر مجھ سے فرمایا۔

''اے عتبہ (رضی اللہ عنہ)! سنو میں روزانہ ایک اونٹ ذبح کرتا ہوں لیکن اس کی چربی اور پٹھے کا گوشت ان لوگوں کے لئے ہوتا ہے جو اطراف سے مسلمان آتے ہیں اور اس کی گردن کا گوشت عمر (رضی اللہ عنہ) کے گھر والوں کے لئے ہوتا ہے جبکہ عمر (رضی اللہ عنہ) خود یہ موٹا گوشت کھاتا ہے اور یہ سخت نبیذ پیتا ہے جو ہمارے پیٹوں میں پہنچ کر مضر رساں ہوتا ہے۔''

اپنا کرتہ پہننے کا فیصلہ:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں اون کا جبہ پہنتے تھے اور اس جبہ پر جا بجا چمڑے کے پیوند ہوتے تھے۔آپ رضی اللہ عنہ اسی حالت میں بازاروں میں بھی گھومتے اور آپ رضی اللہ عنہ کے کندھے پر درہ ہوتا جس سے آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کو ادب دیتے۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایلہ تشریف

لائے اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مہاجرین و انصار کی ایک جماعت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسقف کو اپنا کرتہ دیا جس میں جا بجا کھدر کے پیوند لگے ہوئے تھے اور جو پیچھے سے اس وجہ سے پھٹ چکا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ سواری پر ایک لمبے سفر میں بیٹھے رہے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اسقف سے فرمایا اس میں پیوند لگا دو۔ اسقف نے آپ رضی اللہ عنہ کا کرتہ لیا اور اس جیسا ایک کرتہ سی کر آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اسقف نے کہا یہ آپ رضی اللہ عنہ کا کرتہ ہے جس میں نے پیوند لگا دیا اور یہ کرتہ میرے پاس سے آپ رضی اللہ عنہ کے پہننے کے لئے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دونوں کرتوں کو دیکھا اور پھر اپنے ہی کرتے کو دوبارہ پہنتے ہوئے فرمایا اس کا کپڑا پسینہ جذب کرنے کے لئے اچھا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اور اس وقت میرے ہاتھ میں ایک درہم کا گوشت تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے دریافت کیا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا گھر والوں کی فرمائش پر ایک درہم کا گوشت خریدا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''تم میں سے کوئی ایک اس بات کا ارادہ کیوں نہیں کرتا کہ اپنے پیٹ کو اپنے پڑوسی اور اپنے چچیرے بھائیوں کے لئے بھوکا رکھے۔ کیا تم نے اللہ عزوجل کا یہ فرمان نہیں سنا کہ تم اپنی لذت کی چیزیں دنیوی زندگی میں حاصل کر چکو ہو اور ان کو خوب برت چکے ہو۔''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی

بات سن کر میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کاش یہ ایک درہم مجھ سے گر گیا ہوتا یا پھر میری ملاقات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نہ ہوئی ہوتی۔

پردہ پوشی کی تنبیہ:

منقول ہے ایک شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میری ایک بیٹی تھی جسے میں نے زمانہ جاہلیت میں زندہ درگور کر دیا تھا مگر مرنے سے پہلے اسے قبر سے نکال لایا اور اس نے ہمارے ساتھ زمانہ اسلامی پا لیا اور اب اسلام لے آئی۔ جب وہ اسلام لے آئی تو اس نے ایک ایسے گناہ کا ارتکاب کیا جس کی وجہ سے اس پر حدود اللہ عائد ہوتی تھی۔ اس لڑکی نے چھری اٹھائی تاکہ خود کو ذبح کر دے ہم نے اس کو پکڑ لیا اور وہ اپنی گردن کی بعض رگیں کٹ چکی تھی۔ ہم لوگوں نے اس کا علاج کیا یہاں تک کہ وہ اچھی ہوگئی اس کے بعد پھر وہ توبہ کی طرف متوجہ ہوئی اور بڑی عمدہ توبہ کی۔ جب قوم میں سے اس کا رشتہ آیا تو میں نے ان کو اس کی وہ حالت جس پر وہ (پہلے) تھی بتا دی۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس چیز کی اللہ عزوجل نے پردہ پوشی کی تو اس کے ظاہر کرنے کا قصد کرتا ہے؟ خدا کی قسم! اگر تو نے کسی شخص سے بھی اس حالت کا اظہار کیا تو میں تجھے وہ سزا دوں گا جو تمام شہر والوں کے لئے باعث عبرت ہو جائے۔ جاؤ اس کا نکاح کر جس طرح ایک پاکدامن مسلمان عورت کا نکاح کیا جاتا ہے۔

تم نے کوئی بہتر کام نہیں کیا:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت آئی اس نے عرض کیا امیر المومنین! میں نے ایک بچہ پایا اس پر ایک مصری سفید کپڑا تھا جس میں سو دینار تھے۔ میں نے اس بچہ کو لیا اور اس کے لئے ایک دودھ پلانے والی اجرت پر لی۔ اب

چار عورتیں میرے پاس آئی ہیں اور اس کو پیار کرتی ہیں کہ یہ ان کا بچہ ہے۔ میں یہ نہیں جان پا رہی کہ اس بچے کی ماں کون ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے کہا جب وہ آئیں تو تم مجھے بلا لینا چنانچہ اس عورت نے آپ رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان عورتوں میں سے ایک عورت سے پوچھا کہ تم میں سے اس بچے کی ماں کون ہے؟ اس عورت نے کہا۔

''اللہ کی قسم! اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تم نے کوئی بہتر کام نہیں کیا جس عورت کی اللہ عزوجل نے پردہ پوشی فرمائی ہے آپ رضی اللہ عنہ اس کا پردہ ظاہر کر رہے ہیں۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس عورت جس کے پاس بچہ تھا اس سے فرمایا۔

''جب یہ عورتیں تیرے پاس آیا کریں تو تم ان سے پوچھ گچھ نہ کیا کرو بلکہ ان کو بچے کے ساتھ احسان کرنے دو یہاں تک کہ یہ واپس چلی جائیں۔''

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی تکریم:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت تکیہ کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو اپنا تکیہ ان کے آگے کر دیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کا یہ فعل دیکھ کر فرمایا۔

''بے شک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا ہے۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اس بارے میں دریافت کیا تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تکیہ میرے آگے رکھ دیا اور مجھ سے فرمایا۔

''اے سلمان (رضی اللہ عنہ)! کوئی مسلمان ایسا نہیں جس کے پاس اس کا مسلمان بھائی ہے اور اس کی عزت افزائی کرے یہاں تک کہ اس کے لئے تکیہ ڈالے مگر اللہ عزوجل اس کی مغفرت کر دے۔''

ایک بڑھیا کو راضی کرنے کا فیصلہ:

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دورانِ گشت ایک بوڑھی اور نادار عورت سے ملاقات ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے خیریت دریافت کی تو اس نے امیر المومنین کو کوسنا شروع کر دیا۔ وہ بوڑھی عورت یہ نہ جانتی تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ ہی امیر المومنین ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے امیر المومنین کو کوسنے کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا جب سے وہ امیر المومنین بنے ہیں انہوں نے میری کوئی مدد نہیں کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس بوڑھی عورت سے معذرت کی اور اس کی بھرپور مالی امداد کی۔ جب اس بوڑھی عورت کو پتہ چلا وہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بات کر رہی ہے تو وہ اپنے رویہ پر نادم ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس بوڑھی عورت سے فرمایا۔

''اس میں تمہاری کوئی غلطی نہیں، غلطی میری تھی جو میں نے تم پر توجہ نہ کی۔''

اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے ایک تحریر لکھوائی کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے میرے حقوق کی ادائیگی میں جو کوتاہی کی تھی میں نے اس پر انہیں معاف کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ تحریر اپنے بیٹے کو دی اور اس سے فرمایا۔

''جب میری موت ہو جائے تو یہ تحریر میرے ساتھ قبر میں رکھ دینا۔''

قافلے کی حفاظت کا فیصلہ:

ایک مرتبہ ایک قافلے نے مدینہ منورہ سے باہر پڑاؤ ڈالا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو رات کے وقت آپ رضی اللہ عنہ اس قافلے کی حفاظت کے لئے چلے گئے تاکہ ان کا کوئی سامان چوری نہ ہو جائے۔ راستے میں آپ رضی اللہ عنہ کی ملاقات حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا اتنی رات گئے آپ رضی اللہ عنہ کہاں جا رہے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا فلاں قافلے نے مدینہ منورہ سے باہر پڑاؤ ڈالا ہے میں اس کی حفاظت کے لئے جا رہا ہوں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہو لئے۔ پھر دونوں حضرات رات بھر قافلے کی حفاظت کرتے رہے یہاں تک کہ فجر کا وقت ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قافلے والوں کو پکارا کہ اٹھو! نمازِ فجر کا وقت ہو گیا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ہمراہ واپس مدینہ منورہ آ گئے۔

یہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا تھیں:

حضرت ابی یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس عورت سے ملے جس کا نام خولہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔ لوگوں کے ساتھ چلی جا رہی تھیں انہوں

نے آپ رضی اللہ عنہ کے قافلے کو ٹھہرایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی بات سنی اور ان کی جو حاجت تھی اسے پورا کیا۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کے قافلے میں سے ایک شخص نے کہا امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ ایک بوڑھی عورت کے روکنے پر رک گئے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے تجھ پر افسوس ہے، کیا تو جانتا ہے کہ یہ عورت کون تھی؟ اس آدمی نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''یہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا تھیں، اللہ نے ان کی شکایت ساتویں آسمان سے بھی اوپر سنی تھی۔ اللہ کی قسم! اگر یہ میرے پاس تمام رات بھی کھڑی رہتیں میں ان کی بات سنتا۔''

تم پہلے ان کے باپ جیسا باپ لے کر آؤ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مال تقسیم کرنے لگے اور آپ رضی اللہ عنہ نے مال کی تقسیم کا آغاز حضرت سیّدنا امام حسن اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہم سے کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا پہلے مجھے مال عطا کریں میں اس کا زیادہ حق رکھتا ہوں اور میں امیر المومنین کا بیٹا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بیٹے کی بات سنی تو فرمایا تو پہلے ان کے باپ جیسا باپ لے کر آؤ اور ان کے جد امجد جیسا اپنا جد امجد لے کر آؤ اور پھر مجھ سے مال مانگو۔

راوی کہتے ہیں حضرت سیّدنا امام حسن اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہم نے گھر لوٹ کر تمام واقعہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گوش گزار کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم جاؤ اور امیر المومنین کو یہ خوشخبری سناؤ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر جبرائیل علیہ السلام نے دی تھی کہ عمر جنتیوں کے سورج ہیں۔

راوی کہتے ہیں حسنین کریمین رضی اللہ عنہم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان سنایا تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا تم اپنے والد بزرگوار سے کہو کہ وہ یہ تحریر لکھ دیں۔

ایک روایت کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب حسنین کریمین رضی اللہ عنہم سے یہ بات سنی تو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور فرمایا اے علی (رضی اللہ عنہ)! کیا آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا سنا ہے؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں! ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا سنا ہے کہ عمر جنتیوں کے سورج ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا آپ رضی اللہ عنہ مجھے یہ تحریر دے دیں چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ تحریر لکھ دی۔

''یہ تحریر ہے علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی جانب سے عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے لئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے اور انہوں نے اللہ عزوجل کا پیغام پہنچایا کہ عمر جنتیوں کے سورج ہیں۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ تحریر اپنے پاس محفوظ کر لی اور جب آپ رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد کو وصیت کی کہ تم فلاں تحریر لاؤ اور جب وہ تحریر لے آئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسے میرے ساتھ میرے کفن میں رکھ دینا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق بوقت تدفین ایسا ہی کیا گیا۔

ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا اکرام:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں درہموں سے بھری ہوئی ایک تھیلی بھیجی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے

سمجھا شاید اس میں کھجوریں ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے خادم سے اس بارے میں دریافت کیا تو اس نے بتایا اس میں درہم ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اسے حکم دیا یہ تمام درہم فوراً خیرات کردو میں سمجھی کہ کھجوریں ہوں گی درہم لے کر ہم کیا کریں گے؟

امہات المومنین رضی اللہ عنہن کا اکرام:

ایک روایت کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں تمام امہات المومنین رضی اللہ عنہن کو بارہ ہزار درہم سالانہ دیئے جاتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس نو پیالے تھے جب آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی شے آتی تو آپ رضی اللہ عنہ ان پیالوں میں اس شے کو ڈال کر امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے پاس بھیج دیا کرتے تھے۔ جب کوئی جانور ذبح ہوتا تو سب سے پہلے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی خدمت میں گوشت بھیجا جاتا تھا۔

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جزیہ کے کچھ اونٹ آئے جس میں ایک اندھی اونٹنی بھی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس اندھی اونٹنی کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔ جب اونٹنی ذبح ہوگئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا گوشت امہات المومنین رضی اللہ عنہن کو بھیجا۔ اس کے بعد جو گوشت بچ گیا آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو پکوا کر اس گوشت سے مہاجرین اور انصار کی دعوت کی۔

یہ مسلمانوں کا مال ہے:

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بے شمار مالِ غنیمت آیا۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا جو آپ رضی اللہ عنہ کی بیٹی بھی تھیں ان کو اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ عنہا حاضر خدمت ہوئیں اور کہا اس مال میں آپ رضی اللہ عنہ کے اقرباء کا بھی حق ہے اور اللہ عزوجل نے رشتہ داروں

سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میری پیاری بیٹی! اقرباء کا حق میرے مال میں ہے جبکہ یہ مسلمانوں کا مال ہے۔''

دو سالن ہرگز نہ چکھوں گا:

حضرت ابوحازم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے والد بزرگوار کے آگے دو باسی سالن اور روٹی پیش کیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''دو سالن اور ایک برتن میں؟ میں انہیں ہرگز نہ چکھوں گا یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے مل جاؤں۔''

ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کا اکرام:

روایات میں آتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کے پاس وظیفہ بھیجا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ عزوجل عمر (رضی اللہ عنہ) کی مغفرت فرمائے اور وہ اسے میری نسبت تقسیم کرنے پر زیادہ قدرت رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا کو بتایا گیا کہ یہ آپ رضی اللہ عنہا کے لئے ہے تو آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے اور مال کے مابین پردہ حائل کر دیا اور پھر قاصد سے کہا کہ تم مال یہاں ڈال دو اور پھر آپ رضی اللہ عنہا، برزہ رضی اللہ عنہا بنت رافع کو مٹھی بھر کر مال دیتیں اور فرماتی تھیں کہ یہ فلاں کو دے آؤ اور پھر جب مال نہ ہونے کے برابر رہ گیا تو برزہ رضی اللہ عنہا بنت رافع نے کہا اس میں ہمارا بھی کچھ حق ہے تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اچھا جو کچھ باقی ہے وہ تم [illegible] کپڑا اٹھا کر دیکھا تو اس کے نیچے

پچاسی درہم موجود تھے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ بارگاہِ خداوندی میں بلند کیے اور یوں دعا مانگی۔

"اے اللہ! مجھے آئندہ برس عمر (رضی اللہ عنہ) کے وظیفہ سے محروم رکھنا۔"

روایات میں آتا ہے اسی برس ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کا وصال ہو گیا اور آپ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد غرباء و مساکین کہتے تھے کہ ہماری مدد کرنے والی اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی حق گوئی:

روایات میں آتا ہے ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی ایک کنیز نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ آپ رضی اللہ عنہا کو ہفتہ کا دن بہت عزیز ہے اور آپ رضی اللہ عنہا یہودیوں کے لئے دل میں نرم جذبات رکھتی ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے اس معاملہ میں دریافت کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ عزوجل نے ہمیں جمعہ کا مبارک دن عطا فرمایا ہے اور پھر میرے لئے ہفتہ کو محبوب رکھنے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی اور جہاں تک یہودیوں کے لئے نرم جذبات کا تعلق ہے تو وہ میرے رشتہ دار بھی ہیں اور میں ان کے ساتھ اس ناطے سے صلہ رحمی کرتی ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی حق گوئی سنی تو متاثر ہوتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔

زوجہ کو عنبر اور مشک نہ دینے کا فیصلہ:

حضرت اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں بحرین سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عنبر اور مشک آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! میں پسند کرتا ہوں کہ میں کوئی ایسی عورت پاتا جو اچھا تولتی اور میرے لئے اس خوشبو کو تولتی یہاں تک کہ میں اسے مسلمانوں کے درمیان تقسیم فرما دیتا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا نے کہا میں اچھا تولتی ہوں آپ رضی اللہ عنہ مجھے دیجئے میں اسے تول دوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں! مجھے ڈر ہے تو اسے لے اور اس طرح کرے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی انگلیاں اپنی کانوں کے بالوں کے پاس لگائیں اور اس کے ذریعہ اپنی گردن پر ہاتھ پھیرے پس تجھے دوسرے مسلمانوں سے کچھ زیادہ مل جائے۔

تو اپنی اولاد پر خود خرچ کر:

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک بچی کو دیکھا جو بہت ہی نازک تھی اور نہایت دبلی پتلی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا یہ بچی کس کی ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا یہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کی ہی بیٹی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ میری کون سی بیٹی ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا یہ میری بیٹی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا اس کی یہ حالت کیسی ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا آپ رضی اللہ عنہ کے عامل اس پر خرچ نہیں کرتے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"ہاں! خدا کی قسم یہی بات ہے تجھے تیرا بچہ کس قدر پیارا ہے

تو اپنی اولاد پر خود خرچ کر"

رونے کی وجہ:

حضرت ابوسنان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے پاس مہاجرین اولین کی ایک جماعت تشریف فرما تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بھیج کر ایک سفط طلب کیا جو کہ ایک برتن تھا اور عراقی قلعہ سے لایا گیا تھا، اس میں ایک انگوٹھی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود ایک بچے نے اس انگوٹھی کو منہ میں ڈال لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس بچے کے منہ سے وہ انگوٹھی نکالی اور اس کے بعد رونا شروع کر دیا۔ مہاجرین نے آپ رضی اللہ عنہ سے اس رونے کی وجہ دریافت کی اور کہا اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کو دشمنوں پر غالب کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے ذریعے دین اسلام کو تقویت بخشی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

> ''میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جب کسی قوم پر دنیا فتح کی جاتی ہے تو اللہ عزوجل قیامت تک ان میں عداوت اور بغض ڈال دیتا ہے اور میں اسی ڈر سے روتا ہوں۔''

ایک بوڑھے ذمی کو اس کا حق دینے کا فیصلہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا گزر ایک ضعیف شخص کے پاس سے ہوا جو بھیک مانگ رہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے بھیک مانگنے کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا کہ مجھ پر جزیہ لگایا گیا حالانکہ میں مفلس ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ اسے اپنے گھر لے گئے اور کچھ نقدی عطا کی اور بیت المال کے نگران کو ایک رقعہ لکھا کہ اس ذمی کے لئے بھی کچھ وظیفہ مقرر کیا جائے یہ انصاف نہیں ہے کہ ہم جوانی سے نفع اٹھائیں اور بڑھاپے میں ان کا خیال نہ رکھیں۔

پہلے تم سوار ہو گے:

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک دن سخت گرمی میں چادر اوڑھے باہر نکلے اور آپ رضی اللہ عنہ کے پاس سے ایک نوجوان گدھے پر سوار گزرا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا مجھے اپنے ساتھ بٹھا لو۔ اس نوجوان نے گدھے سے نیچے اتر کر کہا امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ سوار ہو جائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں پہلے تم سوار ہو گے اور میں تمہارے پیچھے بیٹھے پر بیٹھ جاؤں گا اور تم چاہتے ہو میں نرم جگہ پر بیٹھوں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کے اصرار پر وہ نوجوان پہلے گدھے پر سوار ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے گدھے پر سوار ہوئے اور اس حال میں مدینہ منورہ میں داخل ہوئے کہ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تھے۔

کمبل کا لباس:

حضرت عیاض رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا وہ باریک لباس استعمال کرتے ہیں حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ نے سختی سے منع کر رکھا تھا کہ کوئی شخص باریک لباس استعمال نہ کرے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو تحقیقات کے لئے مصر بھیجا اور جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ حضرت عیاض رضی اللہ عنہ باریک لباس استعمال کرتے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں کمبل کا لباس پہنا دیا۔

مجھے ملامت نہ کرو:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے ایک صبح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا ایک اونٹ پر سوار چلے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا امیر المومنین! کہاں جا رہے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ گم ہو گیا ہے اسے تلاش کر رہا ہوں۔''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا آپ رضی اللہ عنہ نے بعد میں آنے والے خلفاء کو مشکل میں ڈال دیا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا۔

''اے ابوالحسن (رضی اللہ عنہ)! مجھے ملامت نہ کرو رب ذوالجلال کی قسم! جس نے محمد ﷺ کو نبی برحق بنا کر بھیجا اگر دریائے فرات کے کنارے ایک سالہ بھیڑ کا بچہ بھی مر جائے تو قیامت کے دن اس کے بارے میں مجھ سے مواخذہ ہوگا کیونکہ اس امیر کی کوئی عزت نہیں جس نے مسلمانوں کو ہلاک کر دیا اور نہ ہی اس بدبخت کا کوئی مقام ہے جس نے مسلمانوں کو خوفزدہ کیا۔''

ایک مقدمہ کا فیصلہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص کو پیش کیا گیا جو چور تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تحقیقات کے بعد اس شخص کے ہاتھ کاٹنے کا حکم جاری کر دیا۔ اس شخص نے عرض کیا میں نے پہلی مرتبہ چوری کی ہے آپ رضی اللہ عنہ مجھے معاف کر دیں آئندہ میں چوری نہیں کروں گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم غلط کہتے ہو تم نے اس سے پہلے بھی کئی بار چوری کی ہے۔ اس شخص نے انکار کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ اپنی بات دہرائی تو اس شخص نے اقرار کر لیا کہ وہ اس سے قبل بھی کئی مرتبہ چوری کر چکا ہے۔ پھر اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ میرے سوا ان چوریوں کو کوئی نہیں جانتا آپ رضی اللہ عنہ کو اس کا علم کیسے ہوا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اللہ عزوجل اس وقت تک کسی شخص کو ذلیل نہیں کرتا جب تک اس کی برائی حد سے نہ گزر جائے۔''

اندھی اونٹنی:

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ سواری اور مال برداری کے اونٹوں میں ایک اندھی اونٹنی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ اونٹنی کسی کو دے دو، وہ اس سے نفع اٹھائے۔ میں نے عرض کیا وہ اونٹنی اندھی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ اسے اونٹوں کی قطار میں باندھ لیں گے وہ ان کے ساتھ پھرتی رہے گی میں نے کہا وہ زمین سے گھاس وغیرہ کیسے کھائے گی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ جزیہ کے جانوروں میں سے ہے یا صدقہ کے؟ یہ اس وجہ سے پوچھا کہ جزیہ کا جانور مالدار اور فقیر دونوں کھا سکتے ہیں اور صدقہ کا جانور صرف فقیر ہی کھا سکتا ہے میں نے کہا نہیں وہ جزیہ کے جانوروں میں سے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! تم لوگوں نے تو اسے کھانے کا ارادہ کر رکھا ہے۔ میں نے کہا میں ویسے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ اس پر جزیہ کے جانوروں کی نشانی لگی ہوئی ہے۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے اسے ذبح کرنے کا حکم دیا چنانچہ اسے ذبح کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس نو چوڑے پیالے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن بھی نو تھیں اس وجہ سے ان کی تعداد کے مطابق پیالے آپ رضی اللہ عنہ نے بنا رکھے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس اونٹنی کا گوشت ان پیالوں میں ڈالا اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس بھیج دیا اور جو گوشت بچ گیا اسے پکانے کا حکم دیا۔ جب وہ پک گیا تو پھر آپ رضی اللہ عنہ نے مہاجرین وانصار کو بلا کر انہیں کھلایا۔

غرور کا علاج:

حضرت عکرمہ بن خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک صاحبزادے بالوں میں کنگھا کیے اور عمدہ لباس پہنے آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں درے مارے جس پر وہ رونے لگے۔ اس پر ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھائی کا قصور دریافت کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اسے مغرور دیکھا چنانچہ اس کے غرور کا یہی علاج تھا میں اسے یوں درے مارتا۔

تم نے مجھے اس عظیم ذات کی یاد دلا دی:

حضرت مالک الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مجھ پر غصہ آ گیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے مارنے کے لئے کوڑا اٹھایا۔ میں نے فوراً کہا کہ میں آپ رضی اللہ عنہ کو اللہ کا خوف دلاتا ہوں۔ میری بات سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً کوڑا پھینک دیا اور مجھ سے کہنے لگے۔

''تم نے مجھے اس عظیم ذات کی یاد دلا دی۔''

ظاہری اعمال کے متعلق پوچھا جائے گا:

حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لوگ وحی پر عمل کرتے تھے اور وحی کا سلسلہ اب منقطع ہو چکا ہے اس لئے اب ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم لوگوں سے ان کے ظاہری اعمال کا حساب لیں جبکہ باطنی اعمال اللہ عزوجل کے ذمہ ہیں اور وہ ان کا حساب لینے والا ہے اور جس نے بظاہر کوئی بھی شرارت کی ہم اس کو امن

نہیں دیں گے خواہ وہ باطنی طور پر کتنا ہی نیک اور پرہیزگار کیوں نہ ہو۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے مجھ سے بہتر ہے:

روایات میں آتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن نکلے اور اللہ عزوجل کی حمد وثناء اور حضور نبی کریم ﷺ پر درود وسلام کے بعد فرمایا مجھے تمہاری جانب سے بات پہنچی ہے کہ اگر عمر (رضی اللہ عنہ) مرجائے تو ہم فلاں کو ان کی جگہ قائم کر کے اس سے بیعت کریں گے اللہ کی قسم! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت اچانک واقع ہوئی اور ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثال کیسے ہو سکتے ہیں؟ بلاشبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رائے قائم کی کہ مال برابر تقسیم کیا جائے اور میری رائے یہ ہوئی کہ میں تقسیم مال میں فضیلت کا لحاظ رکھوں اگر میں اس سال زندہ رہ گیا تو میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے کی طرف رجوع کروں گا اس لئے کہ ان کی رائے میری رائے سے بہتر ہے۔

یہ بشاشت کے سوا کچھ بھی نہیں:

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہمارے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے روئی کا لباس پہن رکھا تھا۔ ہم نے آپ رضی اللہ عنہ کی اس حالت پر تعجب کا اظہار کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کچھ تم دیکھ رہے ہو یہ بشاشت کے سوا کچھ بھی نہیں اور اللہ عزوجل کے سوا سب کچھ فنا ہونے والا ہے۔

صدقے کا دودھ:

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق

رضی اللہ عنہ نے دودھ پیا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کو پسند آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دودھ پلانے والے سے پوچھا اس کے پاس یہ دودھ کہاں سے آیا؟ اس شخص نے عرض کیا میرا گزر ایک جگہ سے ہوا جہاں پانی کے کنارے لوگ صدقہ کے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے انہوں نے مجھے ان جانوروں کا دودھ دیا جس سے میں نے اپنے مشکیزے کو بھرلیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی بات سنی تو حلق میں انگلی مار کر سارا دودھ قے کر کے فوراً باہر نکال دیا۔

ضرورت کے وقت بیت المال سے ادھار لیتے:

حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے منقول ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب بھی کوئی ضرورت درپیش ہوتی تو آپ رضی اللہ عنہ بیت المال کے خزانچی کے پاس جاتے اور اس سے ادھار لے لیتے۔ کئی مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کو ادھار واپس کرنے میں دشواری پیش آتی۔ بیت المال کا خزانچی آتا اور وہ آپ رضی اللہ عنہ سے ادھار کی واپسی کا تقاضا کرتا۔ اس دوران اگر کہیں سے کوئی عطیہ آتا تو آپ رضی اللہ عنہ اس سے ادھار چکا دیتے۔

نصف دیت پر فیصلہ جاری کر دیا:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قبیلہ سعد کا گھڑ سوار اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا جا رہا تھا کہ اس دوران قبیلہ جہینہ کے ایک شخص کے پاؤں کی انگلیوں سے گھوڑے کا پاؤں گزر گیا اور اس کی پاؤں کی انگلیاں ایسے پچک گئیں کہ اس کے جسم کا تمام خون اسی زخم کے راستے نکل گیا اور اس کی موت واقع ہوگئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس جب یہ مقدمہ لایا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے قبیلہ سعد کے پچاس بڑے سرداروں سے کہا کہ وہ قسم کھائیں مرنے والے کی موت کی وجہ یہ

ورثاء سے فرمایا کہ تم قسم کھاؤ کہ مرنے والے ایسے ہی مرا جیسے تم کہتے ہو مگر انہوں نے بھی قسم کھانے سے انکار کر دیا چنانچہ جب دونوں جانب سے کوئی بھی قسم کھانے پر رضامند نہ ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مقتول کی نصف دیت پر فیصلہ جاری کر دیا۔

قاتل کو مقتول کے ترکہ سے کچھ نہیں ملے گا:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک شخص نے اپنے بیٹے پر غصہ میں تلوار پھینکی جو اس لڑکے کی پنڈلی پر لگی اور اس کے زخم سے اس قدر خون نکلا کہ اس کی موت واقع ہو گئی۔ حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ مقدمہ پیش کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قاتل سے کہو وہ مقامِ قدیہ پر ایک سو بیس اونٹ لے کر میرا انتظار کرے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ مقامِ قدیہ پر تشریف لائے اور فرمایا مقتول کا بھائی حاضر ہو تو ان اونٹوں میں سے ایک سو اونٹ اس کے حوالے کر دیئے اور فرمایا مقتول کا باپ جو اپنے بیٹے کا قاتل ہے اسے بیٹے کے ترکہ میں سے کچھ بھی نہیں ملے گا کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قاتل کو مقتول کے ترکہ میں سے کچھ نہ دیا جائے۔

قتل کے مقدمہ کا فیصلہ:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اہل صنعاء کے پانچ افراد نے ایک شخص کو غفلت میں قتل کر دیا اور یہ مقدمہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پیش ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان پانچوں افراد کے قتل کا حکم جاری کرتے ہوئے فرمایا۔

''اگر اہل صنعاء کے تمام افراد اس قتل میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کرنے کا حکم جاری کر دیتا۔''

اسے قتل نہ کیا جائے:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بنی بکر کے ایک شخص نے اہل حیرہ کے ایک شخص کو قتل کر دیا اور یہ مقدمہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پیش ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قاتل کو اہل حیرہ کے سپرد کر دیا اور فرمایا تم جیسا چاہو اس کے ساتھ سلوک کرو۔ اہل حیرہ نے تین دن بعد اس شخص کو قتل کر دیا اس دوران اہل حیرہ کو آپ رضی اللہ عنہ کا مکتوب ملا کہ اگر قاتل زندہ ہے تو اسے قتل نہ کیا جائے۔ اہل حیرہ آپ رضی اللہ عنہ کے اس مکتوب سے سمجھ گئے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اگر اسے قتل نہیں کیا تو دیت لے کر اسے رہا کر دو۔

یہ قاتل کے لئے صدقہ ہے:

بیہقی کی روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو ہم بستر دیکھ کر اپنی بیوی کو قتل کر دیا۔ پھر اس قتل کا مقدمہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پیش ہوا۔ اس عورت کے بھائی نے غیرت کے معاملہ پر قسم کھاتے ہوئے کہا میں نہ ہی قصاص لوں گا اور نہ ہی دیت کی رقم لوں گا اور میری جانب سے یہ قاتل کے لئے صدقہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے بھائی کی جانب سے انکار پر دیت کی رقم دیگر ورثاء کو دلوا دی اور قاتل کو رہا کرنے کا حکم دے دیا۔

قاتل قتل سے بری ہو گیا:

بیہقی ہی کی ایک اور روایت میں ہے ایک شخص نے اپنی بیوی کے بھائی کو قتل کر دیا اور مقتول کی وارث اکلوتی وہی عورت تھی۔ جب یہ مقدمہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پیش ہوا تو اس عورت نے کہا میں نے اپنے بھائی کا

خون اسے معاف کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قاتل قتل سے بری ہو گیا۔

تم جو مرضی کہو میرا فیصلہ یہی ہے:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک شخص کی لاش خیران اور وداعہ کے درمیان پائی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس جب یہ مقدمہ آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ دونوں مقامات کا اس لاش سے فاصلہ ماپا جائے اور جو جگہ اس لاش کے نزدیک ہو وہاں کے پچاس معززین کو میرے پاس لایا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ اس وقت خانہ کعبہ میں موجود تھے آپ رضی اللہ عنہ نے حطیم کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر کہا تم لوگ قسم کھاؤ کہ تم میں سے کسی نے اسے قتل نہیں کیا تھا اور انہوں نے قسم کھا لی مگر آپ رضی اللہ عنہ نے پھر بھی ان پر دیت کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے عرض کیا کیا ہماری قسم کا اعتبار نہیں تھا جو ہمارے اموال کو محفوظ نہ رکھا گیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم جو مرضی کہو میرا فیصلہ یہی ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہاری قسم نے تمہیں قصاص سے بچا لیا ہے۔

اسے توبہ کی ترغیب دیتے:

روایات میں آتا ہے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جو بصرہ کے گورنر تھے ان کا ایک قاصد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ منورہ آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا تم مجھے بصرہ کا کوئی عجیب واقعہ سناؤ۔ وہ بولا بصرہ میں ایک شخص مرتد ہو گیا اور ہم نے اس کی گردن اڑا دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اسے قید کرتے اور اسے کچھ کھانے کو دیتے اور اسے توبہ کی ترغیب دیتے شاید وہ پھر سے اسلام قبول کر لیتا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ خداوندی میں ہاتھ اٹھا کر کہا

ہی میں نے اس قتل کا حکم دیا تھا اور نہ ہی مجھے یہ خبر سن کر کچھ خوشی محسوس ہوئی ہے۔''

وسعت دنیا پر آنسو بہانا:

حضرت مسور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قادسیہ کے مالِ غنیمت میں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ مال آیا آپ رضی اللہ عنہ ان کو پلٹ رہے تھے اور دیکھ رہے تھے اور ساتھ ساتھ روتے جا رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا امیر المومنین! آج تو خوشی کا دن ہے اور آپ رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اے عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ)! بے شک آج خوشی کا دن ہے لیکن میں اس بات پر رو رہا ہوں کے اللہ عزوجل نے جس قوم کو بھی مال و دولت سے نوازا وہ عداوت اور بغض کا شکار ہوگئی۔''

کسریٰ کے خزانے دیکھ کر آنسو بہانا:

حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کسریٰ کے خزانے لائے گئے تو حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہما نے آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا یہ مال بیت المال میں رکھ دیا جائے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے بیت المال میں نہ رکھو میں اسے تقسیم کروں گا۔ پھر یہ فرما کر آپ رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ والد بزرگوار حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے۔ انہوں نے کہا امیر المومنین! آج تو خوشی کا دن ہے اور آپ رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بے شک آج خوشی کا دن

عداوت اور بغض کو ڈال دیا ہے۔

حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے بارش کی دعا مانگنا:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مدینہ منورہ میں شدید قحط پڑ گیا اور خشک سالی انتہائی شدید تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور انہیں مدینہ منورہ سے باہر ایک میدان میں لے گئے۔ اس موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس مجمع میں دعا کے لئے جمع تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام کر اوپر اٹھایا اور ان کو اپنے آگے کھڑا کر کے بارگاہِ خداوندی میں یوں دعا مانگی۔

"الٰہی ! ہم جب پہلے قحط میں مبتلا ہوتے تھے تو تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنا کر بارش کی دعا مانگتے تھے اور تو ہم پر اپنی رحمت کی بارش برساتا تھا اور آج ہم تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو تیری بارگاہ میں وسیلہ بنا کر پیش کرتے ہیں تو ہمیں ان کے توسل سے بارش عطا فرما دے۔"

راوی کہتے ہیں پھر حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے بھی بارش کے لئے دعا مانگی تو اس وقت اس قدر بارش ہوئی کہ لوگ گھٹنوں گھٹنوں تک پانی میں چلتے ہوئے اپنے گھروں کو واپس لوٹے اور لوگ جوش مسرت اور جذبہ عقیدت سے حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کی چادر کو چومنے لگے اور کچھ لوگ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک پر اپنا ہاتھ پھیرتے تھے۔

زانیہ عورت کو رجم کرنے کا فیصلہ:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک

شامی مرد شکایت لے کر آیا کہ اس کہ بیوی زانی ہے اور اس نے خود اپنی بیوی کو ایک غیر مرد کے ساتھ زنا کرتے دیکھا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شامی کی شکایت پر حضرت ابو واقد رضی اللہ عنہ کی زوجہ کو تحقیق کے لئے بھیجا اور انہوں نے وہاں جا کر دیکھا کہ اس عورت کے پاس کئی عورتیں جمع ہیں۔ حضرت ابو واقد رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے اس عورت کو آپ رضی اللہ عنہ کا پیغام پہنچایا اور کہا صرف تیرے شوہر کے بیان پر تجھ پر حد جاری نہ ہوگی۔ اس عورت نے اعترافِ جرم کر لیا اور جب آپ رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے رجم کروا دیا۔

جبراً زنا پر آپ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بیت المال کا ایک غلام جو دوسرے غلاموں پر نگران تھا اس نے ایک لونڈی کے ساتھ زنا کیا اور اس جرم پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے کوڑے مارنے کا حکم دیا اور پھر شہر بدر کر دیا مگر اس لونڈی کو کچھ سزا نہ دی کیونکہ اس غلام نے جبراً یہ فعل کیا تھا۔

والدین کی تعریف نامناسب الفاظ میں کرنے کی سزا:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ دو لوگوں کے مابین جھگڑا ہوا اور دونوں کے مابین گالی گلوچ تک نوبت پہنچ گئی۔ ایک نے کہا میرے والدین دونوں کا دامن زنا سے پاک ہے۔ جب ان دونوں کا معاملہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مشیروں سے مشورہ کیا۔ ایک مشیر نے کہا اس میں کچھ حرج نہیں اس نے اپنے والدین کی تعریف کی ہے۔ دوسرے مشیر نے کہا اگر اسے اپنے والدین کی تعریف کرنا تھی تو یہ اچھے الفاظ کے ساتھ بھی کر سکتا تھا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے اسی کوڑے مارنے کا حکم دیا۔

سزا معاف کرنے کا فیصلہ:

روایات میں آتا ہے ایک شخص اپنی بیوی کی مملوکہ لونڈی کو اپنے ساتھ سفر میں لے گیا اور اس نے اس لونڈی کے ساتھ ہم بستری کی۔ جب اس شخص کی بیوی کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس کی شکایت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو طلب کیا اور اس پر حد لگانے کا فیصلہ کیا۔ اس شخص نے عرض کیا امیر المومنین! یہ لونڈی میری بیوی نے مجھے ہبہ کر دی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی بیوی سے پوچھا تو اس نے کہا کہ ایسا ہی ہے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کی سزا معاف فرما دی۔

شرابی کی سزا اسی کوڑے کرنے کا فیصلہ:

روایات میں آتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے مشیروں سے مشورہ کیا کہ اگر کوئی شخص شراب پیئے تو اس کی کیا سزا ہونی چاہیے؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کی سزا اسی کوڑے ہونی چاہیے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو سراہتے ہوئے حکم جاری کیا کہ شرابی کی سزا اسی کوڑے ہوگی۔

حلال کو حرام قرار نہ دینے کا فیصلہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب ملک شام گئے تو اہل شام نے آپ رضی اللہ عنہ سے وہاں پھوٹنے والے وبائی امراض کی شکایت کی اور کہا کہ ہم ان امراض سے نجات اسی صورت پا سکتے ہیں جب ہم یہاں ملنے والی ایک خاص شراب استعمال کریں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں تم اس کے متبادل شہد استعمال کرو۔ انہوں نے عرض کیا ہمیں شہد موافق نہیں ... ایک شخص آگے بڑھ کر عرض کیا

امیر المومنین! جس شراب کی بات ہم کرتے ہیں وہ یہ ہے اور اس میں سکر نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے آگ پر پکاؤ تا کہ اندازہ ہو جائے چنانچہ اسے آگ پر پکایا گیا اور جب خوب پکنے کے بعد اس کا ایک تہائی حصہ باقی رہ گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا قوام اٹھایا اور وہ تار تار ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ تو اونٹ کی مالش کی دوا کی مانند ہے اور اسے پینے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جو وہاں موجود تھے انہوں نے کہا آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے شراب کو حلال قرار دے دیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ گواہ ہے میں اس چیز کو حلال نہیں قرار دے سکتا جسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہو اور نہ ہی کسی حلال چیز کو ان پر حرام قرار دے سکتا ہوں۔

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کے فیصلے کی تائید کرنا:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حج کے موقع پر ایک عجمی شخص لوگوں کی امامت کے لئے آگے بڑھا تو حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے اس عجمی شخص کو پیچھے ہٹا دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم نے اس عجمی شخص کو پیچھے کیوں ہٹا دیا؟ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہ شخص عجمی تھا اور مجھے یہ خدشہ لاحق ہوا کہیں حجاج اس کی قرأت سنیں تو اسے اختیار کر لیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے اچھا کیا۔

نمازِ تراویح کی جماعت کروانے کا فیصلہ:

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور لوگوں کا حال یہ تھا کہ وہ اکیلے اور جماعت سے جیسے ان کا دل چاہتا نمازِ تراویح ادا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی لوگوں کا یہی

معمول رہا اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ منتخب ہوئے۔ عبدالرحمٰن بن عبد قاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں گیا اور دیکھا لوگ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ رہے ہیں اور کہیں پانچ پانچ اور کہیں دس دس لوگ نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں انہیں ایک امام کے پیچھے جمع کروں تو کیا ہی عمدہ ہوگا؟ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا ارادہ کیا اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو امام کیا اور پھر میں دوبارہ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں گیا تو لوگ ایک امام کے پیچھے نمازِ تراویح پڑھ رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیسا عمدہ طریقہ ہے اور رات کا وہ حصہ جس میں تم سوتے رہتے ہو رات کے اس حصہ سے افضل ہے جس میں تم نماز پڑھتے ہو اور لوگ رات کے شروع میں ہی نمازِ تراویح پڑھ لیتے تھے۔

میرا فتویٰ بھی یہی ہے:

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک عورت نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی اور پھر عدت کے آخری زمانہ میں جب میں نے تیسرے طہر کے بعد غسل کے لئے لباس اتارا اور غسل کے لئے بیٹھ چکی تھی وہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھ سے کہا میں تجھ سے رجوع کرتا ہوں آپ رضی اللہ عنہ مجھے یہ مسئلہ بتائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا جو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے اس مسئلہ کو بیان کریں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ شخص رجوع کرسکتا ہے کیونکہ ابھی تیسرے طہر کے بعد اس عورت پر نماز واجب نہ ہوئی تھی اور اس نے چونکہ غسل نہ کیا تھا لہٰذا یہ بدستور حائضہ ہی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا فتویٰ بھی یہی ہے اور ابن مسعود (رضی اللہ عنہ)! تم بحرِ علم ہو۔

عہد فاروقی رضی اللہ عنہ کا مختصر جائزہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ملکی، فوجی اور مذہبی انتظامات کے علاوہ بھی بے شمار ایسے امور ہیں جو اگرچہ کسی عنوان کی تحت تو نہیں آتے تاہم ان کا ذکر کیا جانا بے حد ضروری ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت سے قبل کوئی مستقل سن نہ تھا آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے ایک مستقل سن کا بنیاد رکھا جو آج سن ہجری کے نام سے جاری ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ملکی حالات سے باخبر رہنے کے لئے ہر علاقہ میں پرچہ نویس اور واقعہ نگار مقرر فرمائے جن کے ذریعے مملکت اسلامی کے تمام حالات و واقعات سے آپ رضی اللہ عنہ نہ صرف آگاہ رہتے بلکہ ضرورت پڑنے پر بہترین مشوروں سے بھی نوازتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ذمیوں کو ان کے مذہبی معاملات میں آزادی اور ان کی رسومات پر انہیں عمل کرنے میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ آنے دی اور ذمیوں کے جو حقوق دین اسلام میں متعین ہیں انہیں نافذ العمل کیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں غلامی کا رواج ختم کر دیا اور غلاموں اور ان کے آقاؤں کے درمیان ایک معاہدہ طے کروایا جس میں غلام ایک مقررہ مدت کے اندر اپنے آقا کو رقم ادا کر کے آزاد ہو جائے گا۔ لاوراث

بچوں کو آسانی سے غلام بنایا جاتا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے اس ضمن میں قانون بنایا کہ لاوارث بچے آزاد ہیں اور اہل عرب کسی کے غلام نہیں ہو سکتے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں امن و امان کی صورتحال پر بھی بھرپور توجہ دی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی حکومت انتہائے مصر سے لے کر خراسان و سیستان تک پھیلی ہوئی تھی جس میں عربی، فارسی، شامی، عراقی، قبطی، حبشی الغرض ہر قوم کے لوگ شامل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں امن و امان کی صورتحال کا اندازہ حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم کے اس قول سے لگایا جا سکتا ہے میں نے ایک پردے والی عورت کو دیکھا جو تنہا حیرہ سے چلی اور اس نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور اسے اللہ عزوجل کے سوا کسی کا خوف نہ تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کا ایک اہم کام بے جا امتیازات کا خاتمہ اور انصاف کی فراہمی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خواص اور عام رعایا کے درمیان تمام فرق مٹا دیئے اور اس کا عملی نمونہ آپ رضی اللہ عنہ کی خود کی ذات تھی۔

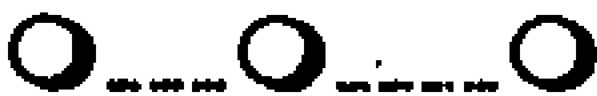
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پولیس کا محکمہ قائم کیا گیا تاکہ ملک کے اندرونی معاملات اور لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کو یقینی بنایا جا سکے۔ محکمہ پولیس کے قیام سے ملک میں جرائم کو کنٹرول کرنے میں بے حد مدد ملی اور جرائم نہ ہونے کے برابر رہ گئے۔ اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ نے قیدیوں کے لئے باقاعدہ عمارات تعمیر کروائیں اور ان قید خانوں میں قیدیوں کو بنیادی انسانی ضروریات بھی فراہم کی جاتی تھیں اور ان کی اخلاقی تربیت کا بھی انتظام تھا تاکہ جب وہ اپنی سزا پوری کر کے رہا ہوں تو ایک اچھے شہری بن سکیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں محکمہ آبپاشی کو فروغ دیتے

ہوئے ہزاروں مربع میل پر نہروں کا جال بچھایا اور آپ رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کے اثرات بے حد خوشگوار مرتب ہوئے اور وہ زمینیں جو ایک عرصہ سے بنجر تھیں وہ آباد ہوئیں اور یوں لوگوں میں خوشحالی کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ مسلمانوں کی ترقی کا زمانہ ہے اور اس دور میں مسلمانوں کی علمی اور اخلاقی تربیت کا خصوصی انتظام کیا گیا اور اس کے علاوہ لوگوں کی خوشحالی اور ترقی کے لئے نئے شہر بھی آباد کئے گئے اور لوگوں کو تمام بنیادی سہولیات فراہم کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔

تاریخ کے اوراق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کارناموں سے بھرے ہوئے ہیں اور یہ وہ کارنامے ہیں جن پر بلاشبہ دین اسلام کو فخر ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں دین اسلام جزیرہ نما عرب سے نکل کر دنیا کے بے شمار ممالک تک پھیل گیا اور مملکت اسلامی حد نگاہ تک وسیع ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے امورِ مملکت چلانے کے لئے بے شمار محکمے قائم کئے جن کا ذکر گذشتہ سطور میں کیا جا چکا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام زندگی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور دین اسلام کے فروغ میں بسر کی اور اسی پر اپنے نظامِ خلافت کی بنیاد رکھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے نظامِ خلافت کو آج بھی مسلم اور غیر مسلم محققین تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور موجودہ زمانہ میں اہل مغرب آپ رضی اللہ عنہ کے بنائے ہوئے قوانین کو اپنے ممالک میں لاگو کر رہے ہیں اور ان پر عملدرآمد کو یقینی بنا رہے ہیں۔



اہم مواقع پر لوگوں سے خطاب کا فیصلہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات سے بے شمار فیوض و برکات حاصل ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک بلند پایہ خطیب اور عالم دین تھے۔ اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کو فن خطابت سے نوازا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی طرزِ ادا نہایت بلیغ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اہم اور نازک مواقع پر جو خطبات دیئے ان سے بے شمار الجھے ہوئے مسائل حل ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کئی اہم مواقع پر خطبات دیئے ان میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں۔

خلیفہ بننے کے بعد خطبہ ارشاد فرمانا:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد منبر پر تشریف لائے اور ذیل کا خطبہ دیا۔

''اے لوگو! میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں اگر مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کا خیال نہ ہوتا تو میں کبھی تمہارا حاکم بننا پسند نہ کرتا۔

اے لوگو! اللہ عزوجل نے مجھے تمہارے لئے آزمائش بنایا ہے اور تمہیں میرے لئے آزمائش بنایا ہے۔ جو نیک کام کرے گا میں بھی اس کے ساتھ نیکی کروں گا اور جو برائی کا مرتکب ہوگا

میں اس کو عبرتناک سزا دوں گا۔"

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا:

"لوگو! میں جانتا ہوں کہ تم لوگ مجھ میں سختی دیکھتے ہو اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ رہا۔ میں حضور نبی کریم ﷺ کا غلام تھا اور حضور نبی کریم ﷺ نہایت مہربان اور رحم دل تھے جبکہ میں آپ ﷺ کے سامنے تلوار کی مانند تھا جسے آپ ﷺ نے میان میں رکھا اور مجھے جس کام سے منع فرمایا میں اس کام سے باز رہا یہاں تک کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ رہا اور آپ ﷺ کا وصال ہو گیا اور آپ ﷺ وصال کے وقت مجھ سے راضی ہوئے۔ اس کے بعد میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ رہا جو حضور نبی کریم ﷺ کے خلیفہ تھے اور تمہیں معلوم ہے کہ وہ بھی کس قدر نرم دل اور رحم کرنے والے تھے۔ میں ان کا بھی غلام تھا اور اپنی سختی کو ان کی نرمی کے ساتھ ملا دیتا تھا۔ اگر وہ مجھے کسی بات سے رکنے کا حکم دیتے تو میں رک جاتا تھا یہاں تک کہ ان کا وصال ہوا اور بوقت وصال مجھ سے راضی تھے۔ اب جبکہ خلافت میرے ناتواں کندھوں پر آ گئی ہے تو تم مجھے خوب جانتے ہو اور میرا تجربہ کر چکے ہو اور تم لوگوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی سنت کو خوب جانتے ہو [illegible] جو تقویٰ [illegible] والا ہوں

پس اللہ کے بندو اللہ سے ڈرو اور اپنے نفوس کے خلاف میری اعانت کرو اور اپنے نفوس کو میری سزا سے روکو اور میرے نفس کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر کے میری اعانت کرو اور تمہارے امر سے مجھے جس چیز کا اللہ پاک نے والی بنایا ہے اس کے بارے میں مجھے نصیحت کرنے سے نہ ڈرنا۔"

اہل عرب سرکش اونٹ کی مانند ہیں:

ایک موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا۔

"اے اللہ! میں سخت ہوں مجھے نرم کر دے، میں کمزور ہوں مجھے قوت عطا فرما۔ اہل عرب سرکش اونٹ کی مانند ہیں جن کی مہار میرے ہاتھ میں دی گئی ہے مجھے ہمت عطا فرما میں انہیں راستہ پر چلا کر ہی چھوڑوں گا۔"

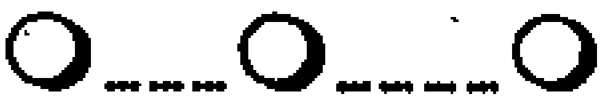
ایران پر لشکر کشی کے موقع پر خطاب کرنا:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب لوگوں کو جہادِ ایران پر ابھارا تو ابتداء میں لوگ جہاد پر مائل نہ ہوئے مگر پھر حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ نے جب لوگوں کو جہادِ ایران پر قائل کرنے کے لئے ایک پراثر خطبہ دیا تو آپ رضی اللہ عنہ حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ کے خطاب کے بعد کھڑے ہوئے اور حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے ذیل کا خطبہ دیا۔

"حجاز ایک ایسی جگہ ہے جو تمہارے لئے گزارے کے لائق ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں اور کہاں گئے وہ اللہ عزوجل کے وعدہ پر اپنا گھر چھوڑنے والے اور وہ آگے بڑھیں اور اس

زمین پر پھیل جائیں جس کے متعلق اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہیں اس کا وارث بنائے گا اور اسی کا فرمان ہے کہ وہ دین حق کو تمام ادیان پر غالب کر دے گا اور اللہ عزوجل اپنے دین کو غلبہ عطا فرمانے والا ہے اور اس کے معاون کو عزت دینے والا ہے اور اس کے پیروکاروں کو قوموں کی میراث عطا کرنے والا ہے اور اللہ عزوجل کے وہ نیک بندے کہاں ہیں؟"

اب راہِ حق سے مجھے کوئی ہٹا سکتا نہیں
اس سے بہتر راستہ کوئی دکھا سکتا نہیں
آ گیا حق اور دیکھو کفر باطل ہو گیا
مردِ میدانِ خدا ان سب پہ غالب ہو گیا



اہم مواقع پر مکتوبات لکھنے کا فیصلہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اہم مواقع پر جو مکتوبات لکھے ان میں سے چند ایک بطورِ نمونہ ذیل میں پیش کیے جا رہے ہیں تا کہ قارئین کے لئے ذوق کا باعث بنیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے نام مکتوب:

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جب دمشق کی فتح کے بعد حمص کی جانب بڑھے تو انہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ذیل کا مکتوب موصول ہوا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبداللہ امیر المومنین کی جانب سے امین الامۃ کو سلام!

میں اس اللہ کا بندہ ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجتا ہوں۔

اللہ عزوجل کے حکم اور اس کی مرضی کو کوئی نہیں بدل سکتا اور جو کچھ لوحِ محفوظ میں لکھ دیا گیا ہے وہ بدل نہیں سکتا۔ لوحِ محفوظ میں جسے کافر لکھ دیا گیا وہ ہرگز ایمان نہیں لائے گا۔ تم کو علم ہونا چاہئے جبلہ غسانی نے [illegible] ان کے

دیگر اکابرین کے ساتھ مدینہ منورہ آیا میں نے اس کی آؤ بھگت کی اور انہوں نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ ان کے اسلام لانے کی مجھے بھی خوشی ہوئی کیونکہ ان کے ذریعہ اللہ عزوجل نے اسلام اور مسلمانوں کو قوت عطا فرمائی۔ جو کچھ پردۂ غیب میں چھپا ہے اس کا علم مجھے نہیں ہے۔ ہم حج بیت اللہ کے لئے مکہ مکرمہ گئے، جبلہ نے بیت اللہ شریف کے سات طواف کئے۔ دورانِ طواف اس کا تہبند ایک فزاری عرب کے زیر قدم آ گیا اور کھل کر کندھے سے گر پڑا۔ جبلہ نے تیکھی نظر سے فزاری کو دیکھا اور کہا تیرا برا ہو تو نے اللہ عزوجل کے گھر میں مجھے برہنہ کیا۔ فزاری نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں نے جان بوجھ کر ایسا ہرگز نہیں کیا۔ اس کے باوجود جبلہ نے اسے گھونسا مار دیا اور اس کی ناک اور اس کے چار دانت توڑ دیئے۔ فزاری نے مجھ سے شکایت کی اور جب میں نے جبلہ کو بلایا اور کہا تم نے اپنے فزاری بھائی کو مارا ہے اور اس کی ناک اور اس کے دانت توڑ دیئے ہیں تو وہ کہنے لگا کہ اس نے میرا تہبند کھول دیا تھا اللہ عزوجل کی قسم! اگر مجھے بیت اللہ شریف کی حرمت کا لحاظ نہ ہوتا تو میں اسے مار ڈالتا۔ میں نے کہا تم نے اپنا جرم مان لیا اب یا تو وہ تمہیں معاف کرے گا یا میں تم سے اس کا بدلہ لوں گا۔ جبلہ بولا مجھ سے بدلہ لیا جائے گا حالانکہ میں بادشاہ ہوں اور ایک معمولی عرب نہیں ہوں۔ میں نے کہا تم دونوں مسلمان

ہو اور تم اپنے عمدہ اخلاق کی بدولت ہی اس پر حاوی ہو سکتے ہو۔ جبلہ نے مجھ سے ایک دن کی مہلت منگی اور میں نے فزاری سے پوچھ کر اسے مہلت دے دی۔ جب رات ہوئی تو جبلہ اپنے بھائیوں اور دیگر ساتھیوں کے ہمراہ شام کی جانب نکل بھاگا۔ مجھے امید ہے اللہ عزوجل نے چاہا تو تم اسے پکڑ لو گے اور تم حمص کی فتح کے بعد رک جانا اور مزید پیش قدمی نہ کرنا۔ اگر حمص کے لوگ جزیہ کے عوض صلح کر لیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان سے لڑنا اور اپنے جاسوس انطاکیہ کی جانب بھی روانہ کرو اور شام کے عیسائیوں سے بھی چوکنا رہو۔

والسلام علیک وعلیٰ جمیع المسلمین

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے نام مکتوب:

قادسیہ کی فتح کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مکتوب لکھا اور دریافت کیا کہ عراقی زمینداروں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے جو حضرت خالد بن ولید اور حضرت مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہم سے کئے ہوئے معاہدوں پر قائم ہیں اور اس کے علاوہ دیگر امور کے متعلق دریافت کیا۔ جن میں زمیوں کا دعویٰ کہ حکومت فارس نے انہیں وعدہ خلافی پر مجبور کیا اور وہ لوگ جنگ میں مسلمانوں سے لڑے اور جو نہیں لڑے ان کے متعلق دریافت کیا ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں ذیل کا مکتوب لکھا۔

تمام حمد اللہ عزوجل کے لئے ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر بے شمار درود

واضح ہو کہ اللہ عزوجل نے ہر معاملہ میں بعض اوقات ترک و اخذ کا اختیار دیا ہے لیکن انصاف اور یادِ خداوندی کا معاملہ اس سے جدا ہے اور انسان کو کسی بھی حال میں یادِ خداوندی سے غافل نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اللہ عزوجل چاہتا ہے اسے زیادہ سے زیادہ یاد کیا جائے۔ انصاف کے معاملہ میں بھی ضروری ہے کہ ہر حال میں انصاف سے کام لیا جائے۔ انصاف اگرچہ نرم نظر آتا ہے لیکن اس میں بڑی طاقت ہے اور یہ ظلم کو مٹانے کی صلاحیت رکھتا ہے اور ظلم جو کہ بظاہر بڑا طاقتور نظر آتا ہے اس میں مقابلے کی طاقت نہیں ہے۔ عراق کے جو ذمی اپنے معاہدوں پر قائم رہے ہیں اور انہوں نے دشمن کی مدد نہیں کی ان کے معاہدے بحال رکھو اور ان سے جزیہ وصول کرتے رہو۔ ایرانیوں نے جنہیں عہد شکنی پر مجبور کیا اور لڑنے پر آمادہ کیا اگر وہ تم سے نہیں لڑے اور نہ ہی اپنے گھر بار چھوڑ کر بھاگے ان کا دعویٰ تم چاہو تو مان لو اور اگر تم چاہو تو رد کر دو اور انہیں جلاوطن کر دو۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حفاظِ قرآن کے نام مکتوب:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بصرہ کے تین سو سے زیادہ حفاظ کی فہرست بھیجی تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں ذیل کا مکتوب لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبداللہ عمر (رضی اللہ عنہ) کی جانب سے عبداللہ قیس (رضی اللہ عنہ) اور حفاظِ قرآن کے نام!

السلام علیکم! واضح ہو یہ قرآن تمہارے لئے باعث اجر و شرف ہے لہٰذا اس کی تعلیمات پر عمل کرو اور اسے اپنے مقاصد کے حصول کا ذریعہ نہ بناؤ۔ جو قرآن کو اپنا قائد اور اتباع کا ذریعہ بنائے گا اسے یہی قرآن جنت کے باغوں کی سیر کروائے گا۔ قرآن کو اللہ عزوجل کے حضور تمہارا سفارشی ہونا چاہئے نہ کہ وہ تمہارے خلاف شکایت لے کر جائے۔ قرآن جس کا سفارشی ہوگا وہ جنت میں جائے گا اور جس کی شکایت کرے گا اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

یاد رکھو کہ قرآن ہدایت کا سرچشمہ ہے، علم کا پھول اور رحمٰن کی کتاب ہے۔ اس کے ذریعہ اللہ عزوجل اندھی آنکھیں، بہرے کان اور بند دل کھول دیتا ہے۔

یاد رکھو کہ جب اللہ کا بندہ رات کو اٹھ کر مسواک کرتا ہے اور وضو کرتا ہے پھر تکبیر کہہ کر نماز پڑھتا ہے اور قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو فرشتے اس کا منہ چومتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پڑھو کہ تم پاک و صاف ہو گئے۔ قرآن پڑھ کر تمہیں لطف آئے گا اور اگر رات میں اٹھنے والا بغیر مسواک کے وضو کرتا ہے تو فرشتہ اس کی نگرانی تو کرتا ہے لیکن اس کے منہ کو نہیں چومتا۔

یاد رکھو کہ نماز میں قرآن کی تلاوت ایسے ہی ہے جیسے کوئی چھپا

ہوا خزانہ مل جائے۔ اس لئے جتنا ہو سکے کہ قرآن پڑھا کرو اور نماز تو نور ہے۔ زکوٰۃ برہان ہے اور صبر روشنی ہے۔ روزہ ڈھال ہے اور قرآن تمہارے خلاف ایک دلیل ہے پس قرآن کا احترام کرو اور اس سے بے اعتنائی نہ برتو کیونکہ اللہ عزوجل اس کی عزت کرتا ہے جو قرآن کی عزت کرتا ہے اور جو اس کی بے حرمتی کرتا ہے اللہ عزوجل اسے بے آبرو کر دیتا ہے۔

یاد رکھو کہ جو شخص قرآن کو پڑھے اور اسے یاد کرے اور پھر اس پر عمل کرے ایسے شخص کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اگر دعا مانگنے والا چاہے تو اللہ عزوجل دنیا میں اس کی دعا پوری کر دیتا ہے ورنہ اس کے لئے آخرت میں بہترین اجر ہے۔

یاد رکھو کہ اللہ عزوجل کا انعام بہترین اور ہمیشہ رہنے والا ہے اور یہ ان لوگوں کو نصیب ہوگا جو ایمان والے ہوں گے اور ہر حال میں اللہ عزوجل پر کامل بھروسہ کرنے والے ہوں گے۔''

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے نام مکتوب:

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے دریائے نیل کی مشرقی سمت دارالحکومت فسطاط کی بنیاد رکھی جس میں سرکاری دفاتر، گورنر کی رہائش اور فوج کی رہائش گاہیں تعمیر کی گئیں۔ جب فسطاط شہر کی تعمیر شروع ہوئی تو اس وقت دریائے نیل کی مغربی سمت ایک عارضی چھاؤنی تعمیر کی گئی۔ یہ چھاؤنی نہایت پرفضا مقام پر تھی اور اس کے اردگرد باغات موجود تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب اس کا علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ذیل کا مکتوب لکھا۔

''تم نے کیسے گوارا کر لیا کہ تمہاری فوج الگ تھلگ رہے اور یہ بات تمہارے لئے مناسب نہیں ہے اور نہ ہی تمہاری فوج کے لئے مناسب ہے تمہارے درمیان دریا ہو اور تمہیں معلوم ہی نہ ہو سکے کہ تم پر اچانک کیا مصیبت آن پڑی ہے۔فوج کو فسطاط بلاؤ اور ان کی آبادی کے چاروں سمت میں ایک قلعہ تعمیر کرواؤ۔''

دریائے نیل کے نام رقعہ:

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر کی فتح کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مکتوب لکھا کہ اہل مصر دریائے نیل میں ہر سال ایک کنواری لڑکی کو بہترین لباس اور بہترین زیورات پہنا کر بہا دیتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ اس طرح دریائے نیل کا پانی بلند ہو کر ان کی فصلوں کو سیراب کرتا ہے۔آپ رضی اللہ عنہ نے جواباً حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو لکھا۔

''تم انہیں روکو بے شک ماضی کی غلط رسومات کا خاتمہ تمہاری اولین ترجیح ہونی چاہئے۔میں ایک رقعہ بھیج رہا ہوں تم میرے اس رقعہ کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دریائے نیل کے نام ذیل کا مکتوب لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبداللہ امیر المومنین کی جانب سے دریائے نیل مصر کے نام!

اگر تو مخلوق ہے تو تیرے بس میں نہیں کہ تو فائدہ پہنچائے یا نقصان پہنچائے اور اگر تو اپنی مرضی سے چلتا ہے تو پھر رک

جا ہمیں تیری کچھ ضرورت نہیں ہے اور اگر تو اللہ عزوجل کے فضل سے بہتا ہے تو پھر پہلے کی طرح رواں ہو جا۔

شام و عراق کے گورنروں کے نام مکتوب:

ابن سعد میں منقول ہے نجران کے عیسائیوں کو جلاوطن کرنے کے تین اسباب تھے۔ اوّل یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مرضِ وصال میں فرمایا تھا کہ جزیرہ عرب میں اسلام کے علاوہ کوئی اور مذہب نہ رہے، دوم یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے عہد لیا تھا کہ وہ سود نہیں کھائیں گے مگر انہوں نے سود کھانا شروع کر دیا اور سوم یہ کہ اہل نجران نے اپنی افرادی اور حربی قوت میں بے پناہ اضافہ کر لیا تھا اور یمن کے مسلمانوں کو ان سے خطرہ تھا کہ کہیں یہ ان پر حملہ آور نہ ہوں چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں شام و عراق کے گورنروں کو ان کے معاملہ میں تنبیہ کرتے ہوئے ذیل کا مکتوب لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ مکتوب اہل نجران کے لئے لکھا گیا ہے کہ ان میں سے جو لوگ اپنا گھر بار چھوڑ کر چلے جائیں گے وہ اللہ عزوجل کی امان میں رہیں گے اور کوئی مسلمان انہیں کچھ نقصان نہ پہنچائے گا اس عہد کی وجہ سے جو حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ کیا تھا۔

یاد رہے امرائے عراق و شام میں سے جس کسی کے پاس نجران کے عیسائی جائیں گے۔ وہ انہیں کاشت کے لئے زمین دیں گے اور جتنی ز[illegible] نجران [illegible] چھوڑی ہوئی

اراضی کے عوض وہ اس کے مالک ہو جائیں گے اور اسے کاشت کرنے اور اپنی ملکیت میں رکھنے سے انہیں کوئی نہیں روکے گا اور ان پر کوئی مالی مواخذہ بھی نہ ہوگا۔ اگر کوئی ان پر ظلم کرے گا تو جو مسلمان موجود ہوں گے ان پر لازم ہوگا کہ وہ ان کی مدد کریں کیونکہ وہ ہماری پناہ میں آ چکے ہیں اور نئی جگہ پر آباد ہونے کے چوبیس ماہ تک ان سے جزیہ نہیں لیا جائے گا اور ان پر صرف زمین کا ٹیکس وصول کیا جائے گا جس پر کاشتکاری کرتے ہوں گے۔

قاضی شریح کے نام مکتوب:

۱۸ھ میں قاضی شریح کوفہ کے قاضی مقرر ہوئے اور وہ ساٹھ برس تک اس منصب پر فائز رہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفہ کا قاضی مقرر کرنے کے بعد ذیل کا مکتوب لکھا۔

''اگر تمہارے پاس کوئی ایسا مسئلہ آئے جس کا حل قرآن مجید میں موجود ہو تو پھر قرآن مجید کے مطابق فیصلہ کرو اور کسی مجتہد کی جانب متوجہ نہ ہو اور اگر کوئی ایسا مسئلہ پیش ہو جس کا حل قرآن مجید میں نہ پاؤ تو سنت رسول اللہ ﷺ سے استفادہ کرو اور اس پر عمل کرو اور اگر کسی مسئلہ کا حل قرآن مجید اور سنت رسول اللہ ﷺ میں نہ پاؤ تو پھر ممتاز مجتہدین کی رائے سے استفادہ کرو اور اگر پھر بھی کوئی قابل قبول حل نہ ملے تو پھر اپنی رائے کو [illegible] ہو اور بہتر

یہی ہے کہ تم مجھ سے رابطہ کر لو۔"

حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کے نام مکتوب:

حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ جو ایرانیوں کے خلاف جہاد پر مامور تھے انہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ذیل کا مکتوب لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے بندے عمر امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی جانب سے نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کے نام!

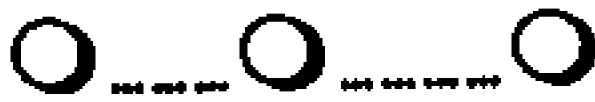
السلام علیکم! میں اس معبود کی عبادت کرنے والا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ مجھے پتہ چلا ہے ایرانیوں کا ایک بڑا لشکر جنگ کے لئے نہاوند میں جمع ہوا ہے اور تمہیں جیسے ہی میرا مکتوب ملے تم اپنے پاس موجود مجاہدین کے ہمراہ ان کی سرکوبی کے لئے نکل پڑنا اور پتھریلے اور دشوار گزار راستوں کو اختیار نہ کرنا اور اپنے لشکر کو کسی جائز حق سے محروم نہ رکھنا ورنہ وہ دین اسلام سے منحرف ہو جائیں گے اور انہیں جنگلوں سے بھی نہ گزارنا جہاں وہ بیماریوں میں مبتلا ہوں اور مجھے ایک مسلمان کی جان ایک لاکھ دینار سے بھی زیادہ عزیز ہے۔

مسلمان مجاہدین کے نام مکتوب:

مسلمان مجاہدین جب خانقین میں مقیم تھے تو انہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ مکتوب ملا اور خانقین کا علاقہ جلولا سے بیس یا پچیس میل شمال مشرق کی جانب واقع ہے اور مسلمان مجاہدین نے جلولا میں ایرانی لشکر کو پسپا ہونے پر مجبور کیا

تو ایرانی لشکر نے خانقین میں پناہ لی مگر اسلامی لشکر نے انہیں خانقین سے بھی فرار ہونے پر مجبور کر دیا اور خانقین پر قبضہ کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجاہدین کو ذیل کا مکتوب لکھا۔

''جب تم کسی قلعہ کا محاصرہ کرو اور اہل قلعہ اس شرط پر ہتھیار ڈالنے پر رضامند ہوں کہ ان کے ساتھ اللہ عزوجل کی منشاء کے مطابق فیصلہ کیا جائے تو ان کی بات نہ مانو اور تم ان کے متعلق اللہ عزوجل کی منشاء سے آگاہ نہیں ہو اور اگر وہ اس شرط پر ہتھیار ڈالیں کہ تمہاری منشاء کے مطابق فیصلہ ہو تو پھر ان کے ساتھ معاملات طے کرنا اور جو مناسب سمجھو ویسا سلوک روا رکھنا۔''



صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نصیحتیں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کئی نصیحتیں کیں جن میں ان کو نیک اعمال کی ترغیب دلائی اور لوگوں کی معاونت اوران کے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی یہ نصیحتیں کتب تواریخ کا حصہ ہیں۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کی چند اہم مواقع پر کی گئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نصیحتیں اختصار کے ساتھ بیان کی جارہی ہیں تاکہ قارئین کے لئے ذوق کا باعث بنیں اور قارئین بھی ان نصیحتوں پر عمل پیرا ہوکر اپنی عاقبت سنواریں۔

اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو نصیحت:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

''اللہ عزوجل کی حمد و ثناء اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بے شمار درود و سلام۔

امابعد! میں اپنے بعد منتخب ہونے والے کو خلیفہ مہاجرین اولین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ ان کے حقوق کو پہچانے اوران کی عزت اور بڑائی کا خیال رکھے اور انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضور نبی کریم

ﷺ اور مہاجرین سے قبل اپنے گھروں میں ٹھکانا دیا۔ میں اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ ان کے بھلوں کی باتیں مانیں اور ان میں لغزش کرنے والوں سے درگزر کریں اور میں اس کو یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ اہل شہر کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آئے اور یہ لوگ اسلام کے لئے حفاظتی دستہ اور مال کا ذخیرہ کرنے والے اور دشمنوں کے لئے باعث غیظ و غضب ہیں اور یہ کہ ان سے کچھ نہ لیا جائے مگر جو ان کے پاس زائد ہو اور وہ بھی ان کی رضامندی سے اور میں اعراب کے بارے میں بھلائی کرنے کی بھی وصیت کرتا ہوں اس لئے کہ یہی لوگ عرب کی جڑ اور اسلام کا سرچشمہ ہیں۔ ان کے مال سے ان کے جانوروں کی زکوٰۃ لے کر انہیں کے فقراء پر تقسیم کر دے۔ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ان پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ میں منتخب ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں لوگوں کے لئے جیسا کہ ان سے معاہدہ ہے اس کو پورا کرے اور جو دشمن ان کے پیچھے ہیں ان کو بھیج کر ان سے جہاد کرے اور کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دے۔''

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

''اس آدمی کو جو اس خلافت کا والی ہوگا اسے معلوم ہونا چاہیے

اس سے خلافت کو قریب اور جلد سب واپس لینے کا ارادہ کریں گے۔ میں لوگوں سے اپنے لئے خلافت باقی رکھنے میں لڑتا رہوں گا اور اگر میں جان لیتا کہ لوگوں میں سے کوئی اس کام کے لئے زیادہ قوی ہے تو میں اس کو آگے بڑھاتا تاکہ وہ میری گردن مار دیتا' یہ بات مجھے زیادہ پسند بہ نسبت اس کے کہ میں اس کا والی ہوتا۔''

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

حضرت صالح بن کیسان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جگہ لشکر کا امیر بنایا تو ان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

''میں تمہیں اللہ عزوجل سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں جو ہمیشہ باقی رہنے والا ہے اور اس کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے جس نے ہمیں گمراہی سے نکال کر، تاریکیوں سے نکال کر، نور کے راستوں پر لگایا۔ میں نے تم کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جگہ لشکر کا امیر مقرر کیا ہے۔ تم لشکر کی ان باتوں کا خیال رکھو جن کا حق تم پر ہے۔ مالِ غنیمت کی امید پر مسلمانوں کو ہلاکت میں مبتلا نہ کرنا اور لشکر کو کسی ایسے مقام پر مت لے جانا جس جگہ کے بارے تم نہ جانتے ہو۔ بے شک اللہ نے مجھے تمہارے ساتھ اور تمہیں میرے ساتھ آزمایا ہے اور اپنی آنکھوں کو دنیا سے بند کر لو اور اپنے دل کو دنیا کی طرف سے غافل کر دو

ورنہ یہ دنیا تمہیں تباہ کر دے گی جس طرح کہ اس نے تم سے پہلوں کو غافل کیا اور وہ تباہ و برباد ہو گئے اور تم ان کی جگہوں کو دیکھ چکے ہو۔"

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

اخرج الدنیوری میں منقول ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

"اما بعد! بے شک لوگوں کو اپنے بادشاہ سے نفرت ہوتی ہے میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ مجھے اور تمہیں اس سے واسطہ نہ پڑے۔ اس کے لئے تم حدود قائم کرو اگرچہ دن میں تھوڑی ہی دیر کے لئے ہو اور جب تمہارے سامنے دو کام آئیں۔ ایک ان میں سے اللہ عزوجل کے لئے ہو اور دوسرا دنیا کے لئے تو اپنے حصہ کے لئے اس کام کو ترجیح دینا جو اللہ عزوجل کے لئے ہو اس لئے کہ دنیا فنا ہو جائے گی اور آخرت باقی رہے گی۔ فساق میں ڈر بٹھا دو اور ان کو ایک ایک ہاتھ اور ایک ایک پاؤں کا کر دو یعنی رہزنوں کا داہنا ہاتھ اور بایاں پیر کاٹ دو۔ مسلمانوں کے مریضوں کی عیادت کرتے رہنا۔ ان کے جنازوں میں شامل ہونا۔ اپنے دروازوں کو کھلا رکھنا اور مسلمانوں کے کاموں کو خود انجام دینا کہ تم بھی ان کی طرح کے انسان ہو۔ اللہ عزوجل نے تمہیں عام مسلمانوں سے زیادہ بوجھ دیا ہے اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم نے اپنے لئے اور اپنے گھر والوں

کے لئے لباس میں ایک خاص ہیئت ایجاد کی ہے اور تمہارا کھانا اور تمہاری سواری عام مسلمانوں کی طرح نہیں۔ اللہ عزوجل کے بندے تم خود کو ان لغویات سے بچاؤ کیونکہ حاکموں میں سب سے زیادہ بدنصیب وہ حاکم ہے جس کی رعایا اس کی وجہ سے بدنصیبی میں مبتلا ہو۔''

ضحاک کی روایت ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے لکھا۔

''اما بعد! عمل میں قوت اس بات سے پیدا ہوتی ہے کہ آج کا کام کل پر نہ ڈالا جائے۔ جب تم کام کو ٹالنے لگو گے تو بہت سے کام جمع ہو جائیں گے پھر تم یہ نہ جان سکو گے کہ کون سے کام کو پہلے کرو لہٰذا ضائع کر دو گے اور اگر تمہیں دو کاموں میں اختیار دیا جائے ایک ان میں سے دنیا کے لئے ہو اور دوسرا آخرت کے لئے تو آخرت کے کام کو دنیا کے کام پر ترجیح دو اس لئے کہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی رہنے والی ہے۔ اللہ عزوجل سے ڈرتے رہو اور اللہ عزوجل کی کتاب سے راہنمائی حاصل کرو، وہ علوم کے لئے چشمہ اور دلوں کے لئے بمنزلہ موسم بہار کے ہے۔''

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو معرکہ عراق میں لشکر اسلام کا امیر مقرر فرمایا تو ہے نصیحت فرمائی۔

"اے سعد (رضی اللہ عنہ)! تمہیں یہ بات دھوکے میں مبتلا نہ کر دے کہ تم حضور نبی کریم ﷺ کے ماموں اور صحابی رسول ﷺ ہو۔ بے شک اللہ عزوجل برائی کو برائی کے ذریعے نہیں مٹاتا بلکہ نیکیوں کے ذریعے برائیوں کو مٹاتا ہے۔ بے شک اللہ عزوجل اور کسی دوسرے کے درمیان نسبی تعلق نہیں ہے۔ اگر تعلق ہے تو اس کی اطاعت کا۔ لوگوں کا شریف اور غیر شریف اللہ عزوجل کے نزدیک برابر ہے۔ اللہ عزوجل سب کا رب ہے اور ہم سب اس کے بندے ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے سے فضیلت صرف اسی سبب سے ہو سکتی ہے کہ ہم اللہ عزوجل کی اطاعت و فرمانبرداری میں پہل کریں اور اس امر پر قائم رہیں جس پر حضور نبی کریم ﷺ قائم رہے جب سے آپ ﷺ بھیجے گئے اور یہاں تک کہ آپ ﷺ ہمیں چھوڑ کر چلے گئے اور تم ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو خسارے میں مبتلا ہیں۔"

جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ معرکہ عراق کے لئے روانہ ہونے لگے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

"میں نے تمہیں عراق کی لڑائی میں لشکر اسلام کا امیر مقرر کیا ہے تمہیں تمہارے حق کے سوا کوئی چیز نجات دینے والی نہیں۔ اپنے آپ کو اور جو تمہارے ساتھ ہیں نیکی کا عادی بنا لو اور اسی کے ذریعہ سے کامیابی تلاش کرو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ

ہر عادت کے لئے ایک تیاری ہے۔ بھلائی کی تیاری صبر ہے لہٰذا تم صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا اور ان مصائب پر صبر کرنا جو تمہیں پیش آئیں۔ تمہیں اللہ عزوجل کا خوف ہونا چاہئے اور تمہیں معلوم ہے کہ اللہ عزوجل کا خوف دو باتوں میں پوشیدہ ہے جن میں سے ایک اللہ عزوجل کی اطاعت اور دوسری اس کے معاصی سے بچنا ہے۔ اللہ عزوجل کی اطاعت وہی کر سکتا ہے جو دنیا سے بغض رکھتا ہے اور آخرت کو محبوب رکھتا ہے۔ اللہ عزوجل کی نافرمانی وہی کرتا ہے جو دنیا کو محبوب رکھتا ہے اور دلوں کے لئے کچھ حقائق ہیں جن کو اللہ عزوجل پیدا فرماتا ہے۔ ان میں سے بعض حقائق چھپے ہوئے ہیں اور بعض حقائق ظاہر ہیں۔ اس کی تعریف کرنے والے اور اس کی مذمت کرنے والا حق میں اس کے نزدیک برابر ہیں اور چھپا ہوا اس طرح پہچانا جاتا ہے کہ ایسے شخص کے دل و زبان سے حکمتوں کا ظہور ہوتا ہے اور لوگ اس شخص سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اس محبت سے تم لاپرواہی نہ برتنا اس لئے کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے لوگوں کی محبت کا سوال کیا ہے اور بے شک اللہ عزوجل جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کو محبوب بنا لیتا ہے اور جب کسی شخص سے بغض رکھتا ہے تو اس کو مبغوض بنا لیتا ہے۔ تم اپنے مرتبے کا خیال رکھنا کہ تمہارا مرتبہ لوگوں کے نزدیک کیا ہے۔"

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

حضرت عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا اور نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

''اے عتبہ (رضی اللہ عنہ)! میں تم کو سرزمین ہند پر جو بڑا حصہ دشمنوں کے بڑے حصوں میں سے ہے امیر مقرر کر رہا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ اللہ عزوجل اس کے ماحول سے تمہاری کفایت فرمائے گا اور تمہاری مدد ان اطراف کے مقابلہ میں فرمائے گا' میں نے علاء رضی اللہ عنہ بن حضرمی کی طرف لکھ دیا ہے کہ تمہارے لئے مدد میں عرفجہ بن ہرثمہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دیں۔ یہ عرفجہ رضی اللہ عنہ دشمنوں سے بہت جہاد کرنے والے اور ان کے ساتھ تدبیر جنگ میں ماہر ہیں۔ جب یہ تمہارے پاس آ جائیں تو ان سے مشورہ کرنا اور ان کو اپنے سے نزدیک کرنا۔ اہل ہند کو اللہ عزوجل کی طرف دعوت دینا جس نے تمہاری یہ بات مان لی اس سے اسلام قبول کر لینا اور جس نے انکار کر دیا اس پر جزیہ لگانا جس کو وہ ذلیل ہو کر ادا کریں اور اگر ان دونوں باتوں کو منظور نہ کریں تو تلوار پکڑنا اور ان سے نرمی نہ برتنا اور جس چیز کے تم امیر مقرر ہوئے اس میں اللہ عزوجل سے ڈرتے رہنا اور اپنے آپ کو ان چیزوں سے بچانا جو تمہارے اندر کبر پیدا کر دیں کیونکہ یہ کبر تمہاری آخرت کو برباد کر دے گا۔ تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

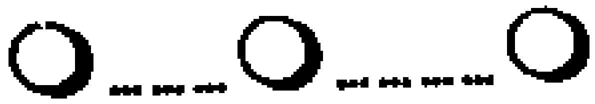
کے ساتھ رہے اور تمہیں حضور نبی کریم ﷺ کی وجہ سے عزت ملی اور حضور نبی کریم ﷺ کی وجہ سے ہی کمزوری کے بعد ہی قوت ملی۔ تم لوگوں کو جائز امور کا حکم کرو تا کہ تمہاری اطاعت کریں۔ نعمت سے اس طرح بچنا جس طرح معصیت سے بچا جاتا ہے البتہ نعمت تمہارے لئے معصیت سے زیادہ خطرناک ہے اس لئے کہ یہ آہستہ آہستہ تم کو اپنی جانب متوجہ کرے گی اور اگر تم اس کی جانب متوجہ ہوئے تو تم جہنم میں جاؤ گے۔ پس تم اللہ عزوجل کا ارادہ کرنا اور دنیا کا ارادہ نہ کرنا اور اپنے آپ کو ظالم لوگوں کے بچھاڑے جانے کی جگہ سے بچانا۔"

حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

طبقات ابن سعد میں حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو جب وہ بحرین میں تھے ان کو نصیحت کرتے ہوئے لکھا۔

"اے علاء (رضی اللہ عنہ)! تم عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کی طرف جاؤ، میں نے تمہیں ان کے عمل کا والی بنایا ہے اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تم ایک ایسے آدمی پر حاکم بنائے جا رہے ہو جو ان مہاجرین میں اوّلیت رکھتے ہیں کہ ان کے لئے اللہ عزوجل کی جانب سے نیکیوں نے سبقت کی ہے۔ میں نے انہیں معزول نہیں کیا کہ وہ پاکباز اور نیک کردار [illegible] سخت حملہ آور

نہیں۔ دوسرے مسلمانوں کی نسبت تم پر ان کے حقوق زیادہ ہیں اس لئے ان کے حقوق سے چشم پوشی نہ کرنا پس تمام مخلوق اور حکومت اللہ عزوجل ہی کے لئے ہے اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ عزوجل کا حکم محفوظ ہے جس نے اس امر کو اتارا ہے اور اپنے امر کی حفاظت کر رہا ہے۔ تم تو اس کام کو دیکھو جس کے لئے تمہیں پیدا کیا گیا ہے اسی کے لئے مشقت اٹھاؤ اور اس کے ماسوا کو چھوڑ دو۔ اللہ عزوجل کی رضامندی کے طالب رہو اور اس کی ناراضگی سے بچو۔ بے شک اللہ عزوجل جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے۔ ہم اللہ عزوجل سے اپنے لئے اور تمہارے لئے اس کی فرمانبرداری بجا لانے پر اور اس کے عذاب سے نجات پانے کے لئے مدد کے طالب ہیں۔''



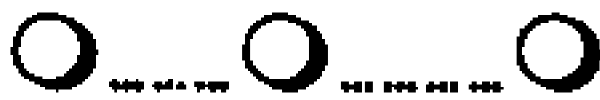
پانچواں باب:

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

فضائل ومناقب، سیرتِ مبارکہ کے درخشاں پہلو،

اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے حسن سلوک،

کشف وکرامات کا بیان



شہزادی شہربانو زوجِ شہزادہ حسین رضی اللہ عنہ
فیصلہ کرنے کی قوت حضرت فاروق رضی اللہ عنہ ہیں
خادم نور الہدیٰ بے شک ہیں وہ تنویر پھول
نکہت باغِ نبوت حضرت فاروق رضی اللہ عنہ ہیں

فضائل ومناقب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زہد وتقویٰ اور بلند مراتب کے بارے میں بے شمار قرآنی آیات واحادیث موجود ہیں۔آپ رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بہترین نمونہ تھی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام زندگی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں بسر کی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اگر کسی معاملہ میں والد بزرگوار کی رائے لوگوں کی رائے سے مختلف ہوتی تو اللہ عزوجل آپ رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق قرآن مجید کی آیات نازل فرما دیتا۔

غزوۂ بدر میں جب مشرکین قیدی بنائے گئے تو ان قیدیوں کے بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کی تائید اللہ عزوجل نے اپنے اس فرمان کے ذریعے کی۔

لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ

اسی طرح جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پردہ کے متعلق بات کی تو اللہ عزوجل اس کی تائید اپنے اس فرمان کے ذریعے کی۔

فَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس نیک و بدلوگ آتے ہیں اور اگر آپ ﷺ انہیں پردہ کا حکم دیں تو کیا ہی عمدہ ہو چنانچہ اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کی رائے کی موافقت میں حضور نبی کریم ﷺ کو حکم دیا وہ اپنی بیویوں، صاحبزادیوں اور مسلمان عورتوں کو پردہ کا حکم دیں۔

جب عبداللہ بن ابی منافق کی وفات ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ اس کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لئے تشریف لے جانے لگے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے آ کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ایک منافق کی نمازِ جنازہ پڑھاتے ہیں جبکہ اس نے فلاں وقت میں فلاں بات اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مسکرا کر فرمایا کہ اے عمر (رضی اللہ عنہ)! میرے سامنے سے ہٹ جاؤ اور مجھے اس کی نمازِ جنازہ پڑھانے اور نہ پڑھانے دونوں کا اختیار دیا گیا ہے۔ میں نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھانے کو پسند کیا اور مجھے کہا گیا کہ چاہوں تو اس کی مغفرت کی دعا کروں اور چاہوں تو نہ کروں۔ اگر میں ستر مرتبہ اس کے لئے مغفرت کی دعا کروں تو وہ قبول نہ ہو گی جبکہ اس سے زیادہ کروں گا تو وہ قبول ہو گی اور میں اس کے لئے ستر سے زیادہ مرتبہ مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور پھر اس کی قبر پر کافی دیر تک کھڑے رہے۔ پھر اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کی تائید میں فرمایا۔

''اور ان میں سے جو بھی مر جائے اس کی نماز نہ پڑھے اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور یہ اس حالت میں مرے کہ کافر اور فاسق

تھے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی۔

"الٰہی! عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب یا عمر بن ہشام ابوجہل دونوں میں سے ایک یا دونوں کے ذریعے دین اسلام کو تقویت عطا فرما۔"

اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کی دعا کو قبول فرمایا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کے بعد دین اسلام کی اعلانیہ تبلیغ ہونے لگی اور مسلمان اعلانیہ عبادت کرنے لگے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! آج عمر (رضی اللہ عنہ) کے اسلام لانے کی خوشیاں آسمان پر بھی منائی جارہی ہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا۔

"اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ابلیس کبھی اس راہ پر نہیں چلتا جس راہ پر عمر (رضی اللہ عنہ) چلتا ہے۔ عمر (رضی اللہ عنہ) تم جس راستہ پر چلتے ہو ابلیس اس راستہ سے ہٹ جاتا ہے۔"

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم اکثر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کہا کرتے تھے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ڈر کی وجہ

سے شیطان قید ہے اور جب آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا شیطان آزاد ہو گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر یوں ارشاد فرمایا۔

''اللہ عزوجل نے حق عمر (رضی اللہ عنہ) کے قلب وزبان پر اتارا ہے اور اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ یقیناً عمر (رضی اللہ عنہ) ہوتا۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا۔

''اللہ عزوجل نے عمر (رضی اللہ عنہ) کے ذریعے حق و باطل میں تفریق پیدا کی ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''بلاشبہ اللہ عزوجل نے مجھے اپنے نور سے پیدا فرمایا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو میرے نور سے پیدا فرمایا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نور سے پیدا فرمایا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نور سے کل کائنات کے مومنین کو پیدا فرمایا۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا پہلے آسمان پر اسی ہزار فرشتے اس شخص کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں جو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم سے محبت رکھتا ہے اور دوسرے آسمان پر اسی ہزار فرشتے اس شخص پر لعنت بھیجتے ہیں جو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم سے بغض رکھتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم دونوں

اکٹھے تشریف لائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دونوں کو دیکھا تو فرمایا۔

''یہ دونوں اہل جنت کے بوڑھوں اور جوانوں کے سردار ہیں ماسوائے انبیاء علیہم السلام کے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''ہر چیز کے لئے شفاء ہے اور دلوں کی شفاء اللہ عزوجل کے ذکر میں ہے اور اللہ عزوجل کے ذکر میں شفاء حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کی محبت میں ہے۔''

حضرت جیش بن خالد رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''ابوبکر، عمر، عثمان اور عائشہ (رضی اللہ عنہم) اللہ عزوجل کی آل ہیں اور علی، فاطمہ، حسن اور حسین (رضی اللہ عنہم) میری آل ہیں اور بروزِ حشر اللہ عزوجل اپنی اور میری آل کو جنت کے باغوں میں جمع فرمائے گا۔''

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جا رہا تھا کہ راستے میں ایک نوجوان آپ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا۔ اس نوجوان نے آپ رضی اللہ عنہ کو سلام کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بڑا نیک شخص ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس نوجوان کے پیچھے گیا اور اس سے کہا وہ میرے حق میں دعائے خیر کرے۔ اس نوجوان نے کہا آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت

حاصل رہی ہے میں آپ رضی اللہ عنہ کے لئے کیسے دعا کر سکتا ہوں؟ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس نوجوان سے کہا تمہارے بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابھی کہا ہے یہ شخص بڑا نیک ہے اور حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا ہے کہ عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان اور دل پر حق جاری کر دیا گیا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''جس نے عمر (رضی اللہ عنہ) سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے عمر (رضی اللہ عنہ) سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ احد پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم تھے۔ احد پہاڑ نے کانپنا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نے احد پہاڑ کو ٹھوکر لگائی اور فرمایا۔

''اے احد پہاڑ! ٹھہر جا! اس وقت تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''ہر نبی کے دو وزیر ہوئے ہیں اور میرے چار وزیر ہیں۔ دو وزیر آسمان [illegible] اور [illegible] زمین پر بھی

میرے دو وزیر ہیں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم ہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت میں اپنے خواب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں خواب کی حالت میں جنت کا مشاہدہ کر رہا تھا میں نے دیکھا کہ ایک عورت ایک محل کے باہر وضو کر رہی ہے میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ مجھے بتایا گیا یہ محل عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا مجھے تمہاری غیرت یاد آ گئی اس لئے میں وہیں سے لوٹ آیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو رو پڑے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا میں آپ ﷺ سے غیرت کروں گا؟

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھ سے پہلے جتنی بھی امتیں گزر چکی ہیں ان میں محدث ہوتے تھے اور میری امت کا محدث بلاشبہ عمر (رضی اللہ عنہ) ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت میں سب سے زیادہ رحمدل ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں اور دین الٰہی کے معاملے میں سب سے سخت عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

ترمذی و حاکم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ مسجد میں اس طرح داخل ہوئے آپ ﷺ کے دائیں اور بائیں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم تھے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"ہم تینوں بروزِ قیامت اسی طرح اٹھیں گے۔"

حضرت ابوبکر [illegible] حضرت عمر فاروق

رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا دیکھئے آپ رضی اللہ عنہ اللہ کے پاس جانے والے ہیں آپ رضی اللہ عنہ اس معاملہ میں اللہ کو کیا جواب دیں گے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں اللہ سے کہوں گا کہ میں تیرے بندوں میں سے سب سے اچھے بندے کو امیر مقرر کر کے آیا ہوں۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

"روئے زمین پر مجھے عمر (رضی اللہ عنہ) سے بڑھ کر کوئی پیارا نہیں ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے دس حصے ہیں جن میں سے نو حصے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عطا کئے گئے اور ایک حصہ باقی امت کو عطا کیا گیا۔ اگر دنیا کے علم کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے علم کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو آپ رضی اللہ عنہ کا پلڑا بھاری ہوگا۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جس نے عمر (رضی اللہ عنہ) کو دیکھ لیا اللہ عزوجل نے اسے اسلام کے علاوہ دیگر تمام چیزوں اور سہاروں سے مستغنی کر دیا اور عمر (رضی اللہ عنہ) اپنے کمالات میں منفرد تھے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب بھی تم صالحین کا ذکر کرو تو عمر (رضی اللہ عنہ) کو ضرور یاد رکھا کرو۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جب عمر (رضی اللہ عنہ) وصال فرما جائیں گے تو دین اسلام [illegible] عمر (رضی اللہ عنہ) کے بعد

میں زندہ رہوں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا قول ہے تم قرآن اس طرح پڑھا کرو جس طرح عمر (رضی اللہ عنہ) پڑھا کرتے تھے وہ اسلام کا ایک مضبوط قلعہ تھے کہ لوگ اس میں داخل ہونے کے بعد محفوظ ہو جاتے تھے اب ان کی شہادت کے بعد وہ قلعہ ٹوٹ گیا ہے اس لئے مجھے ڈر ہے کہیں لوگ دائرہ اسلام سے باہر نہ نکل جائیں۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا قول ہے ہر یک کام میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کوشش انتہاء کو پہنچی ہوئی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ ہر کام نہایت عمدگی اور بہتری سے انجام دیتے تھے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ نے مرتبہ شہادت پایا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دنیا کی کچھ خواہش نہ تھی اور نہ ہی دنیا نے کبھی ان کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کبھی دنیا کو طلب نہیں کیا مگر دنیا کو ان کی خواہش تھی۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کیا میں تمہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا بتائیے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔''

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

سب سے افضل ہیں۔''

حضرت ام موسیٰ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ابن سبا ان کو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم پر فوقیت دیتا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کا ارادہ کیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا آپ رضی اللہ عنہ اس کو قتل کیوں کرنا چاہتے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اس کو قتل کرنا ضروری ہے کیونکہ وہ ایک ایسی بات کہتا ہے جس سے امت میں فساد کا خطرہ ہے اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم مجھ سے بہتر ہیں۔''

حضرت سوید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تنقیص کر رہی تھی۔ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا ان کے گوش گزار کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے میری بات سن کر فرمایا۔

''اللہ عزوجل کی ان پر لعنت ہو۔ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر تھے۔''

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ کے ایک باغ میں موجود تھا اور اس باغ کا دروازہ بند تھا۔ اچانک دروازہ پر دستک ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اٹھو اور دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو

جنت کی خوشخبری سنائی تو انہوں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد دروازے پر دوبارہ دستک ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے میں نے انہیں جنت کی خوشخبری دی اور انہوں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا پھر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد دروازے پر ایک مرتبہ پھر دستک ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا جاؤ دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو اور کہو عنقریب تم ایک آزمائش سے گزرنے والے ہو۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سنایا تو انہوں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور کہا کہ اللہ عزوجل ہی بہترین مدد کرنے والا ہے۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اندر آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھ گئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے زمین سے سات کنکریاں اٹھائیں وہ کنکریاں آپ ﷺ کے ہاتھ میں تسبیح پڑھنے لگیں۔ آپ ﷺ نے وہ کنکریاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دے دیں وہ کنکریاں تسبیح پڑھتی رہیں۔ پھر آپ ﷺ نے وہ کنکریاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیں تو وہ کنکریاں تسبیح پڑھتی رہیں جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پڑھتی تھیں۔ پھر آپ ﷺ نے وہ کنکریاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیں اور وہ کنکریاں تسبیح پڑھتی رہیں جیسے کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کے ہاتھ میں پڑھتی رہی تھیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ

نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا اچانک ایک بھیڑیا آیا اور اس نے چرواہے کی ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے نے اس سے اپنی بکری واپس چھین لی۔ بھیڑیا بولا تمہارا اس دن کے متعلق کیا گمان ہے جب صرف درندے باقی ہوں گے اور میرے علاوہ کوئی چرواہا نہ ہو گا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم اس بات کو صحیح مانتے ہیں۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے یہ بات کہی اس وقت حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم دونوں موجود نہ تھے۔

ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک طباق لے کر آئے جو جنت کے سیبوں سے لبریز تھا۔ انہوں نے وہ طباق حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھ کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ اس میں سے اُس شخص کو عنایت کیجئے جو آپ ﷺ کو پیارا ہو۔ وہ طباق ایک نورانی خوان پوش سے ڈھکا ہوا تھا حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست انور اس میں داخل کر کے ایک سیب نکالا دیکھتے کیا ہیں کہ اس کی ایک جانب تو لکھا ہوا تھا۔

هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ مِّنَ اللّٰهِ لِاَبِي بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ

یعنی یہ خدا کا تحفہ ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے اور اس کی دوسری جانب یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔

مَنْ اَبْغَضَ الصِّدِّيْقَ فَهُوَ زِنْدِيْقٌ

یعنی صدیق رضی اللہ عنہ سے بُغض رکھنے والا بے دین ہے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے دوسرا سیب اٹھایا اس کے ایک طرف تو یہ لکھا تھا۔

هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ مِّنَ الْوَهَّابِ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

یعنی یہ خدائے وہاب کا تحفہ ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے اور دوسری جانب یہ لکھا تھا۔

مَنْ اَبْغَضَ عُمَرَ فَهُوَ فِي سَقَر

یعنی عمر رضی اللہ عنہ کے دشمن کا ٹھکانا جہنم میں ہے۔ بعدازاں حضور نبی کریم ﷺ نے ایک اور سیب اٹھایا جس کے ایک جانب یہ لکھا تھا۔

هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ مِّنَ اللّٰهِ الْحَنَّانِ الْمَنَّانِ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ

یعنی یہ خدائے منان وحنان کا تحفہ ہے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے لیے اور اس کی دوسری طرف یہ لکھا تھا۔

مَنْ اَبْغَضَ عُثْمَانَ فَخَصْمُهُ الرَّحْمٰنُ

یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کا دشمن رحمٰن کا دشمن ہے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے طباق میں سے ایک اور سیب اٹھایا جس کے ایک جانب تو یہ لکھا تھا۔

هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ مِّنَ اللّٰهِ الْغَالِبِ لِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ

یعنی یہ خدائے غالب کا تحفہ ہے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے اور دوسری جانب یہ لکھا تھا۔

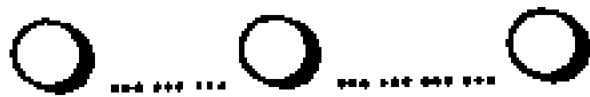
مَنْ اَبْغَضَ عَلِيًّا لَمْ يَكُنْ لِلّٰهِ وَلِيًّا

یعنی علی رضی اللہ عنہ کا دشمن خدا کا دوست نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان عبارات کو پڑھ کر اللہ عزوجل کی بے حد حمدوثناء بیان کی۔

حضرت اسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے اللہ

عزوجل کی حمد اور آپ ﷺ کی نعت بیان کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے جو حمد بیان کی وہ مجھے بھی سناؤ۔ میں نے حمد سنانی شروع کی تو اس دوران ایک دراز قد شخص آیا اور اس نے آپ ﷺ سے اجازت طلب کی۔ پھر آپ ﷺ اس سے بات کرنے میں مشغول ہوئے۔ پھر جب وہ چلے گیا تو میں نے دوبارہ حمد شروع کی۔ اس دوران وہ شخص دوبارہ آیا اور آپ ﷺ اس سے محو گفتگو ہوئے۔ پھر وہ جب چلا گیا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ کون ہے جس کے لئے آپ ﷺ نے مجھے خاموش کروایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب ہے اور یہ باطل کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے بہتر ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ عمر (رضی اللہ عنہ) سے بہتر کسی شخص پر آج تک سورج طلوع نہیں ہوا۔



خلافت کی تائید احادیث سے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بلاشبہ منصب خلافت کے حقدار تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت کا حق جس احسن طریقے سے ادا کیا تاریخ اس پر شاہد ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کرنے کا فیصلہ گو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تھا مگر آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی وارد ہوئی ہیں ذیل میں ان احادیث میں سے چند ایک بطورِ نمونہ بیان کی جا رہی ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے اور میں اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا اس دوران کوئی آیا اور اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔

"اے انس (رضی اللہ عنہ)! دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو کہ خلافت اس کے لئے ہے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دروازہ کھولا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دروازہ پر موجود تھے۔ میں نے انہیں جنت کی بشارت دی اور بتایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ خلیفہ ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر کچھ دیر بعد دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو حضور

نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔

''اے انس (رضی اللہ عنہ)! دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے بعد خلافت اس کے لیے ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دروازہ کھولا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دروازہ پر موجود تھے میں نے انہیں جنت کی بشارت دی اور بتایا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر کچھ دیر بعد دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''اے انس (رضی اللہ عنہ)! دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو کہ عمر (رضی اللہ عنہ) کے بعد وہ خلیفہ ہیں۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے میں نے انہیں جنت کی بشارت دی اور بتایا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ ہوں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو کھجوروں کے لدے ہوئے اونٹ دیئے۔ اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کے بعد ہمارے ساتھ ایسی بخشش و عطا کون کرے گا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابوبکر (رضی اللہ عنہ)۔ اس شخص نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اس بات کا ذکر کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد ایسی بخشش و عطا کا معاملہ کون کرے گا؟ اس شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت

میں حاضر ہو کر دریافت کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا عمر (رضی اللہ عنہ)۔ اس شخص نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کے جواب کے متعلق بتایا۔ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھو ان کے بعد بخشش وعطا کا معاملہ کس کے سپرد ہو گا؟ اس شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان کے بعد یہ معاملہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کے سپرد ہو گا۔ اس شخص نے جب حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو یہ بات بتائی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے دوبارہ کچھ نہ کہا۔

روایات میں آتا ہے ایک اعرابی مدینہ منورہ آیا اور اس کے پاس اس وقت چند تلواریں تھیں جنہیں وہ مدینہ منورہ میں فروخت کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس کی ملاقات حضور نبی کریم ﷺ سے ہوئی اور حضور نبی کریم ﷺ کو وہ تلواریں پسند آ گئیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے وہ تلواریں اس سے لے لیں اور رقم کی ادائیگی کے لئے چند دنوں کی مہلت طلب کی۔ وہ اعرابی واپس لوٹا تو اس کی ملاقات حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ اس اعرابی نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے اس بات کا ذکر کیا۔ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے اس اعرابی سے کہا تم نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ بات نہیں پوچھی کہ اگر ان کے ساتھ کچھ معاملہ پیش آ جائے تو پھر تمہیں ان تلواروں کی قیمت کون ادا کرے گا؟ اس اعرابی نے نفی میں سر ہلا دیا اور پھر کہا میں ابھی حضور نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کرتا ہوں۔ پھر وہ اعرابی، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ اگر آپ ﷺ کے ساتھ کچھ معاملہ پیش آ جائے تو مجھے رقم کی ادائیگی کون کرے گا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میرے ساتھ کچھ معاملہ پیش آیا تو تمہاری رقم ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ادا

کریں گے اور وہ میرا وعدہ پورا کریں گے۔ اس اعرابی نے جا کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے یہ نہیں پوچھا کہ اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ معاملہ پیش آ جائے تو پھر رقم کون ادا کرے گا؟ اس اعرابی نے نفی میں سر ہلا دیا اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر پوچھا اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ معاملہ پیش آ جائے تو پھر مجھے رقم کون ادا کرے گا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں رقم عمر (رضی اللہ عنہ) ادا کریں گے اور وہ میرا وعدہ پورا کریں گے۔ اس اعرابی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب سے آگاہ کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم نے یہ پوچھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اگر کچھ معاملہ پیش آ گیا تو پھر تمہیں یہ رقم کون ادا کرے گا؟ اس اعرابی نے نفی میں سر ہلا دیا اور پھر دوبارہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی کچھ معاملہ پیش آ گیا تو میری رقم کا ضامن کون ہوگا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ان دونوں کے ساتھ ایسا معاملہ ہوگا اس وقت تک تجھے بھی موت آ چکی ہوگی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہم) کو مقدم نہیں کیا بلکہ اللہ عزوجل نے انہیں مقدم فرمایا ہے پس ان کے ساتھ ثابت قدم رہنا ہدایت پاؤ گے اور جس نے ان دونوں کی شان میں گستاخی کی اس کو قتل کر دو اس لئے کہ اس نے میری شان میں گستاخی کی اور دین اسلام کی توہین کی۔

ترمذی میں حضرت ... رضی اللہ عنہ ... مرفوعاً ترجمہ حضور

نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے بعد میرے اصحاب میں سے ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہم) کی اقتداء کرنا۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے خواب دیکھا کہ ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس ڈول کو کناروں سے پکڑ کر بمشکل پیا اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس ڈول کو کناروں سے پکڑا اور انہوں نے خوب سیر ہو کر پیا اور پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی اس ڈول کو کناروں سے پکڑ کر پیا پھر جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی باری آئی تو انہوں نے بھی اس ڈول کو کناروں سے پکڑ کر پیا اور ابھی وہ پی رہے تھے کہ وہ ڈول ہل گیا اور کچھ پانی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر گر گیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک کنواں ہے اور اس کنوئیں کی منڈیر پر ایک ڈول ہے پھر میں نے اس کنوئیں سے پانی نکالا جتنا اللہ عزوجل نے چاہا۔ پھر اس ڈول کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور انہوں نے اس میں سے ایک یا دو ڈول نکالے اور وہ ناتواں ہیں اللہ عزوجل ان کی ناتوانی سے عفو فرمائے اور پھر وہ ڈول عمر رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور میں نے ان جیسا زور آور نہیں دیکھا جو ان کی مانند اس کنوئیں سے پانی نکالتا اور انہوں نے اس کنوئیں سے اتنا پانی نکالا کہ لوگوں نے اس پانی سے اپنے اونٹوں کو بھی سیراب کیا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے ذات السلاسل کے لشکر کا امیر بنایا تو میں نے حضور نبی کریم

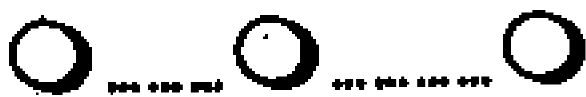
ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ کس سے محبت رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ میں نے پوچھا مردوں میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان کے باپ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے۔ میں نے پوچھا ان کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ سے اور یوں آپ ﷺ نے کئی نام لئے۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دست اقدس سے مسجد کی بنیاد رکھی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اپنا پتھر میرے پتھر کے پہلو میں رکھو۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اپنا پتھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں رکھو اور پھر فرمایا۔

''میرے بعد یہ دونوں خلیفہ ہوں گے۔''

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں غزوۂ حنین کے موقع پر جب حق و باطل میں گھمسان کی لڑائی جاری تھی اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہمیں بتایئے کہ ہم آپ ﷺ کے بعد کسے خلیفہ منتخب کریں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''میرے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے قائم مقام ہوں گے ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ہوں گے اور ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ ہوں گے اور پھر علی رضی اللہ عنہ ہوں گے اور علی رضی اللہ عنہ حشر میں میرے مصاحب ہوں گے۔''



سیرتِ مبارکہ کے درخشاں پہلو

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو راضی کرنے کا فیصلہ:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہایت پشیمانی کی حالت میں آئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے پریشانی کی وجہ دریافت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''میرے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے درمیان جھگڑا ہوگیا اور میں نے ان کو برا بھلا کہہ دیا۔ بعد میں جب ان سے معافی مانگی تو انہوں نے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔''

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات سن کر فرمایا۔

''الٰہی! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی مغفرت فرما۔''

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمہ تین مرتبہ ادا کیا۔ پھر کچھ دیر بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''اللہ عزوجل نے مجھے تمہارے پاس بھیجا اور تم لوگوں نے مجھے جھوٹا کہا یہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہی تھے جنہوں نے میری تصدیق کی اور اپنی جان و مال سے میری غمخواری کی کیا اب تم میرے لئے میرے ساتھی کو نہ چھوڑو گے؟''

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہ کلام سنا تو رو دیئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فوراً معاف فرما دیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لیٹے رہنا:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بستر مبارک پر لیٹے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری چادر اوڑھ رکھی تھی۔ اس دوران میرے والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی اور خود اسی طرح لیٹے رہے۔ والد بزرگوار آئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ دیر بات کی اور واپس چلے گئے۔ والد بزرگوار کے جانے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور انہوں نے بھی اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی اجازت دے دی اور اسی طرح لیٹے رہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی بات کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جانے کے کچھ دیر بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے اور مجھ سے کہا اپنی چادر سنبھالو۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور کچھ دیر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم

سے بات کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا جب والد بزرگوار اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ لیٹے رہے اور جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور میری چادر بھی مجھے واپس لوٹا دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا عثمان (رضی اللہ عنہ) شرم و حیاء والے ہیں اور مجھ ڈر تھا کہ اگر میں اسی حالت میں رہا تو وہ مجھ سے بات نہ کر سکیں گے اور میں ان سے شرم کیوں نہ کروں جس سے ملائکہ بھی شرم کرتے ہیں۔

پلڑے کا وزن:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن طلوع آفتاب کے بعد حضور نبی کریم ﷺ ہماری جانب تشریف لائے اور فرمایا میں نے فجر سے قبل خواب میں دیکھا کہ مجھے چابیاں اور ترازو عطا کیے گئے۔ پھر مجھے ایک پلڑے میں رکھا گیا اور میری امت کو دوسرے پلڑے میں رکھا گیا اور پھر وزن کیا گیا اور میرا پلڑا بھاری تھا۔ پھر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو لایا گیا اور ان کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا گیا اور دوسرے پلڑے میں میری امت کو رکھا گیا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا وزن زیادہ تھا۔ پھر عمر (رضی اللہ عنہ) کو لایا گیا اور ان کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا گیا اور دوسرے پلڑے میں میری امت کو رکھا گیا عمر (رضی اللہ عنہ) کا وزن زیادہ تھا۔ پھر عثمان (رضی اللہ عنہ) کو لایا گیا اور ان کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا گیا اور دوسرے پلڑے میں میری امت کو رکھا گیا پس عثمان (رضی اللہ عنہ) کا وزن زیادہ تھا اور پھر اس پلڑے کو اٹھا لیا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت علی [illegible] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

تشریف لائے اور حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے مصافحہ اور معانقہ کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''میرے ہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وہی مقام ومرتبہ ہے جو میرا مقام ومرتبہ اللہ عزوجل کے ہاں ہے۔''

تمہارا مطالبہ جائز نہیں ہے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے گھر تشریف لائے اور خدمت میں حاضری کی اجازت طلب کی مگر انہیں اجازت نہ ملی۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے بھی حاضری کی اجازت مانگی مگر انہیں بھی اجازت نہ ملی۔ کچھ دیر گزری تو حضور نبی کریم ﷺ نے دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ملاقات کی اجازت دے دی۔ جب دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اندر داخل ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اس وقت اردگرد موجود تھیں اور آپ ﷺ اس وقت خاموش بیٹھے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ، زید رضی اللہ عنہ کی بیٹی (جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں) کو دیکھتے تو وہ مجھ سے نان ونفقہ کا مطالبہ کر رہی تھی اور میں نے اسے پکڑا اور اس کا گلا دبایا۔ آپ ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سن کر تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھیں دکھائی دینے لگیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ میری ازواج جو میرے گرد جمع ہیں یہ بھی مجھ سے نان ونفقہ کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سنا تو فوراً کھڑے ہوئے اور اپنی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جانب بڑھے تاکہ انہیں ماریں اور حضرت

عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی کھڑے ہوئے اور اپنی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی جانب بڑھے تاکہ انہیں ماریں اور یہ دونوں حضرات فرما رہے تھے کہ تم حضور نبی کریم ﷺ سے اس چیز کا مطالبہ کرتی ہو جو ان کے پاس نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے جب یہ صورتحال دیکھی تو کہنے لگیں کہ ہم آئندہ حضور نبی کریم ﷺ سے اس چیز کا مطالبہ نہ کریں گی جو آپ ﷺ کے پاس موجود نہ ہو۔

حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا کے لئے نکاح کا پیغام بھیجنا:

جب حضرت ابو سلمٰی رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اس وقت ام المومنین حضرت سیّدہ ام سلمٰی رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں اور جب بچہ کی ولادت ہوگئی تو آپ رضی اللہ عنہا کی عدت بھی ختم ہوگئی پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام بھیجا جسے آپ رضی اللہ عنہا نے رد کر دیا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو کہ رشتہ میں آپ رضی اللہ عنہا کے ماموں زاد بھائی تھے انہوں نے نکاح کا پیغام بھیجا مگر آپ رضی اللہ عنہا نے اس رشتہ سے بھی انکار کر دیا یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ نے نکاح کا پیغام بھجوایا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کے پیغام پر مرحبا کہا اور آپ رضی اللہ عنہا نے اس پیغام کو قبول کر لیا کیونکہ یہ ایک بہت بڑی سعادت تھی کہ آپ رضی اللہ عنہا ام المومنین کے مرتبہ پر فائز ہو رہی تھیں۔

باطنی اعمال اللہ عزوجل کے ذمہ ہیں:

حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زمانہ نبوی ﷺ میں لوگ وحی پر عمل کرتے تھے اور وحی کا سلسلہ اب منقطع ہو چکا ہے اس لئے اب ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم لوگوں سے ان کے ظاہری اعمال کا حساب لیں جبکہ باطنی اعمال اللہ عزوجل کے ذمہ ہیں اور وہ ان کا حساب لینے والا ہے اور جس نے ظاہر کوئی بھی شرارت کی ہم اس کو امن نہیں دیں

گے خواہ وہ باطنی طور پر کتنا ہی نیک اور پرہیزگار کیوں نہ ہو۔

اہل رائے سے مشورہ:

حضرت یعقوب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کسی مشکل میں درپیش ہوتے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرماتے اے غوطہ خور! غوطہ کھاؤ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کسی شخص کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادہ حاضر دماغ اور دانا نہیں دیکھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مشکل اوقات میں انہی سے مشورہ لیا کرتے تھے۔

محبوب چیز کو راہِ خدا میں خرچ کرنا:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک جاریہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو آزاد کرتے ہوئے فرمایا اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ تم ہرگز بھلائی نہیں کر سکتے جب تک تم اپنی محبوب چیز کو راہِ خدا میں خرچ نہیں کر دیتے۔

مال کو رد کرنا:

حضرت عطار بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ عطیہ بھیجا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے واپس کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تم نے مال کو واپس کیوں کیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہم میں سے ہر ایک کے لئے بھلائی اس میں ہے کہ کسی سے کوئی چیز نہ لیں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا یہ بات میں نے سوال کرنے کو کہی تھی لیکن جو کچھ بلا سوال کے ملے وہ رزق ہے جو اللہ عزوجل نے تمہیں دیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میری جان ہے میں کبھی کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کروں گا اور جب کبھی کوئی چیز میرے پاس بغیر مانگے آئے گی میں اسے ضرور لے لوں گا۔

امت کی نجات کا ذریعہ:

روایات میں آتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا۔

"اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ حیرانگی کی بات نہیں میرا گزر عثمان (رضی اللہ عنہ) کے پاس سے ہوا اور میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔

"تمہارے پاس تمہارے بھائی عمر (رضی اللہ عنہ) آئے اور تم نے انہیں ان کے سلام کا جواب نہیں دیا تمہیں ایسا کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا ہے؟"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے ایسا نہیں کیا۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان

ہے تم نے ایسا ہی کیا ہے اور تم نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سن کر فرمایا۔

"مجھے آپ رضی اللہ عنہ کے گزرنے کی ہرگز خبر نہ ہوئی اور نہ ہی مجھے یہ معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے سلام کیا ہے۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"تم سچ کہتے ہو اللہ عزوجل کی قسم! تمہارے متعلق میرا یہ خیال تھا کہ تم کسی سوچ میں گم تھے جس کی وجہ سے تم نے عمر (رضی اللہ عنہ) کے سلام کا جواب نہیں دیا۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو کہا۔

"امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ درست کہتے ہیں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی وجہ سے پریشان ہوں اور اس سوچ میں گم تھا اس امت کی نجات کے بارے میں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت نہ کر سکا اور اسی سوچ میں گم تھا جس کی وجہ سے مجھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے گزرنے اور ان کے سلام کرنے کے متعلق کچھ خبر نہ ہوئی۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے مجھ سے وہ کلمہ قبول کر لیا جو کلمہ میں نے اپنے چچا کو پیش کیا تو اور انہوں نے اسے رد کر دیا پس وہی کلمہ میری امت کی نجات کا ذریعہ ہے۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا وہ کلمہ کون سا ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''گواہی دینا اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول اور بندے ہیں۔''

ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے سبقت لے جانا ممکن نہیں:

روایات میں آتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس بوڑھی نابینا عورت کے متعلق پتہ چلا تو آپ رضی اللہ عنہ نے سوچا میں اس بوڑھی عورت کے گھر کی صفائی ستھرائی کردوں اور اس کے کھانے کا کچھ انتظام کردوں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ اس مقصد کے لئے اس بوڑھی عورت کے گھر پہنچے مگر جب وہاں پہنچے تو گھر صاف ستھرا تھا اور ہر چیز انتہائی سلیقہ سے اپنی جگہ پر رکھی ہوئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پانی کا گھڑا دیکھا تو وہ بھی پانی سے بھرا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس بوڑھی عورت سے پوچھا تمہارے گھر کے کام کون کرتا ہے؟ وہ بولی مجھے اس کا علم نہیں البتہ کوئی شخص صبح سویرے آتا ہے اور میرے گھر کی صفائی کرتا ہے، گھڑے میں پانی بھرتا ہے اور مجھے کھانا کھلا کر واپس چلا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس بوڑھی عورت کی بات سنی تو ارادہ کیا میں اس بارے میں آگاہی حاصل کروں کہ وہ شخص کون ہے جو صبح سویرے آ کر اس بوڑھی عورت کے گھر کے کام کرتا ہے چنانچہ اس مقصد کے لئے آپ رضی اللہ عنہ اگلے دن نمازِ فجر کے بعد اس عورت کے گھر پہنچے تا کہ دیکھیں کہ وہ کون ہے جو اس بوڑھی عورت کے گھر کے کام کرتا ہے مگر آپ رضی اللہ عنہ نے حسب معمول گھر میں صفائی دیکھی اور گھڑا بھی پانی سے بھرا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خود سے کہا میں کل نمازِ فجر سے قبل آؤں گا اور دیکھوں گا کہ وہ شخص [illegible] فجر سے قبل

ہی اس بوڑھی عورت کے گھر تشریف لائے اور ایک کونے میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انتہائی خاموشی کے ساتھ آئے اور انہوں نے گھر کی صفائی کی۔ پھر گھڑا پانی سے بھر کر لائے اور اس بوڑھی عورت کو خود اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلائے اور خاموشی سے وہاں سے واپس چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب یہ منظر دیکھا تو فرمایا۔

''اللہ کی قسم! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے سبقت لے جانا ممکن نہیں۔''

آج یہ لوگ ہم سے زیادہ فضیلت لے گئے:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اونٹنی پر سوار تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ جہاں سے گزرتے لوگوں کو السلام علیکم کہتے۔ اس دوران لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو جواب میں السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کہتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''عمر (رضی اللہ عنہ)! آج یہ لوگ ہم سے زیادہ فضیلت لے گئے۔''

سب سے بڑھ کر منصف:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے زیادہ بڑھ کر منصف کسی کو نہیں دیکھا اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ افضل ہیں۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے ان کی بات سن کر فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی بات کی تائید کرتے ہوئے فرمایا۔

''عوف (رضی اللہ عنہ) درست کہتا ہے۔ اللہ کی قسم! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ تھے اور میں اپنے گھر

والوں کے لئے اونٹ سے زیادہ بے راہ ہوں۔"

تم مسلمانوں میں فساد پھیلانا چاہتے ہو:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں کچھ لوگ خفیہ طور پر مقرر کر رکھے تھے جو لوگوں میں گھومتے اور آپ رضی اللہ عنہ کو اطلاع پہنچاتے۔ ایک مرتبہ ان لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ ان کی بات سن کر جلال میں آ گئے اور ان لوگوں کو بلا بھیجا۔ جب وہ لوگ حاضر ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے شریر لوگو! تم مسلمانوں میں فساد پھیلانا چاہتے ہو اور میرے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان تفریق پیدا کرتے ہو۔ جان لو اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے قبضہ میں عمر (رضی اللہ عنہ) کی جان ہے! میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ میرے لئے جنت میں وہ مقام ہوتا جہاں سے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھتا کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے میری امت میں سب سے بہتر شخص ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہے۔"

لونڈی کا گانا:

روایات میں آتا ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک لونڈی تھی جو گا رہی تھی۔ اس دوران حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حجرہ کے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ اس لونڈی نے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو خاموش ہو گئی اور وہاں سے

بھاگ گئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب حجرہ میں داخل ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں تبسم فرمانے کی وجہ دریافت کی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہماری لونڈی کچھ گا رہی تھی مگر جب اس نے تمہاری آواز سنی تو وہ خاموش ہو گئی اور یہاں سے بھاگ گئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب تک میں اس لونڈی کی آواز نہ سنوں گا یہاں سے ہرگز نہ جاؤں گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لونڈی کو بلایا اور اس لونڈی نے دوبارہ گانا گایا۔

مجھے قرض کی ادائیگی کے متعلق کہتے:

حضرت زید رضی اللہ عنہ بن سعنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے اپنے قرض کی واپسی کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انتہائی بدتمیزی سے کہا اے عبدالمطلب کی اولاد! تم بڑے نادہندہ ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے انہوں نے جب حضرت زید رضی اللہ عنہ بن سعنہ کی بات سنی تو انہیں جھڑک دیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دوران تبسم فرماتے رہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عمر (رضی اللہ عنہ)! یہ اور میں تو کسی اور بات کے ضرورت مند تھے اور تم مجھے اچھی طرح قرض کی ادائیگی کے متعلق کہتے اور اس سے کہتے وہ حسن اخلاق سے اپنے قرض کی واپسی کا تقاضا کرے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زید (رضی اللہ عنہ)! ابھی میرے وعدہ میں تین دن باقی ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم اس کا قرض ادا کردو اور اسے بیس صاع زیادہ دے دینا کیونکہ تم نے اسے جھڑکا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن سلوک دیکھ کر حضرت زید رضی اللہ عنہ بن سعنہ نے اسی وقت کلمہ حق پڑھ لیا اور [illegible] حضرت زید رضی اللہ عنہ بن

سعنہ اکثر اس واقعہ کو یاد کر کے فرماتے تھے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی تمام نشانیاں دیکھی تھیں مگر امور دیکھنا باقی تھے کہ نبی کے علم پر جہالت غلبہ نہیں پا سکتی اور نبی کے ساتھ کتنا بھی جاہلوں والا سلوک کیا جائے اس کے حسن سلوک میں اضافہ ہوتا ہے نہ کہ کمی۔ یہی وجہ ہے کہ جب میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو نازیبا الفاظ کے ساتھ آزمایا تو آپ ﷺ ان پر پورا اترے۔

مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک مرتبہ نوے ہزار درہم پیش کئے گئے اور آپ ﷺ نے ایک چٹائی بچھوا کر انہیں اس پر رکھوا دیا اور انہیں لوگوں میں تقسیم فرمانے لگے۔ جو بھی سائل آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا وہ مایوس نہ لوٹتا تھا۔ آپ ﷺ جب تمام درہم تقسیم فرما چکے تو ایک سائل اور آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم میرے نام پر اپنی ضرورت کی اشیاء خرید فرماؤ اور جب مجھے کسی جانب سے مال آئے گا تو میں وہ قرض ادا کر دوں گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! جس کام کی استطاعت نہ ہو اللہ عزوجل نے اس کام کو کرنے کا حکم نہیں دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات پسند نہ آئی اور اس دوران ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ جو وہاں موجود تھے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ خرچ کرتے جائیں اور اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو کبھی مال کے کم ہونے کا اندیشہ لاحق نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے جب ان انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو تبسم فرمایا اور آپ ﷺ کے چہرۂ پرنور سے خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔

اسی میں تیری نجات ہے:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں ایک دن حضور نبی کریم ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی تعداد جس میں مہاجرین اور انصار تھے موجود تھے۔ اس دوران بنی سلیم کا ایک اعرابی آیا جس کا نام سعید یا معاذ تھا اس نے ایک سوسمار (گوہ) اٹھا رکھی تھی جو اس نے اپنی آستین میں چھپائی ہوئی تھی۔ وہ اعرابی آتے ہی کہنے لگا مجھے اللہ کی قسم! (نعوذ باللہ) آج تک کسی ماں نے آپ ﷺ سے زیادہ جھوٹا پیدا نہ کیا ہو گا اور میں نے آپ ﷺ سے زیادہ دشمنی والا کسی کو نہیں پایا۔ اگر میرا زور چلتا تو میں تلوار کے ایک ہی وار سے آپ ﷺ کا (معاذ اللہ) سر قلم کر دیتا۔

اس اعرابی کی اتنی سخت گفتگو سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے برداشت نہ ہوا اور وہ اٹھے اور ارادہ کیا کہ اس اعرابی کو پکڑیں اور ابھی ختم کر دیں مگر حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ نرمی سے کام لو، صبر کرو یہ انبیاء علیہم السلام کی علامات ہیں۔ پھر آپ ﷺ اس اعرابی کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا اللہ عزوجل کی قسم! میں اس آسمان کے نیچے امین ہوں اور آسمان کے فرشتے بھی میری تعریف کرتے ہیں، میں زمین پر امین ہوں اور اہل زمین بھی میری تعریف کرتے ہیں۔ اے اعرابی! میری محفل میں اچھی بات کرو اور میرے متعلق اچھے کلمات کہو۔ اس اعرابی نے کہا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ مجھے ملامت کرتے ہیں جبکہ میں نے سچی بات کہی ہے۔ مجھے لات وعزیٰ کی قسم میں اس وقت تک ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ سوسمار آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی نہ دے۔

حضور نبی ...

کون ہوں اور تیرا رب کون ہے؟ وہ سوسمار بولی میرا رب زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا ہے، تری اور خشکی پر اس کی بادشاہت ہے اور آپ محمد ﷺ بن عبداللہ ہیں، انبیاء کرام علیہم السلام کے رہنما اور پیشوا جبکہ متقیوں کے امام اور امت کے قائد ہیں، جو آپ ﷺ پر ایمان لائے گا وہ یقیناً فلاح پائے گا اور آپ ﷺ کی پیروی کرنے والا بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہو گا اور جس نے آپ ﷺ کی نافرمانی کی وہ خسارہ اٹھانے والا ہے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ میں ہو گا۔ سوسمار کی بات سن کر وہ اعرابی بہت خوش ہوا اور خوشی خوشی واپس لوٹنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اللہ عزوجل کے ساتھ مذاق کرتے ہو؟ وہ اعرابی کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ! میں مذاق نہیں کرتا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب میں آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ سے زیادہ کسی کو روئے زمین پر اپنا دشمن نہ سمجھتا تھا مگر اب میں روئے زمین پر آپ ﷺ سے زیادہ کسی کو محبت کرنے والا نہیں پاتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو اسلام قبول کر لے اسی میں تیری نجات ہے۔ اس اعرابی نے فوراً کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ آپ ﷺ اس اعرابی کے اسلام لانے پر بے حد خوش ہوئے اور آپ ﷺ تبسم فرماتے ہوئے اپنی نشست سے اٹھے اور تین مرتبہ اپنا دست مبارک اس اعرابی کے ہاتھ پر رکھا اور فرمایا۔

''تم آئے تو کافر تھے مگر اس حالت میں واپس لوٹتے ہو کہ تم مسلمان ہو۔''

ہم اللہ کے رب ہونے پر راضی ہیں:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر

فاروق رضی اللہ عنہ ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں بنی قریظہ کے ایک محلہ سے گزرا وہاں میرا ایک دوست رہتا تھا اس نے مجھے تورات کا ایک نسخہ دیا ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت ہو تو میں اسے سناؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک پر غصہ کے آثار نمایاں ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ! کیا تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کو نہیں دیکھتے؟ پھر جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر غصہ کے آثار دیکھے تو عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اللہ کے رب ہونے پر راضی ہیں اور دین اسلام پر راضی ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی آخری الزماں ہونے پر راضی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ جاتا رہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر آج موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری پیروی کے بغیر گزارہ نہ تھا۔

عبداللہ بن ابی کے جھوٹ کا پول کھل گیا:

غزوۂ بنی مصطلق کے موقع پر ایک مہاجر اور ایک انصاری کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو گیا اور دونوں نے اپنی اپنی قوم کو پکارا اور خدشہ تھا کہ کہیں مہاجرین اور انصار کے درمیان لڑائی نہ شروع ہو جائے بعض اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آگے بڑھ کر ان میں صلح کروا دی۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کو اس کی خبر ہوئی تو اُس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ

یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے تم لوگوں نے ان کو اپنے شہر میں پناہ دی اور اپنا آدھا مال نہیں دے دیا اور اگر تم ان کی مدد نہ کرتے تو وہ اس شہر سے چلے جاتے اور بخدا! جب ہم مدینہ پہنچیں گے تو ہم انہیں وہاں سے رسوا کر کے باہر نکال دیں گے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما جو اس وقت کمسن تھے اور وہاں موجود تھے انہوں نے عبداللہ بن اُبی سے کہا اللہ عزوجل کی قسم! تو ذلیل ہے، تیری اپنی قوم میں بھی کچھ عزت نہیں اور تیری حمایت کرنے والا کوئی نہیں جبکہ عزت و بزرگی والے حضرت محمد ﷺ ہیں، اللہ عزوجل نے انہیں عزت عطا فرمائی اور اللہ عزوجل کے ہاں بھی اُن کی عزت ہے اور اُن کی اپنی قوم میں بھی اُن کی عزت ہے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کی بات سن کر عبداللہ بن اُبی غصہ سے بولا کہ تم خاموش رہو میں تو یونہی مذاق کر رہا تھا۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما نے وہ باتیں جا کر حضور نبی کریم ﷺ کے گوش گزار کیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان باتوں کو سن کر طیش میں آ گئے اور حضور نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔

عبداللہ بن اُبی کو جب پتہ چلا تو اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر جھوٹی قسمیں کھانا شروع کر دیں اور کہنے لگا کہ میں نے ایسا کچھ نہیں کہا جبکہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے مجھ سے جھوٹ منسوب کیا ہے۔ انصار کے کچھ لوگوں نے بھی اس کی سفارش کی اور کہا یارسول اللہ ﷺ! یہ اپنی قوم کا سردار ہے اور ایک بچے کے مقابلہ میں اس کی بات زیادہ اہمیت رکھتی ہے، ہوسکتا ہے کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کو سننے میں غلط فہمی ہوئی ہو

حضور نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن اُبی کا عذر قبول کر لیا اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کو جب خبر ہوئی کہ اس منافق نے جھوٹی قسمیں کھا کر خود کو سچا بنا لیا ہے اور اُن کو جھوٹا قرار دیا ہے تو انہوں نے شرم کے مارے گھر سے باہر نکلنا ترک کر دیا اور حضور نبی کریم ﷺ کی محفل میں بھی جانے سے اجتناب برتنے لگے۔ اللہ عزوجل نے عبداللہ بن اُبی کے جھوٹ کا پول کھول دیا اور سورۃ المنافقون نازل ہوئی جس کے ذریعے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کی سچائی سب پر عیاں ہوئی اور عبداللہ بن اُبی کے جھوٹ کا راز فاش ہو گیا جس کے بعد حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کی عزت و توقیر سب کی نگاہوں میں بڑھ گئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کو بلایا اور تبسم فرماتے ہوئے ان کا کان مسلا اور فرمایا۔

''تمہارا کان سچا ہے اور اللہ عزوجل نے تمہاری تصدیق کے لئے سورۃ منافقون نازل فرما دی ہے۔''

تو خود کو رسوا کرتا ہے:

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے مرضِ وصال میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا عنقریب میں تم سے جدا ہونے والا ہوں اور اگر کسی کا مجھ پر کوئی حق ہے تو وہ اپنا حق لے لے اور جان و مال یا سامان جس سے چاہے قصاص لے۔ آپ ﷺ کے فرمانے پر ایک شخص کھڑا ہوا اور اُس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے میرے تین درہم دینے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس شخص کی بات سنی تو فرمایا میں کسی کا انکار نہیں کرتا اور نہ ہی کسی کو قسم دیتا ہوں مگر یہ تین درہم میں نے کب تم سے لئے؟ اس شخص نے عرض کیا ایک دن ایک فقیر آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اسے تین درہم دے

دو اور میں نے اسے تین درہم دے دیئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے فضل رضی اللہ عنہ (حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما)! اسے تین درہم دے دو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! جس کسی پر حق ہو اسے چاہیے کہ وہ آج اپنی گردن اتار دے اور یہ خیال نہ کرے کہ میں رسوائی سے خوفزدہ ہوں گا، یاد رکھو کہ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے بہتر ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے فرمانے پر ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا میں نے مالِ غنیمت میں تین درہم خیانت کی تھی جو میری گردن پر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے مالِ غنیمت میں خیانت کیوں کی؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھے اُس وقت ضرورت تھی۔ آپ ﷺ نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے فضل (رضی اللہ عنہ)! اس کی جانب سے وہ تین درہم ادا کر دو۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ پھر فرمایا اے لوگو! کسی میں کوئی صفت ایسی ہو جسے وہ جانتا ہو اسے چاہیے کہ وہ کھڑا ہو تا کہ میں اس کے حق میں دعا کروں۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں کذاب ہوں، فحش گو ہوں اور میں بہت دیر تک سوتا رہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے اس کے حق میں دعا فرمائی اے اللہ! اسے سچائی نصیب فرما اور اس کی نیند کو اس سے دور کر دے جبکہ یہ بیداری کی خواہش رکھتا ہو۔ پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور اُس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں جھوٹا اور منافق ہوں اور کوئی برائی ایسی نہیں جو مجھ میں نہ پائی جاتی ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس شخص کی بات سن کر کہا اے شخص! تو خود کو رسوا کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے بہتر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس شخص کے لئے راست گوئی اور کامل ایمان اور دل کے

کینہ کو دور کرنے کی دعا فرمائی۔

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کچھ ایسی بات کہی جسے سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا۔

''عمر (رضی اللہ عنہ) میرے ساتھ ہے اور میں عمر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ہوں اور حق عمر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ہے خواہ عمر (رضی اللہ عنہ) جس جانب مرضی ہوں۔''

ان سے کہو کہ یہ چوری نہیں کریں گی:

فتح مکہ کے دن اہل مکہ کے بے شمار مرد و عورتیں، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے آپ ﷺ کے دست حق پر بیعت کی اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ نے سب کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہوئے ان کے پچھلے تمام افعالِ بد پر انہیں معاف فرما دیا۔ فتح مکہ کے موقع پر جب خواتین، آپ ﷺ کے دست حق پر بیعت کے لئے آئیں تو ان میں ہندہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں جو بھیس بدل کر آئی تھیں تا کہ آپ ﷺ انہیں شناخت نہ کریں اور پھر شناخت کے بعد اپنے ہردلعزیز چچا کی شہادت کا بدلہ لیتے ہوئے اسے قتل کرنے کا حکم جاری نہ کر دیں۔ ہندہ رضی اللہ عنہا نے دوسری عورتوں سے کہا کہ میں گفتگو میں حصہ نہ لوں گی مبادا کہیں میری آواز پہچان نہ لی جائے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ عورتوں کو مخاطب ہوں اور کہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ تم سے اس پر بیعت لیتے ہیں کہ تم اللہ عزوجل کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گی۔ ان عورتوں نے یک زبان ہو کر کہا جب مردوں کو شرک کی ممانعت ہے تو ہم عورتوں کو اس کی ممانعت کیوں نہ ہو

گی؟ آپ ﷺ نے ان عورتوں کو دیکھا مگر کچھ نہ فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! ان سے کہو کہ یہ چوری نہیں کریں گی؟ اس پر حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا بول پڑیں میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی معمولی چیزیں کبھی کبھار چرالیتی تھی کیا یہ بھی چوری میں شمار ہوتی ہیں؟ اس مجلس میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے انہوں نے کہا تو نے میرے گھر میں جو بھی چرایا اور وہ خرچ ہو گیا یا باقی ہے میں وہ تیرے لئے حلال کرتا ہوں۔

تمہارا مال انہیں عطا کرنا کوئی بڑی بات نہیں:

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے نواح میں واقع ایک گاؤں میں پہنچے اور اس گاؤں میں یہودیوں کی تعداد زیادہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا یہاں کسی مسلمان کا بھی گھر ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا یہاں ایک بدو مسلمان رہتا ہے جو بہت غریب ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس بدو کے پاس گئے اور اس بدو نے اپنی بیوی سے کہا کہ ایک مہمان آیا ہے اس کے کھانے کا انتظام کرو۔ بیوی نے کہا گھر میں تھوڑے سے جو کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ بدو بولا کہ تم گندم کا آٹا کسی سے ادھار لے آؤ۔ بدو کی بیوی نے ہمسایوں سے پتہ کیا مگر کہیں سے گندم کا آٹا نہ ملا۔ اس نے مجبوراً جو کی روٹیاں بنائیں اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دی گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو خیال آیا یہ بدو اور اس کی بیوی کے علاوہ ان کے تین بچے بھی ہیں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے روٹیوں کا چھٹا حصہ یعنی آدھی روٹی کھائی اور باقی بدو اور اس کے گھر والوں کے لئے چھوڑ دیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے رخصت ہوئے تو اس بدو سے فرمایا کہ تم جب بھی مدینہ منورہ آؤ تم عمر (رضی اللہ عنہ) کے متعلق پوچھ لینا۔ کچھ عرصہ بعد وہ بدو اور اس کی بیوی مدینہ منورہ آئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا۔

جب وہ آپ رضی اللہ عنہ سے ملے تو ان دنوں آپ رضی اللہ عنہ کا تجارتی مال مدینہ منورہ پہنچا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے وہ تمام مال اس بدو کو عطا کر دیا۔ پھر جب آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام واقعہ سنایا اور دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں نے ان کی میزبانی کا حق ادا کر دیا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ان کی میزبانی کا حق ادا نہیں کیا اور وہ غریب تھے مگر پھر بھی انہوں نے تمہاری مہمان نوازی کی اور ادھار لینے سے بھی دریغ نہ کیا اور اپنی قوت سے بڑھ کر تمہاری خدمت کی جبکہ تمہارے پاس مال موجود تھا چنانچہ تمہارا مال انہیں عطا کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔

نیکیوں میں کمی کا خوف:

حضرت حمید بن ہلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت حفص بن ابی العاص رضی اللہ عنہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کھانے کے اوقات میں حاضر ہوتے تو آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھانا نہ کھاتے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا تمہیں کس چیز نے میرے ساتھ کھانا کھانے سے روکا ہے۔ حضرت حفص بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے کہا آپ رضی اللہ عنہ کا کھانا موٹا جھوٹا ہوتا ہے اور میں ایسے کھانے کی طرف واپس لوٹوں گا جو نرم ہوگا اور میرے لئے پکایا گیا ہوگا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تمہارا میرے متعلق یہ خیال ہے کہ یہ میرے بس کی بات نہیں، میں ایک بکری کے لئے حکم دوں اس سے بال صاف کئے جائیں اور آٹے کے لئے حکم دوں کہ وہ ایک کپڑے میں چھانا جائے اور اس میں میدہ کے لئے حکم دوں کہ اس سے چپاتیاں پکائی جائیں، میں ایک صاع منقے کے لئے حکم دوں کہ وہ گھی میں بھنا جائے اور پھر اس کے اوپر پانی ڈالا جائے کہ وہ ہرن کے خون کی طرح ہو جائے۔ اگر مجھے روزِ قیامت نیکیوں

میں کسی کا خوف نہ ہوتا تو میں تم لوگوں سے بھی زیادہ اچھے طریقے سے کھاتا اور اس معاملے میں تمہارا شریک ہوتا۔

پیوند لگے کپڑے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں والد بزرگوار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گھر والوں کے لیے روزینہ مقرر کر رکھا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ گرمیوں میں نیا کپڑا بدلتے اور بسا اوقات تہبند پھٹ جاتا تو اس پر پیوند لگا لیتے اور جب تک اس کے تبدیل کرنے کا وقت نہ آ جاتا اسے پہنتے رہتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کوئی سال ایسا نہ تھا جب فتوحات زیادہ نہ ہوئی ہوں مگر آپ رضی اللہ عنہ کا لباس ہر سال کی نسبت گھٹیا ہی ہوتا گیا۔

آدمی کے اسراف کی بات:

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس وقت گوشت کھا رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ یہ کیسا گوشت ہے؟ انہوں نے عرض کیا مجھے گوشت کی خواہش ہوئی اس لئے میں اسے خرید لایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں جس چیز کی خواہش ہوتی ہے تم وہ کھاتے ہو۔ آدمی کے اسراف کے لئے یہ بات ہی کافی ہے وہ جس چیز کی خواہش کرے اسے حاصل بھی کرے۔

یہی تمہاری دنیا ہے:

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ہمراہ ایک کوڑی پر گزر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس کوڑی کے پاس رک گئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کوڑی کی گندگی سے گھن آنے لگی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہی تمہاری دنیا ہے جس پر تم اعتماد کرتے ہو۔

کیا تمہیں اہل فارس و روم سے عبرت حاصل نہیں ہوئی؟:

حضرت سلمیٰ بن کلثوم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے دمشق میں ایک اونچی عمارت بنائی۔ اس کی اطلاع جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک مکتوب بھیجا جس میں لکھا تھا۔

"اے ابوالدرداء (رضی اللہ عنہ)! کیا تمہیں اہل فارس و روم سے عبرت حاصل نہیں ہوئی جو تم نے بلند و بالا عمارتیں بنانا شروع کردیں۔ تم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے امام اور سردار ہو جن کی اقتداء کی جاتی ہے۔"

آخرت کی تیاری:

حضرت سفیان بن عینیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جب کوفہ کے گورنر مقرر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خط بھیجا جس میں گھر بنانے کی اجازت طلب کی گئی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں جواباً مکتوب بھیجا جس میں تحریر تھا۔

"تم اتنا بڑا مکان بناؤ جو تمہیں دھوپ اور بارش سے بچائے اس لئے کہ دنیا ایسا گھر ہے جہاں رہ کر تم نے آخرت کے لئے تیاری کرنی ہے۔"

لوگوں سے محبت وشفقت کی انتہاء:

حضرت اصمعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے عرض کیا آپ رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بات کریں کہ وہ لوگوں کے ساتھ سختی سے پیش نہ آئیں۔ اب تو ان کی سختی کی وجہ سے گھروں میں بیٹھی کنواری لڑکیاں بھی اپنے پردے کے اندر خائف ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس بات کا تذکرہ کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اے عبدالرحمن (رضی اللہ عنہ)! اللہ کی قسم! اگر لوگوں کو پتہ چل جائے میرے دل میں ان کے لئے کتنی محبت اور شفقت ہے تو یہ لوگ میرے کپڑے کو میرے کندھے سے کھینچ لیں۔''

حریرہ ایسے گھوٹا کرو:

حضرت ہشام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ایک ایسی عورت سے گزرے جو حریرہ گھوٹ رہی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس طرح حریرہ نہیں گھوٹا جاتا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اسے حریرہ گھوٹ دیا اور فرمایا حریرہ اس طرح گھوٹا کرو۔

اللہ عزوجل کا فضل:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا گزر ایسے شخص پر ہوا جو اندھا، گونگا، بہرا اور کوڑھی تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہمراہ لوگوں سے فرمایا تم اس شخص پر اللہ عزوجل کا کچھ انعام دیکھتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا ہم اس پر اللہ کا کچھ فضل نہیں پاتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس پر اللہ عزوجل کا انعام ہے کہ کیا تم

نہیں دیکھتے یہ پیشاب خود کرتا ہے اور اسے پیشاب کے لئے خود کو کھینچنا نہیں پڑتا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا دنیا سے اپنے رزق پر قناعت کرو اس لئے اللہ عزوجل نے اپنے بعض بندوں کو بعض پر رزق میں فضیلت دی ہے۔ یہ ایک آزمائش ہے جس سے ہر بندے کو آزمایا جاتا ہے۔ جس کو اس نے وسعت دی اس کی آزمائش یہ ہے کہ وہ اللہ عزوجل کا شکر کس طرح ادا کرتا ہے۔ اللہ عزوجل کا شکر ادا کرنا اس کے حق کی ادائیگی ہے جو اللہ عزوجل نے رزق کے معاملہ میں اسے عطا کیا ہے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ اگر تم میرا شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ نعمت سے نوازوں گا۔

تیرا فیصلہ میری تلوار نے کر دیا:

ایک مرتبہ ایک منافق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کسی فیصلے کے لئے حاضر ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ اس کے خلاف سنا دیا۔ وہ منافق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور آپ رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کرنے کو کہا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس فیصلے کے لئے نہیں گیا؟ اس نے کہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ میرے خلاف سنایا ہے اس لئے میں آپ رضی اللہ عنہ کے پاس فیصلے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس منافق کی یہ بات سنی تو تلوار نکال کر اس کا سر قلم کر دیا اور فرمایا کہ تو نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تیرا فیصلہ میری تلوار نے کر دیا۔

مسلمانوں کا غلام:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عاجزی و انکساری کا یہ عالم تھا کہ ایک دن صدقہ کے اونٹوں کے جسم پر تیل مل رہے تھے کسی نے دیکھا تو عرض کیا امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ کسی غلام سے کہہ دیتے وہ اونٹوں کو تیل مل دیتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ سے بڑھ کر غلام کون ہوگا جو شخص مسلمانوں کا والی ہے اس کو ان کا غلام بھی ہونا چاہئے۔

اقرباء کا حق میرے مال میں ہے:

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بے شمار مالِ غنیمت آیا۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو خبر ہوئی تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا والد بزرگوار اس مال میں آپ رضی اللہ عنہ کے اقرباء کا بھی حق ہے اور اللہ عزوجل نے رشتہ داروں سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری پیاری بیٹی! اقرباء کا حق میرے مال میں ہے جبکہ یہ مسلمانوں کا مال ہے۔

علمی مقام و مرتبہ:

دین اسلام سے قبل عربوں میں پڑھنے لکھنے کا زیادہ رواج نہ تھا چنانچہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان کیا اس وقت قریش میں سترہ افراد ایسے تھے جو پڑھنا لکھنا جانتے تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی ان میں سے ایک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نہایت ذہین و فطین تھے فصاحت و بلاغت میں اپنی مثل آپ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ سپہ گری اور بہادری کے جوہروں سے آراستہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے

فرامین، خطوط اور خطبات جو کتب سیر کا حصہ ہیں ان سے آپ رضی اللہ عنہ کی علمی قابلیت کا اظہار ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے عہد کے سخن سنج تھے اور عربوں کے تمام بڑے بڑے شعراء کا کلام آپ رضی اللہ عنہ کو یاد تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ نے عبرانی زبان سے بھی جلد واقفیت حاصل کر لی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ذہانت کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے بے شمار مشورے دین اسلام کے احکامات بن گئے۔ اذان کا طریقہ آپ رضی اللہ عنہ نے بتایا۔ شراب کی حرمت اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پردہ اور مقامِ ابراہیم علیہ السلام کا مصلیٰ بنانے میں مشورہ کی تائید اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں کی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قرآن مجید کے احکام و مسائل سے بھی بخوبی آگاہ تھے اور جس مسئلہ میں آپ رضی اللہ عنہ کو کوئی پریشانی پیش آتی آپ رضی اللہ عنہ وہ مسئلہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ستر کے قریب روایات بیان کی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا فقہ میں مقام نہایت بلند ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم جو فقہ کے استاد مانے جاتے ہیں وہ سب آپ رضی اللہ عنہ کے تربیت یافتہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی فقہی بصیرت سے بے شمار دینی مسائل حل کیے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ علم الانساب میں بھی مہارت رکھتے تھے اور اس علم کے ماہرین میں آپ رضی اللہ عنہ کا شمار ہوتا تھا۔ روایات میں آتا ہے کہ جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا اس وقت قریش میں صرف سترہ افراد ایسے تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے جن میں آپ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد آپ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ علم الانساب کے ماہر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے علم الانساب کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اخطب العرب کا لقب دیا گیا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ بے مثل خطیب تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے خطبے تاریخ کا حصہ ہیں اور اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔

> ''اے اللہ! میں سخت ہوں مجھے نرم کر دے، میں کمزور ہوں مجھے قوت عطا فرما۔ اہل عرب سرکش اونٹ کی مانند ہیں جن کی مہار میرے ہاتھ میں دی گئی ہے مجھے ہمت عطا فرما میں انہیں راستہ پر چلا کر ہی چھوڑوں گا۔''

میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے ہی دیکھا ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک مرتبہ والد بزرگوار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نئی قمیص زیب تن فرمائی اور مجھے چھری لانے کا حکم دیا اور جب میں چھری لایا تو فرمایا آستینوں کو کھینچو اور میری انگلیوں کے پوروں کے نیچے سے کاٹ دو اور جب میں نے آستینوں کا بڑھا ہوا حصہ کاٹ دیا تو وہ چھوٹی بڑی ہوگئیں۔ میں نے عرض کیا اگر حکم دیں تو قینچی سے انہیں برابر کر دوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا۔

> ''نہیں رہنے دو میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی دیکھا ہے۔''

دینی خدمات:

دینی خدمات کا جائزہ لیا جائے تو کسی بھی اسلامی حکومت کا سب سے بڑا کام اشاعت اسلام ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اشاعت اسلام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ اسلام تلوار کے زور پر نہیں بلکہ اخلاقی اقدار کی بدولت پروان چڑھا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب بھی کسی ملک میں اسلامی فوج کو روانہ کیا آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں نصیحت کی جنگ سے قبل لوگوں کو دین اسلام کی دعوت دیں اور انہیں دین اسلام کے اوصاف سے آگاہ کریں۔ آپ رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کو ہدایت کرتے وہ اپنے اخلاق کی بدولت دوسروں کو قائم کریں۔ یہی وجہ ہے جب لشکر اسلام کسی علاقے میں جاتے تو لوگ انہیں دیکھنے کے لئے آتے اور مسلمانوں کے اخلاق سے متاثر ہو کر دائرہ اسلام میں جوق در جوق داخل ہوتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان عربوں کو جو عراق اور شام میں آباد تھے اور عیسائی تھے ان کو دین اسلام کی جانب قائل کرنے کے لئے تبلیغ کا انداز اپنایا اور آپ رضی اللہ عنہ کی ان کوششوں سے بے شمار قبائل دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں دین اسلام کی تبلیغ کے لئے دور دراز علاقوں میں وفود بھیجے۔ مفتوحہ علاقوں میں لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنے کے لئے معلمین کا انتظام کیا جو ان علاقوں میں جا کر لوگوں کو اسلامی تعلیمات اور توحید کا درس دیتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی دور اندیشی کی بدولت لوگوں کے دلوں میں اسلام کی حقانیت واضح ہوئی اور دین اسلام کی بہتر طریقے سے اشاعت ممکن ہوئی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نومسلموں کو قرآن مجید کے مفہوم اور دین اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کرنے کا خاطر خواہ انتظام کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تمام

مفتوحہ علاقوں میں قرآن مجید کی تعلیم کے لئے مکتب قائم کئے اور ان میں تنخواہ دار معلم مقرر فرمائے۔ آپ رضی اللہ عنہ ان علاقوں میں جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی وقتاً فوقتاً بھیجا کرتے تاکہ نومسلموں کے دل ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت سے مائل ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کو صحیح طریقہ سے پڑھنے اور اس میں موجود تاکیدی احکامات پر عمل کرنے کا بھی حکم جاری کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ان تدابیر کی بدولت قرآن مجید کے حافظوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا اور ان کی تعداد ہزاروں میں جا پہنچی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک اور کارنامہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت اور تبلیغ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ صحیح احادیث کی تلاش کرتے اور ان کی اشاعت کے بعد انہیں مختلف علاقوں میں روانہ کرتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں چونکہ فتوحات کی کثرت تھی اور امورِ مملکت چلانے کے لئے روز نئے نئے حالات پیش آتے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ اس معاملے میں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کے متعلق دریافت کرتے اور جس صحابی سے کوئی حدیث ملتی اس کی تصدیق کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ احادیث کو نہایت چھان بین کے بعد قبول کرتے تاکہ کسی قسم کا کوئی عذر باقی نہ رہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی بات منسوب نہ ہو جو ان کے شایانِ شان نہ ہو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں علم فقہ کی بھی ترقی اور اشاعت کا خاطر خواہ انتظام کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ مختلف مواقع پر اپنے خطبات میں لوگوں کو فقہی اور شرعی مسائل سے آگاہ کرتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان موجود اختلافی مسائل کو مل بیٹھ کر حل کرنے پر زور دیتے۔ آپ رضی اللہ عنہ عمال کی تقرری سے

قبل اس بات کا بھی جائزہ لیتے کہ وہ عالم دین ہیں اور فقہی و شرعی مسائل سے بھی آگاہ ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک اہم کارنامہ مساجد کی تعمیر اور ان میں بہترین اماموں کا تقرر ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے لئے مفتوحہ علاقوں میں کثرت سے مساجد تعمیر کروائیں اور ان میں تنخواہ دار امام اور مؤذن تعینات کئے۔ خانہ کعبہ اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی توسیع کروائی تاکہ یہاں آنے والے لوگوں کو سہولت ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں دینی احکامات کو نافذ کیا اور ان پر عمل درآمد کو یقینی بنایا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نمازِ پنجگانہ، جمعہ کی نماز اور عیدین کی نماز کی امامت خود کیا کرتے تھے اور ان نمازوں کے وقت لوگوں کو فرائض اور سنن کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے آخری ایام میں نمازیوں کی کثرت اس قدر ہو گئی تھی کہ کئی کئی مؤذن اذان دیتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اکثر و بیشتر خطبات کے دوران لوگوں کو مذہبی و سیاسی مسائل سے آگاہ کرتے اور اس سلسلہ میں قرآن مجید کی آیات کے حوالہ جات بھی بیان کرتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خود امیر الحج ہوتے اور لوگوں کو بھی حج کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کوفہ اور بصرہ کے وفود حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ امیر المومنین! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجد کے لئے قرن احرام باندھنے کے لئے جگہ مقرر کی ہے جو ہمارے راستے سے جدا ہے اگر ہم قرن جا کر احرام باندھیں تو ہمیں دشواری پیش آتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اپنے راستے کا کوئی ایسا مقام بتاؤ جو اس کے مقابل ہو۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے باہم

مشورہ کے بعد ذاتِ عرق احرام باندھنے کے لئے تجویز فرمایا۔

عمر (رضی اللہ عنہ) کے سوا کون ہو سکتے ہیں؟:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو ایک جن ملا اور انہوں نے اس کے ساتھ کشتی کی اور پھر ان صحابی رضی اللہ عنہ نے اس جن کو پچھاڑ دیا اور اس جن سے کہا تم کتنے کمزور ہو اور تمہارے ہاتھ کتنے کمزور ہیں اور کیا گروہِ جن ایسا ہی ہوتا ہے؟ وہ جن کہنے لگا میں موٹا تازہ جن ہوں اور تم میرے ساتھ دوبارہ کشتی کرو اور اگر تم نے مجھے پھر پچھاڑ دیا تو پھر میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں گا جو تمہیں نفع دے گی چنانچہ انہوں نے پھر اس جن سے کشتی کی اور جن کو پچھاڑ دیا۔ جن نے کہا کیا تم اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم پڑھتے ہو؟ وہ بولے ہاں۔ جن نے کہا جس گھر میں یہ کلمہ پڑھا جائے گا شیطان گدھے کی مانند ڈر کر بھاگے گا اور وہ اس گھر میں اس وقت تک داخل نہیں ہو گا جب تک صبح نہ ہو جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے پوچھا وہ صحابی رضی اللہ عنہ کون تھے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے تردد فرمایا اور فرمایا وہ عمر (رضی اللہ عنہ) کے سوا کون ہو سکتے ہیں؟

علی (رضی اللہ عنہ) کا ذکر بھلائی کے ساتھ کرو:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ نازیبا الفاظ کہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس کا ہاتھ پکڑ کر روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لے گئے اور فرمایا۔

''کیا تو اس قبر والے کو جانتا ہے؟ پس تو علی (رضی اللہ عنہ) کا ذکر بھلائی کے ساتھ کر اگر تو نے علی (رضی اللہ عنہ) کا برائی کے

ساتھ کیا پس تو نے انہیں تکلیف پہنچائی۔''

دینی مسائل میں مباحثہ کرنا:

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مابین دینی مسائل میں یوں بحث ہوتی تھی کہ معلوم ہوتا تھا کہ دونوں میں کبھی صلح نہ ہوگی اور پھر جب دونوں حضرات مباحثہ سے علیحدہ ہوتے تو یوں دکھائی دیتا تھا کہ دونوں میں کبھی کوئی جھگڑا یا مباحثہ ہوا ہی نہیں ہے۔

حجراسود کو بوسہ دینے کا واقعہ:

روایات میں آتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں ایک مرتبہ حج بیت اللہ کے تشریف لئے گئے تو حجراسود کو بوسہ دیتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں تجھے اس وجہ سے بوسہ دیتا ہوں کہ تاجدارِ انبیاء حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے بوسہ دیا ہے ورنہ تو صرف ایک پتھر ہی ہے جو نہ کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نقصان۔''

ایک سارنگی نواز کے لئے باعث نجات بن گئے:

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک سارنگی نواز کو گریہ زاری کرتے اور استغراق میں محو دیکھ کر فرمایا۔

''تیرا یہ رونا تیرے ہوش کی علامت ہے۔''

اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو اس حالت سے ہٹایا اور

استغراق کی جانب لائے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں گذشتہ واقعات کو یاد کرنا اور آئندہ کی فکر کرنا درحقیقت اللہ عزوجل سے حجاب ہے۔ کب تک تو اس طرح گریہ زاری کرے گا؟ جب تک بانسری میں گرہ ہے ہمراز نہیں بن سکتی۔ جب تک تو خودی کے چکر کے ساتھ طواف کرے گا تو مرتد رہے گا۔ خودی کے ساتھ تو طوافِ کعبہ شرک ہے۔ ماضی اور مستقبل کے واقعات پر نہیں ان کے پیدا کرنے والے پر نظر رکھ۔ تیری خبریں خبر دینے والے سے غیر متعلق ہیں۔ تیری توبہ بھی ایسی حالت میں گناہ سے بدتر ہے۔ فنا کا راستہ تو دوسرا راستہ ہے اس میں ہوشیاری بھی گناہ ہے۔ خودی کی حالت میں توبہ کرنے سے توبہ کرو۔ کبھی تو نرم آواز کو قبلہ بناتے ہو اور کبھی پھوٹ پھوٹ کر رونے کا بوسہ لیتے ہو۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس سارنگی نواز کے لئے اسرار کا آئینہ بن گئے اور اس کی جان باطن سے بیدار ہوگئی۔ بوڑھا روح کی طرح گریہ سے آزاد ہوگیا۔ ایک جان چلی گئی اور دوسری جان زندہ ہوگئی۔ اس کے باطن میں ایک حیرانگی بیدار ہوئی جس سے وہ زمین و آسمان سے باہر ہوگیا اور اس کی جستجو کسی کی نہ تھی بلکہ انجذابی تھی جس کی کیفیت بیان نہیں ہوسکتی۔ وہ جلال ذوالجلال میں مستغرق ہوگیا اور جو کچھ ذاتِ باری تعالیٰ کے متعلق کہا گیا ہے۔ تقاضائے غیبی کی بناء پر کہا گیا ہے ورنہ اس کی شرح بیان نہیں ہوسکتی۔ سارنگی نواز کا حال یہاں تک پہنچا تو اس کی جان کُل میں ڈوب گئی۔ اس نے گفتگو سے دامن جھاڑا اور آدھی بات کہی اور آدھی بات اس کے منہ میں رہ گئی۔ اس عیش و عشرت کو حاصل کرنے کے لئے ... انسان کے جسم میں جان

اور روح جاری پانی کی مانند غیب سے پہنچتی رہتی ہے اور دنیا سے "چل" کی آواز آتی رہتی ہے۔ یہی حال انسان کی روح کا ہے یہ غیب سے سنتی ہے کہ جسم کی دنیا سے باہر نکل اور جائی دنیا میں آباد ہو جا۔

شاہِ روم کا ایلچی:

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شاہِ روم کا ایلچی امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مدینہ منورہ پہنچا۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد اس نے لوگوں سے دریافت کیا کہ خلیفہ وقت کا محل کس طرف ہے تاکہ میں اپنا گھوڑا اور یہ سامان جو میں ساتھ لایا ہوں وہاں لے جاؤں؟ لوگوں نے کہا کہ خلیفہ کا کوئی محل نہیں ہے اس کا محل تو اس کی روشن جان ہے۔ اگرچہ وہ ہمارے سردار ہیں لیکن وہ فقیروں کی مانند جھونپڑی میں رہتے ہیں۔ تو ان کا محل نہیں دیکھ سکتا کیونکہ تیری آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ دل کی آنکھ کو کھول اور پھر اس محل کو دیکھنے کی آرزو کر۔ جس کی جان ہوس سے پاک ہو گی وہی اس محل کو دیکھ سکے گا۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آگ اور دھوئیں سے پاک ہوئے تو جس جانب رخ کیا وہاں اللہ عزوجل کی ذات تھی۔ جو وسوسہ کا دوست ہوا وہ اللہ عزوجل کی ذات کو کیسے دیکھ سکتا ہے؟

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لوگوں کے درمیان اللہ عزوجل اسی طرح روشن ہے جیسا کہ ستاروں کے درمیان چاند، اگر تو نہیں دیکھتا تو یہ دنیا تو معدوم نہیں ہے۔ اپنے نفس کی انگلی کو آنکھوں سے ہٹا اور پھر تو جو چاہتا ہے اسے دیکھ۔ حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو جب دعوتِ حق دی تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس دیں اور اپنے اوپر کپڑے اوڑھ لئے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے

خود دیکھنے اور سننے کے راستے بند کر دیئے ہیں۔ آدمی بینائی کا نام ہے باقی کھال ہے۔ دید تو دراصل محبوب کی دید ہے اور اگر دوست کا دیدار نصیب نہ ہو تو پھر اندھا ہونا ہی بہتر ہے۔ جو دوست باقی رہنے والا نہیں ہے اس کا دور رہنا ہی بہتر ہے۔ لوگوں سے ایسی باتیں سن کر شاہِ روم کے ایلچی کا اشتیاق مزید بڑھ گیا اور وہ سوچنے لگا کہ کیا کوئی ایسا آدمی بھی ہے جو جسم میں جان کی مانند دنیا سے پوشیدہ ہے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک بدوی عورت نے اس ایلچی کو دیکھ کر کہا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کھجور کے درخت کے نیچے ہیں۔ تو اس درخت کے نیچے مخلوقِ خدا سے جدا خدا کے سایہ کو سایہ میں سوتا دیکھ سکتا ہے۔ وہ ایلچی اس جگہ پہنچا اور دور کھڑا ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر اس پر کپکپی طاری ہو گئی اور اس پر اللہ عزوجل نے ایسی کیفیت طاری کر دی کہ اس نے محبت اور ہیبت جو کہ ایک دوسرے کی ضد ہیں اپنے جگر میں جمع دیکھا۔ اس ایلچی نے خود سے کہا میں نے بے شمار بادشاہوں کے دربار دیکھے ہیں لیکن اس شخص کی ہیبت نے میرے حواس گم کر دیئے ہیں۔ میں بڑے بڑے شکاری جانوروں سے لڑا ہوں، شیر کی طرح جنگوں میں حصہ لیا ہے، بہت سے زخم کھائے ہیں اور لگائے ہیں لیکن میرا دل ہمیشہ قوی رہا۔ یہ شخص کس طرح بغیر ہتھیار کے زمین پر سو رہا ہے اور میں اس سے خوف محسوس کر رہا ہوں۔ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ یہ کسی مخلوق کی ہیبت نہیں بلکہ خدا کی ہیبت ہے۔ جو شخص اللہ عزوجل سے خوف محسوس کرتا ہے اور جس نے تقویٰ اختیار کیا اس سے جن اور انسان دونوں ڈرتے ہیں۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قدرے انتظار کے بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے۔ اس ایلچی نے آپ رضی اللہ عنہ کو سلام کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے

اسے بلایا اور مطمئن کیا۔ اس ایلچی کے دل سے خوف جاتا رہا اور اس گھبرائے ہوئے ایلچی کو آپ رضی اللہ عنہ نے خوش کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے گفتگو کے بعد اس ایلچی کے دل میں روشنی پیدا ہوئی۔ اس نے اصل کو پالیا اور فروغ کو چھوڑ دیا۔ اس نے حکمت کی بات پوچھی کہ روح جیسی مصفی چیز کو جسموں میں قید کرنے میں اللہ عزوجل کی کیا حکمت ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا انسان معنی اور آواز جیسی چیزوں کو لفظوں میں قید کر دیتا ہے تو اس میں اس کی کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے تو جو ذات خود نفع کی خالق ہے اس کے افعال میں بھی کوئی نہ کوئی حکمت ضرور پوشیدہ ہے۔ روح کو قید کرنے کے بے شمار فائدے ہیں اور ان میں سے ہر ایک ہمارے لاکھ فائدوں سے بہتر ہے۔ اگر انسان کا کلام فائدے سے خالی نہیں جو کہ جز ہے تو کل کے کن کہنے کا کلام فائدے سے خالی کیسے ہو سکتا ہے؟ بولنے سے اگر فائدہ نہیں ہے تو بولنا چھوڑ دے اور اگر ہو سکے تو اعتراض چھوڑ دے اور شکر گزار بندہ بن جا۔ غیر مفید سوال کرنا درست نہیں ہوتا اور مفید سوال بھی اعتراض کی صورت میں نہیں بلکہ شکر کے طریقے پر ہونا چاہئے کیونکہ انسانوں کا شکر گزار ہی اللہ عزوجل کا صحیح معنوں میں شکر گزار ہوتا ہے اور درحقیقت انسانوں کا شکر ادا کرنا اللہ عزوجل کا شکر ادا کرنا ہے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شاہِ روم کے ایلچی نے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی گفتگو سنی تو وہ اللہ عزوجل کی قدرت پر فریفتہ ہو گیا اور اس کو اپنی سفارت یاد نہ رہی۔ قطرہ فنا ہو کر سیلاب بن گیا اور روٹی کا تعلق جب حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا تو مردہ روٹی بھی زندہ اور باخبر ہو گئی۔ وہ شخص مبارک باد کے قابل ہے جو خودی سے نکل گیا اور کسی زندہ کے وجود سے وابستہ ہو گیا۔ صد افسوس ہے اس شخص پر جو زندہ ہو کر کسی مردہ کا ہم نشین ہوا۔ جب تم قرآن مجید کی پناہ میں

آ گئے تو گویا تمہارا ساتھ انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح سے ہو گیا۔ قرآن مجید میں انبیاء کرام علیہم السلام کے حالات ہیں جو اللہ عزوجل کے پاک دریا کی مچھلیاں ہیں۔ اگر تو صرف اسے پڑھتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا تو اسے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کا دیدار سمجھ۔ اگر تو اس پر عمل کرے گا تو جب تو ان کے واقعات کا مطالعہ کرے گا تو تیری جان کا پرندہ پنجرے میں تنگ آ جائے گا۔ وہ پرندہ نادان ہے کہ جو قید ہو اور چھٹکارا نہ پا سکے۔ جو روحیں قید سے آزاد ہو گئیں وہ انبیاء کرام علیہم السلام اور کامل مرشد کی ارواح ہیں۔ باہر کی دنیا سے ان کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں کہ تیرے چھٹکارے کا ایک راستہ یہی ہے۔ اس قید سے رہائی چاہتا ہے تو اپنے آپ کو رنجور اور زار و نزار بنا لے تا کہ شہرت سے نکل آئے۔ مخلوق کی شہرت ایک مضبوط بیڑی کی مانند ہے اور راستے کو طے کرنے کے لئے یہ لوہے کی کسی مضبوط بیڑی سے ہرگز کم نہیں ہے۔

تم نے ہم سب کے لئے دعا کیوں نہ کی؟:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ایک قافلہ کے ساتھ جس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے مکہ مکرمہ کی جانب جا رہے تھے۔ میں اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قافلے سے پیچھے رہ گئے اور پھر ایک بادل آیا اور بارش شروع ہو گئی۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ خداوندی میں یوں دعا مانگی۔

"اے اللہ! ہمیں اس بارش کی تکلیف سے نجات عطا فرما اور اس کا رخ بدل دے۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی

دعا قبول ہو گئی اور بادلوں کا رخ بدل گیا اور ہم دنوں پر بارش کی ایک بوند بھی نہ گری۔ پھر جب ہم قافلے سے دوبارہ ملے تو ہم نے دیکھا ان کے جانور، کجاوے اور سامان وغیرہ سب کچھ بارش سے بھیگ چکا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہم سے دریافت کیا کہ کیا تم لوگوں پر بارش نہیں ہوئی؟ میں نے کہا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی تھی کہ الٰہی! ہمیں اس بارش کی تکلیف سے نجات دے تو اللہ عزوجل نے ہمیں بارش سے محفوظ رکھا اور بارش ہم پر بالکل نہ برسی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے ہم سب کے لئے دعا کیوں نہ کی؟

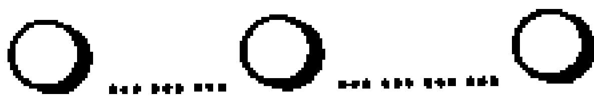
میرے گورنروں میں کوئی منافق ہے؟:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو منافقین کے متعلق بتایا کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا میرے گورنروں میں کوئی منافق ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں! ایک منافق ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا نام بتانے سے انکار کر دیا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کے متعلق کسی نہ کسی طرح علم ہو گیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے معزول کر دیا۔

میرا بھی یہی کہنا ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھے بھی اصحاب بدر رضی اللہ عنہم کے ہمراہ اپنے پاس بٹھاتے تھے اور ان میں سے بعض حضرات نے ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا آپ رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ اس لڑکے کو کیوں بٹھاتے ہیں جبکہ اس لڑکے کی عمر کے ہمارے اپنے

بیٹے ہیں؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلاشبہ اس کا تعلق ان سے ہے جنہیں تم جانتے ہو۔ پھر ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اصحابِ بدر رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ساتھ ہی مجھے بھی بلا لیا۔ میں نے سوچا شاید حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ انہیں میرے مرتبہ سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سورۂ نصر کی تلاوت کی اور فرمایا تم اس کی تفسیر میں کیا کہتے ہو؟ کسی نے کہا اس سورت میں اللہ عزوجل کا پیغام یہ ہے کہ جب میری مدد اور نصرت تمہارے لئے آ جائے تو تم کثرت سے توبہ اور استغفار کرو۔ کسی نے کہا ہم اس کے متعلق نہیں جانتے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تمہاری رائے بھی وہی ہے جو ان حاضرین کی رائے ہے؟ میں نے کہا اس سورت میں اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے وصال کی خبر دی ہے اور اس سورت میں فتح سے مراد مکہ مکرمہ کی فتح ہے اور یہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی بڑی علامت ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے میرا جواب سنا تو فرمایا میرا بھی یہی کہنا ہے جو تم نے کہا ہے۔



اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے حسن سلوک

کسی بھی مسلمان کے لئے اس کی زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ حب رسول اللہ ﷺ ہے۔ ہر مسلمان کا فرضِ اوّلین ہے کہ وہ اپنے دل میں حضور نبی کریم ﷺ کی محبت کو اجاگر کرے اور صحیح معنوں میں اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھی حضور نبی کریم ﷺ سے بے پناہ محبت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ مجھے اپنی جان کے علاوہ سب سے زیادہ عزیز ہیں۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''عمر (رضی اللہ عنہ)! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب تک تم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہیں رکھو گے بلند مرتبہ نہیں پا سکو گے۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم! آپ ﷺ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حب رسول اللہ ﷺ کا اندازہ اس سے بھی

ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ہر وقت حضور نبی کریم ﷺ کی حفاظت پر کمربستہ رہتے تھے اور اگر کوئی شخص حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ کی تلوار میان سے نکل آتی تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر میں اپنے ماموں عاص بن ہشام کو اپنی تلوار سے اس وجہ سے قتل کر دیا تھا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ اور دین اسلام کا مخالف تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ جب حضور نبی کریم ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے ناراض ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت طلب کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو حاضری کی اجازت نہ ملی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! میں اپنی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی سفارش کے لئے نہیں آیا اگر آپ ﷺ حکم دیں تو میں ان کا سرتن سے جدا کر دوں گا۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ کاشانہ نبوت میں تشریف لے گئے تو حضور نبی کریم ﷺ کو ایک کھردری چارپائی پر لیٹے ہوئے دیکھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے سرمبارک کے نیچے چمڑے کا تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی یہ حالت دیکھی تو رو پڑے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے رونے کی وجہ دریافت کی تو عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! قیصر و کسریٰ دنیا کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور جن کے لئے یہ کائنات بنائی گئی ہے ان کا کیا

حال ہے؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''اے عمر (رضی اللہ عنہ)! کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ ان کے لئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت؟''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں حج بیت اللہ کے لئے گئے تو حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا۔

''میں تجھے اس وجہ سے بوسہ دیتا ہوں کہ میرے آقا حضور نبی کریم ﷺ نے تجھے بوسہ دیا ہے ورنہ تو صرف ایک پتھر ہے جو نہ ہی نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نقصان۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حضور نبی کریم ﷺ سے محبت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے قیصر و کسریٰ کی حکومتیں مٹانے کے بعد، ایرانیوں اور رومیوں کے غرور کو توڑنے کے بعد جب آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں سلطنت اسلامیہ انتہائی وسیع ہو گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے رہنے سہنے کا انداز حضور نبی کریم ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے ویسا ہی رکھا جیسا حضور نبی کریم ﷺ کا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔

''اللہ کی قسم! میں اپنے آقا حضور نبی کریم ﷺ کے نقش قدم پر چلوں گا اور آخرت کی فراخی اور خوشحالی اختیار کروں گا۔''

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے اذان دینا ترک کر دی۔ جب بیت المقدس فتح ہوا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ وہ مسجد اقصیٰ میں اذان دیں۔ حضرت

بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے اذان دی تو آپ رضی اللہ عنہ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کو یاد کر کے اس قدر روئے کہ ہچکی بندھ گئی۔

حضور نبی کریم ﷺ سے والہانہ محبت کے علاوہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اہل بیت رضی اللہ عنہم سے بھی بے پناہ محبت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں جب قحط سالی کا موقع آیا تو حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعا مانگی تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب فتوحات کا دروازہ کھلا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اہل بدر کے لئے پانچ پانچ ہزار درہم کے وظائف مقرر کئے۔ پھر جنہوں نے اہل بدر سے پہلے اسلام لانے میں سبقت کی تھی ان کے لئے چار چار ہزار درہم کے وظائف مقرر کئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے وظائف بارہ بارہ ہزار مقرر کئے۔ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کے چچا ہونے کی وجہ سے ان کا وظیفہ بھی بارہ ہزار مقرر کیا۔ حضرت سیّدنا امام حسن اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار درہم مقرر کیا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما جو کہ حضور نبی کریم ﷺ کے منہ بولے بیٹے تھے ان کا وظیفہ چار ہزار درہم مقرر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا وظیفہ تین ہزار درہم مقرر کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا وظیفہ چار ہزار درہم ہے اور میرا وظیفہ تین ہزار درہم ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کا باپ تیرے باپ سے زیادہ حضور نبی کریم ﷺ کو محبوب تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ [illegible] بھیجا۔ آپ رضی اللہ عنہ

صدقات کی وصولی کے لئے روانہ ہوئے تو پہلے شخص حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ ملے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے ابوالفضل (رضی اللہ عنہ)! اپنی زکوٰۃ لائیے۔ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میرا اور تمہارا معاملہ ہوتا تو میں تمہیں بتا دیتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! اگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آپ (رضی اللہ عنہ) کا مرتبہ بلند نہ ہوتا تو میں اس پر عمل کرتا جس کا حکم مجھے دیا گیا ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور سارا ماجرا انہیں بیان کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے صدقات کی وصولی کے لئے بھیجا پس مجھے پہلے شخص جو ملے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے مجھ سے ایسی بات کہی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تم جانتے نہیں کہ آدمی کا چچا اور اس کا باپ ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہیں اب تم ان سے کچھ نہ کہنا انہوں نے اپنی دو سال کی زکوٰۃ جمع کروا رکھی ہے۔"

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیت المال میں لوگوں کو مال تقسیم کر رہے تھے کہ کچھ مال بچ گیا۔ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر موسیٰ علیہ السلام کے چچا زندہ ہوتے تو کیا تم لوگ ان کی عزت نہ کرتے؟ آپ رضی اللہ عنہ اور دیگر حاضرین نے بیک زبان ہو کر کہا ہاں ہم ان کی عزت کرتے۔ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو کیا میں تمہارے نزدیک اس بچے ہوئے مال کا زیادہ حق دار نہیں کیونکہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ بچا ہوا مال حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا۔

حضرت سیدنا عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے والد کے گھر ایک پرنالہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے راستے میں تھا۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن نئے کپڑے پہنے وہاں سے گزرے تو اس پرنالے پر والد بزرگوار نے دو مرغیاں ذبح کیں اور ان کے خون پر پانی بہایا اور وہ خون ملا پانی آپ رضی اللہ عنہ کے کپڑوں پر گرا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس پرنالے کو وہاں سے اکھاڑنے کا حکم دیا اور خود لباس تبدیل کر کے دوبارہ آئے اور لوگوں کی نماز میں امامت کی۔ نماز کے بعد والد بزرگوار نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا یہ پرنالہ یہیں رہے گا اور اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لگایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور میں اس وقت تک آپ رضی اللہ عنہ سے کہوں گا جب تک آپ رضی اللہ عنہ میری پیٹھ پر سوار ہو کر وہ پرنالہ نہ لگائیں گے اور پھر والد بزرگوار نے آپ رضی اللہ عنہ کی پیٹھ پر سوار ہو کر پرنالہ لگایا۔

حضرت یعقوب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کسی مشکل میں درپیش ہوتے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرماتے اے غوطہ خور! غوطہ کھاؤ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کسی شخص کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادہ حاضر دماغ اور دانا نہیں دیکھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مشکل اوقات میں انہی سے مشورہ لیا کرتے تھے۔

روایات میں آتا ہے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم اپنے دورِ خلافت میں جب بھی حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے ملتے تو اپنی سواری سے اتر جاتے اور ان [illegible]

رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں داخل ہو جاتے تھے۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ کہا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس کا ہاتھ پکڑ کر روضہ رسول اللہ ﷺ پر لے گئے اور فرمایا۔

''کیا تو اس قبر والے کو جانتا ہے؟ پس تو علی (رضی اللہ عنہ) کا ذکر بجز بھلائی کے کبھی نہ کر اگر تو نے علی (رضی اللہ عنہ) کا ذکر برائی کے ساتھ کیا تو نے انہیں تکلیف پہنچائی۔''

حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما تھے میں ان کے پاس منبر پر گیا اور کہا میرے باپ کے منبر سے اتریئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیٹے! تم نے صحیح کہا یہ منبر تمہارے باپ کا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مال تقسیم کرنے لگے اور آپ رضی اللہ عنہ نے مال کی تقسیم کا آغاز حضرت سیّدنا امام حسن اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہم سے کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا پہلے مجھے مال عطا کریں میں اس کا زیادہ حق رکھتا ہوں اور میں امیر المومنین کا بیٹا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بیٹے کی بات سنی تو فرمایا تو پہلے ان کے باپ جیسا باپ لے کر آؤ اور ان کے جد امجد جیسا اپنا جد امجد لے کر آؤ اور پھر مجھ سے مال مانگو۔

راوی کہتے ہیں حضرت سیّدنا امام حسن اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہم نے گھر لوٹ کر تمام واقعہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گوش گزار کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم جاؤ اور امیر المومنین کو یہ خوشخبری سناؤ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کو ان کی خبر جبرائیل علیہ السلام نے

دی تھی کہ عمر جنتیوں کے سورج ہیں۔

راوی کہتے ہیں حسنین کریمین رضی اللہ عنہم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان سنایا تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا تم اپنے والد بزرگوار سے کہو کہ وہ یہ تحریر لکھ دیں۔

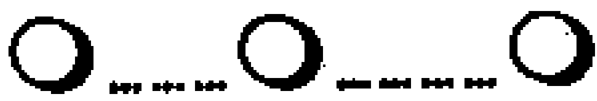
ایک روایت کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب حسنین کریمین رضی اللہ عنہم سے یہ بات سنی تو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور فرمایا اے علی (رضی اللہ عنہ)! کیا آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا سنا ہے؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں! ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا سنا ہے کہ عمر جنتیوں کے سورج ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا آپ رضی اللہ عنہ مجھے یہ تحریر دے دیں چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ تحریر لکھ دی۔

''یہ تحریر ہے علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی جانب سے عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے لئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے اور انہوں نے اللہ عزوجل کا پیغام پہنچایا کہ عمر جنتیوں کے سورج ہیں۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ تحریر اپنے پاس محفوظ کر لی اور جب آپ رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد کو وصیت کی کہ تم فلاں تحریر لاؤ اور جب وہ تحریر لے آئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسے میرے ساتھ میرے کفن میں رکھ دینا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق بوقت تدفین ایسا ہی کیا گیا۔

کنز العمال میں حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ان کی صاحبزادی حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا

سے نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے فیصلہ کیا تھا کہ میں اپنی دونوں بیٹیوں کی شادی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں سے کروں گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم میری شادی ان سے کرو گے تو اللہ عزوجل کی قسم! کوئی انسان ایسا نہ ہو گا جو ان کا اکرام مجھ سے بڑھ کر کرنے والا ہو گا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات سن کر اپنی صاحبزادی حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور پھر مہاجرین نے آپ رضی اللہ عنہ کو اس شادی کی مبارکباد دی اور اس شادی کی وجہ دریافت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگرچہ میری بیٹی کی شادی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی اور میرا رشتہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استوار ہوا مگر میں نے چاہا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی سے شادی کر کے خاندانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا رشتہ مزید پختہ کر لوں۔



کشف وکرامات کا بیان

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ صاحب کشف وکرامت تھے اور آپ رضی اللہ عنہ سے بے شمار کرامات ظہور پذیر ہوئیں۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کی چند کرامات بیان کی جا رہی ہیں تا کہ قارئین کے لئے ذوق کا باعث بنیں۔

میں تیری پکار پر حاضر ہوں:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں رومی افواج کے خلاف لڑائی کے لئے لشکر بھیجا۔ لشکر کی روانگی کے کچھ دنوں کے بعد آپ رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما تھے کہ اچانک آپ رضی اللہ عنہ نے با آواز بلند کہنا شروع کر دیا: اے شخص میں تیری پکار پر حاضر ہوں۔ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی اس کیفیت پر حیران و پریشان تھے انہیں وہ شخص دکھائی نہیں دے رہا تھا کہ جس کی فریاد کے پکار میں آپ رضی اللہ عنہ جواب دے رہے تھے۔ کچھ دنوں کے بعد جب لشکر واپس آیا تو لشکر کہ سپہ سالار نے اپنی فتوحات کے واقعات آپ رضی اللہ عنہ کو سنانے شروع کر دیئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے دریافت کیا اس سپاہی کا کیا حال ہے جو مجھے پکار رہا تھا۔ سپہ سالار نے بتایا کہ اس نے اپنی فوج کو دریا کے پار اتارنا چاہا۔ میں نے دریا کی گہرائی دیکھنے کے لئے اس سپاہی کو دریا میں اتروایا چونکہ موسم بہت سرد تھا اور زوردار ہوائیں چل رہی تھیں اس لئے اس کو سردی لگ گئی اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کو با آواز بلند پکارنے لگا۔ پھر اس کی

روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سپہ سالار کو غصیلے لہجے میں فرمایا تمہیں اسے ایسا حکم نہیں دینا چاہیے تھا اب تمہاری وجہ سے وہ شہید ہوا ہے اس لئے اس کے وارثوں کو خون بہا تم ادا کرو گے اور خبردار آئندہ کبھی ایسی غلطی نہ کرنا۔ لوگ اس سالار کی زبان سے اس کے ایک سپاہی نے آپ رضی اللہ عنہ کو پکارا تھا ساری بات سمجھ گئے کہ آپ رضی اللہ عنہ کس سے فرما رہے تھے کہ میں تیری پکار پر حاضر ہوں۔

پہاڑ کی طرف پیٹھ پھیر لو:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک لشکر نہاوند پر حملہ آور ہوا۔ اس لشکر کے سپہ سالار حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ نہاوند میں دشمن فوج سے لڑائی میں مصروف تھے کہ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آواز سنائی دی جو آپ رضی اللہ عنہ سے فرما رہے تھے کہ اے ساریہ (رضی اللہ عنہ)! پہاڑ کی طرف پیٹھ پھیر لو۔ آپ رضی اللہ عنہ پہلے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر حیران ہوئے وہ تو مدینہ منورہ میں ہیں لیکن جب انہوں نے اپنی پیٹھ پہاڑ کی جانب پھیری تو وہاں سے دشمن فوج کے ایک لشکر کو حملہ کے لئے تیار کھڑا دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کو اس جانب متوجہ کیا اور یوں دشمن افواج ایک گھمسان کے رن کے بعد پسپا ہو گئیں۔

تیرے اوپر عدل سے کام نہیں لیا جاتا:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ میں شدید زلزلہ آ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے زمین پر اپنا درہ مارتے ہوئے باآواز بلند فرمایا۔

''اے زمین! ساکن ہو جا کیا میں تیرے اوپر عدل سے کام نہیں لیتا؟''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمانا تھا زمین ساکن ہو گئی اور زلزلہ ختم ہو گیا۔

میری چادر آگ کو دکھاؤ:

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک پہاڑ کے غار سے آگ نمودار ہو گئی جس نے دیکھتے ہی دیکھتے آس پاس کی متعدد چیزوں کو جلا کر راکھ کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب پتہ چلا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کو اپنی چادر دے کر فرمایا تم میری یہ چادر لے جاؤ اور اس آگ کو دکھاؤ۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے وہ چادر لے جا کر اس آگ کو دکھائی تو وہ آگ پھیلنا بند ہو گئی اور کچھ دیر کے بعد بجھ گئی۔

گھر والے جل کر مر گئے ہوں گے:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ملاقات مدینہ منورہ کے نواح میں ایک نوجوان سے ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس نوجوان سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے نہایت گستاخانہ انداز میں کہا میرا نام جمرہ (چنگاری) ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تمہارے باپ کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا میرے باپ کا نام شہاب (شعلہ) ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟ اس نے کہا میرا تعلق حرقہ (آگ) سے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم رہتے کہاں ہو؟ اس نے کہا میرا گھر حرہ (گرمی) میں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے بے ہودہ جوابات سننے کے بعد فرمایا تم اپنے گھر والوں کا پتہ کرو وہ یقیناً جل کر مر گئے ہوں گے چنانچہ جب وہ بد بخت اپنے گھر گیا تو اس کے گھر کو آگ لگ چکی تھی اور اس کے گھر والے سب جل کر مر چکے تھے۔

اہل قبر سے گفتگو:

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا گزر ایک صالح نوجوان کی قبر سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قبر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اے فلاں! اللہ عزوجل نے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا ہوا؟ کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے جو شخص اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈر گیا اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔''

اس نوجوان نے قبر میں سے جواب دیا۔

''اے عمر (رضی اللہ عنہ)! بے شک اللہ عزوجل نے اپنے وعدے کے مطابق مجھے دونوں جنتیں عطا فرما دیں۔''

قتل کا ارادہ کرنے والا مسلمان ہو گیا:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لئے بادشاہ روم نے اپنا ایک کارندہ بھیجا۔ وہ کارندہ جب مدینہ منورہ آیا تو اسے معلوم ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ مدینہ شہر سے باہر کھجوروں کے باغ میں قیلولہ فرما رہے ہیں۔ وہ کارندہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور نیام سے تلوار نکال کر آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ جیسے ہی وہ آگے بڑھا اچانک اس کی جانب دو شیر منہ پھاڑے چنگاڑتے ہوئے آتے بڑھے جس سے وہ ڈر کر چیخنے چلانے لگا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس کی آواز سن کر بیدار ہو گئے اور اس سے چیخنے چلانے کی وجہ دریافت کی۔ اس شخص نے سارا ماجرا آپ رضی اللہ عنہ کے گوش گزار کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ سے معافی کا طلبگار ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے معاف کر دیا اور اس شخص نے آپ رضی اللہ عنہ کے دست حق پر اسلام قبول کر لیا۔

چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص کو پیش کیا گیا جو چور تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تحقیقات کے بعد اس شخص کے ہاتھ کاٹنے کا حکم جاری کر دیا۔ اس شخص نے عرض کیا میں نے پہلی مرتبہ چوری کی ہے آپ رضی اللہ عنہ مجھے معاف کر دیں آئندہ میں چوری نہیں کروں گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم غلط کہتے ہو تم نے اس سے پہلے بھی کئی بار چوری کی ہے۔ اس شخص نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات کا انکار کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ اپنی بات دہرائی تو اس شخص نے اقرار کر لیا کہ وہ اس سے قبل بھی کئی مرتبہ چوری کر چکا ہے۔ پھر اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ میرے سوا ان چوریوں کو کوئی نہیں جانتا آپ رضی اللہ عنہ کو اس کا علم کیسے ہوا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل اس وقت تک کسی شخص کو ذلیل نہیں کرتا جب تک اس کی برائی حد سے نہ گزر جائے۔"

دریائے نیل کا پانی جاری ہو گیا:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک مرتبہ دریائے نیل کا پانی خشک ہو گیا۔ مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا دریائے نیل کا پانی خشک ہو گیا جبکہ مصر کی زیادہ تر کاشت کا دارومدار دریائے نیل کے پانی پر ہے۔ یہاں کے دستور کے مطابق اگر دریا میں زندہ لڑکی دفن کی جائے تو دریا جاری ہو جاتا ہے۔ اب آپ رضی اللہ عنہ مجھے بتائیں مجھے کیا کرنا چاہیے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے قاصد کے ہاتھ ایک رقعہ دے کر بھیجا جس میں تحریر تھا اے دریائے

نیل! اگر تو خود بخود چلتا ہے تو ہمیں تیری ضرورت نہیں اور اگر تو اللہ عزوجل کے حکم سے چلتا ہے تو اللہ عزوجل کے حکم سے پھر سے جاری ہو جا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قاصد کو حکم دیا وہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہے کہ وہ یہ خط دریائے نیل میں دفن کر دیں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے وہ خط دریائے نیل میں دفن کر دیا۔ خط دفن کرتے ہی دریائے نیل پھر جاری ہو گیا اور اس کے بعد آج تک دریائے نیل کبھی خشک نہیں ہوا۔

جھوٹی بات کو جان جاتے:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے اگر کوئی جھوٹ بولتا تو آپ رضی اللہ عنہ فوراً پہچان جاتے تھے کہ وہ شخص جھوٹ بول رہا ہے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ جھوٹی باتیں کر رہے ہیں آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں ٹوک دیا اور فرمایا جھوٹ نہ بولو۔ جب ان لوگوں نے سچی باتیں شروع کیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں سننا شروع کر دیا۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص جھوٹ بولتا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو علم ہو جاتا کہ وہ شخص جھوٹ بول رہا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے خوف سے کوئی بھی شخص آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے جھوٹ بولنے سے کتراتا تھا۔

شان میں گستاخی کرنے والا بندر بن گیا:

حضرت امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم تین لوگ یمن کی جانب روانہ ہوئے۔ ہمارے ایک ساتھی نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کی۔ ہم نے اسے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا۔ جب ہم لوگ

یمن کے نزدیک پہنچے اور ہم نے نمازِ فجر کے لئے اسے بیدار کیا تو اس نے کہا کہ اس نے خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا وہ فرما رہے تھے کہ اے فاسق! اللہ نے تجھے ذلیل وخوار کیا اور منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی تیرا چہرہ مسخ ہو جائے گا۔ پھر اس کے بعد اس کی شکل بدل گئی اور بالکل بندروں جیسی ہو گئی۔

شان میں گستاخی کرنے والا کتا بن گیا:

امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے ایک بزرگ نے بتایا میں نے شام میں ایک ایسے امام کی امامت میں نماز پڑھی جس نے نماز کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کو بددعا دی اور مجھے اس کی اس بات سے شدید ذہنی کوفت کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر کچھ عرصہ بعد میں دوبارہ اس مسجد میں گیا تو جب امام کے پیچھے نماز پڑھی تو اس نے نماز پڑھنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کے حق میں دعا کی۔ میں نے لوگوں سے پوچھا تمہارا پہلا امام کہاں ہے؟ لوگ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ایک مکان پر لے گئے اور میں نے دیکھا اس مکان میں ایک کتا بیٹھا ہوا ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ میں حیران ہوا تو وہ کتا بولا میں وہی امام ہوں جو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔

خواب کی تعبیر:

ربیعہ بن امیہ بن خلف نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا خواب بیان کیا کہ میں نے خواب میں ہرا بھرا میدان دیکھا اور میں اس میدان سے نکل کر ایک ایسے میدان میں پہنچ گیا جہاں دور دور تک گھاس کا نام و

نشان نہ تھا اور پھر جب میں نیند سے بیدار ہوا تو واقعی ایک بنجر میدان میں کھڑا تھا۔
آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو ایمان لائے گا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گا پھر تو مرتد ہو جائے گا اور تیری موت حالت کفر میں ہو گی۔ ربیعہ بن امیہ بن خلف نے اپنے خواب کی تعبیر سنی تو کہنے لگا میں نے ایسا کوئی خواب نہیں دیکھا میں نے تو جھوٹ بولا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو نے اگرچہ کوئی خواب دیکھا یا نہیں دیکھا مگر وہی ہو گا جو میں نے کہا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کہا ہوا یوں پورا ہوا کہ ربیعہ بن امیہ بن خلف نے پہلے اسلام قبول کیا اور پھر شراب پی لی حالانکہ دین اسلام میں شراب نوشی حرام ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے درے مارنے کا حکم دیا اور پھر درے مارنے کے بعد شہر بدر کر دیا۔ ربیعہ، شہر بدر ہونے کے بعد خیبر چلا گیا اور پھر خیبر سے روم چلا گیا اور روم جانے کے بعد وہ مرتد ہو گیا اور عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔ پھر ربیعہ کی موت حالت کفر میں ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے خواب کی جو تعبیر بتائی تھی وہ پوری ہوئی۔

اہل عراق کو بددعا دینا:

ابو ہُدیہ حمصی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی کہ عراق کے لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے گورنر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے منہ پر پتھر مارے اور انہیں ذلیل و رسوا کر کے شہر بدر کر دیا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ انتہائی غمگین ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ غیض و غضب کے عالم میں مسجد نبوی تشریف لائے اور نماز پڑھنا شروع کر دی پھر نماز پڑھنے سے آپ رضی اللہ عنہ کا غصہ قدرے کم ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اب بھی غمگین تھے اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اسی غم میں بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا۔

"الٰہی! قبیلہ ثقیف کے لونڈے حجاج بن یوسف ثقفی کو ان

لوگوں پر مسلط فرما دے جو زمانہ جاہلیت کا حکم چلا کر ان اہل
عراق کے نیک و بد کسی کو بھی نہ بخشے۔''

چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دعا قبول ہوگئی اور عبدالمالک بن مروان اموی کے دورِ حکومت میں حجاج بن یوسف ثقفی عراق کا گورنر بنا اور اس نے عراق کے باشندوں پر ظلم و ستم کا ایسا پہاڑ توڑا کہ عراق کی زمین بلبلا اٹھی۔ حجاج بن یوسف ثقفی اتنا بڑا ظالم تھا کہ اس نے جن لوگوں کو رسی میں باندھ کر اپنی تلوار سے قتل کیا۔ ان مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ یا اس سے کچھ زائد ہی ہے اور جو لوگ اس کے حکم سے قتل کیے گئے ان کی گنتی کا تو شمار ہی نہیں ہو سکا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب یہ دعا مانگی تھی اس وقت حجاج بن یوسف ثقفی پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔

اللہ عزوجل اسے غارت کرے:

حضرت عبداللہ بن مسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمارے قبیلے کا ایک وفد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا تو اس جماعت میں اشتر نام کا ایک شخص بھی موجود تھا آپ رضی اللہ عنہ اس کو سر سے پاؤں تک غصہ سے دیکھتے رہے پھر مجھ سے پوچھا کیا یہ تمہارے ہی قبیلہ کا ہے؟

حضرت عبداللہ بن مسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا ہاں! حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اللہ عزوجل اسے غارت کرے اور اس کے شر و فساد سے امت
کو محفوظ رکھے۔''

حضرت عبداللہ بن مسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اشتر کے متعلق فرمان بیس برس بعد حقیقت بن گیا جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو

شہید کیا گیا تو ان باغیوں کا لیڈر یہی اشتر نامی شخص تھا۔

یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا پاؤں ہے:

اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیوار گر گئی اور ولید بن عبدالملک نے جدید تعمیر کا حکم دیا۔ جب تعمیر کے لئے بنیادیں کھودی گئیں تو ایک جگہ پاؤں دکھائی دیا جسے دیکھ کر لوگ پہلے تو گھبرا گئے مگر پھر یہ خیال کیا شاید یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاؤں مبارک ہے۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جب وہاں پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس پاؤں کو دیکھ کر فرمایا۔

> ''اللہ کی قسم! یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاؤں نہیں بلکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا پاؤں ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کا جسم مبارک وصال کے بعد بھی سلامت تھا۔''

شیر کا حفاظت کرنا:

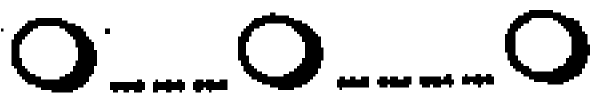
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب مسند خلافت پر فائز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا چرچا اور آپ رضی اللہ عنہ کی شان وشوکت کی دھوم مشرق تا مغرب پھیل گئی۔ جس وقت بادشاہ ہرقل نے آپ رضی اللہ عنہ کا ذکر سنا تو بڑا پریشان ہوا اور ایک نصرانی پہلوان کو انعام کا لالچ دے کر آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے لئے آمادہ کیا اور اس سے کہا کہ تو مدینہ جا کر اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو قتل کر آئے گا تو تجھے بہت سال مال ودولت دیا جائے گا۔ ہرقل بادشاہ کی جانب سے انعام کے لالچ میں وہ نصرانی پہلوان مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب مدینہ منورہ پہنچا تو اسے پتہ چلا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، بیوہ اور یتیم بچوں کی زمین اور باغات وغیرہ کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔

یہ نصرانی پہلوان اس باغ میں پہنچا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر ایک گنجان سے درخت پر چڑھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اس درخت کے نیچے تشریف لائے اور زمین پر بیٹھ کر ہاتھ کا تکیہ بنا کر لیٹے اور بغیر بچھونے، بغیر تکیہ سو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو سوتا ہوا دیکھ کر وہ نصرانی پہلوان درخت سے نیچے اترا اور آپ رضی اللہ عنہ کے قتل کے ارادہ سے تلوار کو میان سے نکالا۔ اس وقت ایک شیر آپ رضی اللہ عنہ کے قدموں کی جانب ظاہر ہوا اور اسے دیکھ کر وہ نصرانی پہلوان بے ہوش ہو گیا۔ وہ شیر آپ رضی اللہ عنہ کے تلوے چاٹنے لگا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو اس نصرانی پہلوان کو دیکھ کر حیران ہوئے اور پھر ہوش میں لا کر اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے گھبراتے ہوئے کہا کہ اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کا مرتبہ بلند فرمایا ہے اور میں جاہل، آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کے ارادے سے یہاں آ گیا۔ پھر اس نے بتایا کہ میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو سوتے ہوئے دیکھ کر قتل کرنا چاہا اور جب میں نے تلوار میان سے نکالی تو دیکھا کہ ایک شیر آپ رضی اللہ عنہ کی حفاظت فرما رہا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے اردگرد نگاہ دوڑائی تو کوئی شیر نظر نہ آیا۔ ندائے غیبی آئی اے عمر رضی اللہ عنہ! تو ہمارے دین کی حفاظت کرتا ہے ہم تیرے دشمنوں سے تیری حفاظت کرتے ہیں۔ یہ غیبی آواز سن کر وہ نصرانی پہلوان اور بھی حیران ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کو چومنے لگا اور آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کی جنگل کے شیر آپ رضی اللہ عنہ کا پہرہ دیتے ہیں اور آسمان کے فرشتے آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ (کراماتِ صحابہ رضی اللہ عنہم صفحہ ۲۳)

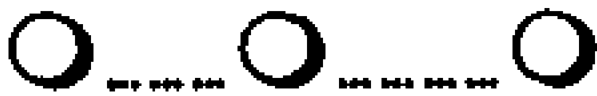
شاہِ روم کا ایلچی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری کیلئے مدینہ منورہ میں آیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے دولت کدہ کو تلاش کرنے لگا۔ اس کا خیال تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کا گھر بھی کوئی شاہی محل قسم کا ہوگا۔لوگوں نے اس کو بتایا کہ امیرالمومنین کا کوئی محل نہیں ہے وہ تو اس وقت شہر سے کچھ دور کھجوروں کے باغ میں قیلولہ فرماتے ہوئے تمہیں ملیں گے۔وہ رومی قاصد آپ کو تلاش کرتے کرتے آپ کے پاس پہنچ گیا اور یہ دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنا چمڑے کا درہ اپنے سر کے نیچے رکھ کر زمین پر گہری نیند سو رہے ہیں۔ وہ یہ دیکھ کر وہ حیران ہو گیا اور کہنے لگا کہ مشرق ومغرب کے لوگ اس انسان سے ڈرتے ہیں اور اس کی حالت یہ ہے۔ پھر دل میں سوچا کہ یہ تنہا ہیں مجھے ان کو قتل کر دینا چاہئے تا کہ لوگوں کو ان سے نجات مل جائے۔ یہ سوچ کر اس نے اپنی تلوار نکالی اور آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ آور ہونے کے ارادے سے آگے بڑھا لیکن وہ جیسے ہی آگے بڑھا اس نے اچانک دیکھا کہ دو شیر منہ پھاڑتے ہوئے اس پر حملہ کرنے والے ہیں۔ یہ خوفناک منظر دیکھ کر وہ خوف سے چیخ اٹھا اس کے ہاتھ سے تلوار زمین پر گر گئی۔ اس کی چیخ کی آواز سن کر آپ رضی اللہ عنہ بیدار ہو گئے اور دیکھا ایک رومی کافر سامنے کھڑا تھر تھر کانپ رہا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے چیخنے کا سبب پوچھا تو اس نے سب ماجرا بیان کر دیا اور پھر بلند آواز سے کلمہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ شفقت فرمائی اور اس کی غلطی سے درگزر کرتے ہوئے اس کو معاف کر دیا۔



چھٹا باب:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا جانا،
خلافت کے لئے چھ نامزدگیاں، حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہ کا خاندان، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت



قریشی نسل فخر خاندان فاروق اعظم تھے
بڑے بارعب باشوکت جوان فاروق اعظم تھے
دعا حضور نے کی جن کے اسلام لانے کی
ظہورِ دیں کے وہ پہلے نشاں فاروق اعظم تھے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا جانا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم تھے۔ احد پہاڑ نے کانپنا شروع کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد پہاڑ کو ٹھوکر لگائی اور فرمایا۔

"اے احد پہاڑ! ٹھہر جا! اس وقت تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔"

زہری کہتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ کوئی بھی مشرک جو بالغ ہو وہ مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہوگا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا ایک مکتوب ملا جس میں انہوں نے لکھا کہ کوفہ میں فیروز نامی ایک شخص ہے جو نقاشی اور آہن گری میں ماہر ہے اور اگر آپ رضی اللہ عنہ اسے مدینہ منورہ آنے کی اجازت دیں تو وہ ہمارے بڑے کام آئے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو جوابی مکتوب لکھا کہ تم فیروز کو مدینہ منورہ بھیج دو۔ فیروز جب مدینہ منورہ آیا تو اس نے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے مجھ پر زیادہ ٹیکس لگا رکھا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ اس میں کچھ کمی کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا تم روزانہ کتنا ٹیکس دیتے ہو؟ وہ بولا دو درہم۔ آپ رضی اللہ عنہ نے

پوچھا تمہارا پیشہ کیا ہے؟ وہ بولا آہن گری اور نقاشی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تم جس پیشہ میں مہارت رکھتے ہو اس پیشہ پر یہ ٹیکس تو نہایت معمولی ہے۔

زہری کہتے ہیں فیروز نے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جواب سنا تو وہ دل میں بغض رکھتا ہوا وہاں سے چلا گیا اور کہنے لگا امیر المومنین نے میرے علاوہ ہر ایک ساتھ انصاف کیا ہے۔

زہری کہتے ہیں ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فیروز کو بلایا اور اس سے پوچھا میں نے سنا ہے تم چکی تیار کر سکتے ہو جو ہوا سے چلے؟ فیروز جو ابھی تک دل میں بغض لئے بیٹھا تھا کہنے لگا میں آپ رضی اللہ عنہ کے لئے ایسی چکی تیار کروں گا جسے لوگ عرصہ دراز تک یاد رکھیں گے۔ جب فیروز رخصت ہو کر گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے مصاحب سے فرمایا یہ مجھے قتل کی دھمکی دے کر گیا ہے۔

زہری کہتے ہیں اگلے دن فیروز نے ایک تیز دھاری دار خنجر اپنی آستین میں چھپایا اور مسجد میں صبح کے وقت جا کر ایک کونے میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ مسجد میں کچھ لوگ صفیں درست کرنے پر مامور تھے اور جب وہ صفیں درست کر لیتے تو پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لاتے اور امامت فرماتے تھے چنانچہ اس دن بھی ایسا ہی ہوا اور جب صفیں درست ہوئیں اور آپ رضی اللہ عنہ نماز کے لئے تشریف لائے تو فیروز اپنی چھپی ہوئی جگہ سے نکلا اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ پر خنجر کے چھ وار کئے اور ان میں سے ایک وار ناف کے نیچے لگا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسی حالت میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ہاتھ پکڑ کر امامت کے لئے آگے کیا اور زمین پر گر پڑے۔ جب لوگوں نے فیروز کو پکڑنے کی کوشش کی تو اس نے کئی اور لوگوں کو بھی زخمی کر دیا مگر پھر جب وہ پکڑا گیا تو اس نے اسی خنجر سے خودکشی کر لی۔

یہ بھی منقول ہے کہ مدینہ منورہ میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا ایک نصرانی غلام فیروز ابولولو رہتا تھا جو نہاوند کے معرکہ میں قید ہو کر مدینہ منورہ لایا گیا تھا وہ ایک دن وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا میرا آقا مجھ سے زیادہ محصول وصول کرتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے محصول کی رقم دریافت کی تو اس نے کہا کہ دو درہم روزانہ۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا تم کام کیا کرتے ہو؟ اس نے کہا میں نقاشی اور نجاری کا کام کرتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان ہنروں کے آگے یہ رقم زیادہ نہیں۔ فیروز ابولولو نے جب آپ رضی اللہ عنہ کا فرمان سنا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ سے دل میں بغض رکھنے لگا۔

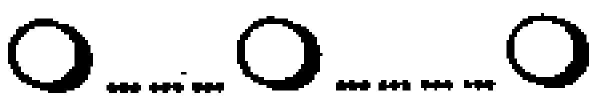
ذی الحجہ ۲۳ھ بوقت نماز فجر جب تمام مسلمان مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز کے لئے جمع ہوئے تو فیروز ابولولو بھی ایک تیز دھار خنجر لے کر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوا اور ایک جگہ چھپ گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز کے وقت تشریف لائے اور نماز کے لئے صفیں درست کروانے لگے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ صفیں درست کروانے کے بعد امامت کے لئے کھڑے ہوئے اور تکبیر کہہ کر نماز شروع کی تو اس دوران فیروز ابولولو نمازیوں کی صفیں چیرتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا اور آپ رضی اللہ عنہ پر یکے بعد دیگرے چھ وار کر دیئے جن میں سے ایک وار زیر ناف لگا جس سے آپ رضی اللہ عنہ نڈھال ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں امامت کے لئے آگے کیا اور بے ہوش ہو گئے۔ فیروز ابولولو نے آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کرنے کے بعد بھاگنے کی کوشش کی اور جب لوگوں نے اسے پکڑ لیا تو اس نے اپنے ہی خنجر سے خودکشی کر لی۔

نماز کی ادائیگی کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو گھر لایا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ

نے ہوش میں آتے ہی پوچھا میرا قاتل کون ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ فیروز ابولولو اور اس نے خودکشی کر لی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا کہ میرا قاتل کوئی مسلمان نہیں ہے۔ اس دوران طبیب کو بلایا گیا جس نے آپ رضی اللہ عنہ کو دودھ اور نبیذ پلایا جو زخم کے راستے باہر نکل آیا۔

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تو میں اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اس وقت آپ رضی اللہ عنہ پر کپڑا ڈالا گیا تھا۔ ہم نے کہا آپ رضی اللہ عنہ نماز کے نام پر جتنی جلد اٹھیں گے اتنا کسی اور چیز سے نہ اٹھیں گے چنانچہ ہم نے کہا نماز۔ آپ رضی اللہ عنہ اٹھے اور فرمایا اللہ عزوجل کی قسم! جو نماز ترک کرے اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں پس آپ رضی اللہ عنہ نے اس حال میں نماز ادا فرمائی اور آپ رضی اللہ عنہ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس اس رات حاضر ہوا جب آپ رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کو صبح نماز کے لئے بیدار کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو نماز ترک کرے اس کے لئے اسلام میں کوئی حصہ نہیں پس آپ رضی اللہ عنہ نے اس حال میں نماز ادا فرمائی اور آپ رضی اللہ عنہ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔



خلافت کے لئے چھ نامزدگیاں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب فیروز ابولولو نے والد بزرگوار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر خنجر سے وار کئے اور آپ رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ کو گمان گزرا شاید میرا قتل کسی مسلمان نے کیا ہے جسے وہ نہیں جانتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بلایا اور ان کو اپنے قریب بٹھانے کے بعد ان سے پوچھا میری خواہش ہے میں جان لوں کیا مجھے قتل کرنے والا مسلمان ہے؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو باہر نکلے تا کہ جان سکیں کیا قاتل کا تعلق مسلمانوں کی جماعت سے ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے باہر نکل کر دیکھا تو سب رو رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے واپس آ کر بتایا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے والا مسلمان نہیں بلکہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا غلام فیروز ابولولو ہے۔ والد بزرگوار نے جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بات سنی تو اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا ان کو قتل کرنے والا مسلمان نہیں ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں نے لوگوں سے فرمایا تھا تم اپنے پاس عجمی کافر غلاموں کو نہ لاؤ لیکن تم لوگوں نے میرا کہا نہیں مانا۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس کے بعد والد بزرگوار حضرت

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا۔

''تم جاؤ اور میرے بھائیوں کو بلا لاؤ۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا کون سے بھائی؟ والد بزرگوار نے فرمایا۔

''عثمان غنی، علی المرتضیٰ، طلحہ بن عبیداللہ، زبیر بن العوام، سعد بن وقاص اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کو۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان حضرات کو بلانے چلے گئے اور والد بزرگوار میری گود میں سر رکھ کر لیٹ گئے۔ جب تمام حضرات اکٹھے ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''میں آپ چھ حضرات کو لوگوں کا سردار اور ان کی قیادت کرنے والا پاتا ہوں اور یہ خلافت تم حضرات میں چھوڑتا ہوں اور جب تک تم میں استقامت رہے گی لوگوں کو بھی خلافت پر استقامت حاصل رہے گی اور جب تم میں اختلاف ہوگا تو پھر لوگوں میں بھی اختلاف پیدا ہو جائے گا۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں پھر والد بزرگوار نے فرمایا۔

''تم تین دن تک لوگوں سے مشورہ کرنا اور خود میں سے ایک شخص کو خلیفہ چن لینا۔ اس دوران حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں پھر طبیب کو بلایا گیا جس نے والد بزرگوار کو دودھ پینے کے لئے دیا جو آپ رضی اللہ عنہ کے زخموں سے باہر نکل آیا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اگر اس وقت میرے لئے ساری دنیا ہوتی تو آئندہ آنے والی وحشتوں سے بچنے کے لئے میں اسے صدقہ کر دیتا اور ایسا کہاں؟ اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ میں نے سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں دیکھا۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جب والد بزرگوار کی بات سنی تو فرمایا۔

''اللہ عزوجل آپ رضی اللہ عنہ کو جزائے خیر دے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تھی اللہ عزوجل دین اسلام کو آپ رضی اللہ عنہ کے ذریعے مضبوط فرمائے اور جب مسلمان مکہ میں خوف میں مبتلا تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ دین اسلام کو تقویت بخشی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی اور آپ رضی اللہ عنہ کی ہجرت ہم مسلمانوں کے لئے فتح مکہ کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ آپ رضی اللہ عنہ ہر غزوہ میں شامل رہے اور اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنا وزیر مقرر کیا اور ان کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہ خلافت کے سب سے زیادہ اہل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کے دین کا پرچم عرب سے نکال کر عجم میں بھی بلند کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی کوششوں سے

بے شمار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کے ذریعے اپنے دین کو وسعت عطا فرمائی یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کو مرتبہ شہادت پر فائز کیا۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں والد بزرگوار نے جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا کلام سنا تو فرمایا۔

''اے عبداللہ (رضی اللہ عنہ)! کیا تم روزِ محشر میرے لئے گواہی دو گے؟''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا بے شک۔ والد بزرگوار نے فرمایا۔

''سب تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہی ہیں۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ پھر والد بزرگوار مجھ سے فرمایا میرا رخسار زمین سے ملا دو اور پھر انہوں نے اپنا رخسار اور داڑھی زمین پر ٹیک دی۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ وصال فرما گئے۔

روایات میں آتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وصال کا وقت قریب آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے آپ رضی اللہ عنہ سے خلیفہ کی نامزدگی کا مطالبہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا تم جا کر حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو بلا لاؤ۔ جب یہ حضرات خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں خلافت کا امر تمہارے سپرد کرتا ہوں کیونکہ حضور نبی کریم

ﷺ اپنے وصال کے وقت تم سب سے راضی تھے اس لئے
میں یہ امر تمہارے سپرد کرتا ہوں اور تم خود میں سے ایک شخص
کو خلیفہ مقرر کرلو۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

''اللہ عزوجل کی حمد و ثناء اور حضور نبی کریم ﷺ پر بے شمار
درود وسلام۔
اما بعد! میں اپنے بعد منتخب ہونے والے کو خلیفہ مہاجرین اولین
کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ ان کے حقوق کو پہچانے
اور ان کی عزت اور بڑائی کا خیال رکھے اور انصار کے بارے
میں وصیت کرتا ہوں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضور نبی کریم
ﷺ اور مہاجرین سے قبل اپنے گھروں میں ٹھکانا دیا۔ میں
اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ ان کے بھلوں کی باتیں مانیں
اور ان میں لغزش کرنے والوں سے درگزر کریں اور میں اس کو
یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ اہل شہر کے ساتھ حسن اخلاق سے
پیش آئے اور یہ لوگ اسلام کے لئے حفاظتی دستہ اور مال کا
ذخیرہ کرنے والے اور دشمنوں کے لئے باعث غیظ وغضب
ہیں اور یہ کہ ان سے کچھ نہ لیا جائے مگر جو ان کے پاس زائد
ہو اور وہ بھی ان کی رضامندی سے اور میں اعراب کے بارے
میں بھلائی کرنے کی بھی وصیت کرتا ہوں اس لئے کہ یہی لوگ

عرب کی جڑ اور اسلام کا سرچشمہ ہیں۔ ان کے مال سے ان کے جانوروں کی زکوٰۃ لے کر انہیں کے فقراء پر تقسیم کر دے۔ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ان پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ میں منتخب ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں لوگوں کے لئے جیسا کہ ان سے معاہدہ ہے اس کو پورا کرے اور جو دشمن ان کے پیچھے ہیں ان کو بھیج کر ان سے جہاد کرے اور کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دے۔''

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

''اس آدمی کو جو اس خلافت کا والی ہوگا اسے معلوم ہونا چاہئے اس سے خلافت کو قریب اور جلد سب واپس لینے کا ارادہ کریں گے۔ میں لوگوں سے اپنے لئے خلافت باقی رکھنے میں لڑتا رہوں گا اور اگر میں جان لیتا کہ لوگوں میں سے کوئی اس کام کے لئے زیادہ قوی ہے تو میں اس کو آگے بڑھاتا تاکہ وہ میری گردن مار دیتا' یہ بات مجھے زیادہ پسند بہ نسبت اس کے کہ میں اس کا والی ہوتا۔''

امام احمد رضی اللہ عنہ نے مسند امام احمد میں روایت بیان کی ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وصال کے وقت فرمایا جب ان سے خلیفہ مقرر کرنے کے متعلق دریافت کیا گیا کہ میں اپنے بعد حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کرتا مگر وہ مجھ

سے پہلے وصال فرما گئے اور میں حضرت سالم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کرتا اور وہ بھی مجھ سے پہلے وصال فرما گئے۔

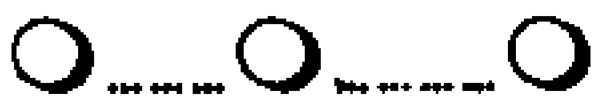
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا جس وقت آپ رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم انصار کے پچاس افراد کو لے کر ان اصحابِ شوریٰ کے ہمراہ رہنا اور مجھے قوی امید ہے یہ عنقریب کسی گھر پر جمع ہوں گے اور تم اس گھر کے دروازے پر رکے رہنا یہاں تک کہ تین دن گزر جائیں اور یہ کسی نتیجے پر پہنچ جائیں اور اس دوران کسی کو کسی بھی صورت اس گھر کے اندر داخل نہ ہونے دینا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خلیفہ منتخب ہونا:

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم ایک جگہ جمع ہوئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے اس کام کو تین کے حوالے کر دو چنانچہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حوالہ اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حوالہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو فرمایا میں خود کو اس امر سے دستبردار کرتا ہوں۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں ایک طرف لے گئے

اور کہا اگر آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا جائے تو کیا آپ رضی اللہ عنہ انصاف سے کام لیں گے اور اگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا جائے تو ان کی اطاعت کریں گے؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما اور ان کو ایک طرف لے گئے اور کہا اگر آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا جائے تو کیا انصاف سے کام لیں گے اور اگر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا جائے تو کیا ان کی اطاعت کریں گے؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر لی جس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر لوگوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ محرم الحرام ۲۴ھ میں مسند خلافت پر بیٹھے اور مجمع عام سے بیعت حاصل کی۔ آپ رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر فائز ہوئے اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک قریباً اڑسٹھ (۶۸) برس تھی۔



حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خاندان

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیویوں کی تعداد سات ہے۔

۱۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت مظعون

۲۔ قرہبۃ بنت ابی امیہ مخزومی

۳۔ ملیکہ بنت جرول الخزاعی

۴۔ حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا بنت الحرث

۵۔ حضرت جمیلہ رضی اللہ عنہا بنت عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ

۶۔ حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا بنت زید رضی اللہ عنہ

۷۔ حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت علی رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی پہلی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت مظعون ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کی ہمشیرہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبدالرحمٰن بن عمر اور ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہم تولد ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے مکہ مکرمہ ہجرت سے قبل اسلام قبول کیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دوسری بیوی قرہبۃ بنت ابی امیہ مخزومی ہیں۔ یہ ام المومنین حضرت سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں مگر اسلام کی دولت سے محروم رہیں۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ حدیبیہ کے بعد فرمان جاری کیا کہ

مشرک عورتوں سے نکاح جائز نہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں طلاق دے دی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تیسری بیوی ملیکہ بنت جرول الخزاعی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا ملیکہ بنت جرول الخزاعی سے نکاح زمانہ جاہلیت میں ہوا تھا۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان کیا تو ملیکہ بنت جرول الخزاعی نے بھی اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں طلاق دے دی۔ ان کے بطن سے حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ تولد ہوئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی چوتھی بیوی حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا بنت الحرث بن ہشام مخزومی ہیں۔ جن سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تولد ہوئیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی پانچویں بیوی حضرت جمیلہ رضی اللہ عنہا بنت عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہجرت کے بعد ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا سے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ تولد ہوئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چند ناگزیر وجوہات کی بناء پر آپ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی چھٹی بیوی کا نام حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا بنت زید رضی اللہ عنہ ہے۔ حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے ہوا تھا مگر جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کے صاحبزادے اپنی بیوی سے محبت کی وجہ سے عبادت میں لاپرواہی برتتے ہیں تو انہوں نے بیٹے کو حکم دیا وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح ۱۲ھ میں ہوا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ساتویں بیوی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہیں جن سے آپ رضی اللہ عنہ کا نکاح ۱۷ھ میں

ہوا۔ حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زید رضی اللہ عنہ تولد ہوئے۔

اولاد:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کثیر اولاد تھے ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کی ان اولاد کا ذکر کیا جارہا ہے جن کا تذکرہ روایات میں موجود ہے۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بعث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ برس قبل تولد ہوئیں اور اس وقت قریش خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہا کے والد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ اور گھر کے دیگر افراد کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہا نے بھی اسلام قبول کرلیا۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت کی اور پھر ہجرتِ مدینہ سے کچھ عرصہ قبل واپس مکہ مکرمہ لوٹ آئیں اور پھر جب مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کا حکم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کے ہمراہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی۔ ۲ھ میں غزوۂ بدر میں حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہوگئے اور انہی زخموں سے آپ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوگیا۔

ایک روایت کے مطابق حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں زخمی ضرور ہوئے تھے مگر بعد میں آپ رضی اللہ عنہ کے زخم درست ہوگئے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے پھر غزوۂ احد میں بھی شمولیت اختیار کی اور اس مرتبہ جنگ میں کچھ گہرے زخم آئے اور ان زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت کی اور پھر ہجرتِ مدینہ سے کچھ عرصہ قبل واپس مکہ مکرمہ لوٹ آئیں اور پھر جب مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کا حکم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کے ہمراہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی۔ ۲ ھ میں غزوۂ بدر میں حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ بھی شریک ہوئے اور جنگ کے دوران شدید زخمی ہو گئے اور انہی زخموں کی وجہ سے حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔

ایک روایت کے مطابق حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں زخمی ضرور ہوئے تھے مگر بعد میں آپ رضی اللہ عنہ کے زخم درست ہو گئے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے پھر غزوۂ احد میں بھی شمولیت اختیار کی اور اس مرتبہ جنگ میں کچھ گہرے زخم آئے اور ان زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب میری بہن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد بیوہ ہوئیں تو والد بزرگوار حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہارا نکاح حفصہ (رضی اللہ عنہا) سے کر دوں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا مجھے اس معاملہ میں غور کرنے دو۔ جب کچھ دن گزرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اس معاملے میں دریافت کیا تو انہوں نے انکار کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں والد بزرگوار نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس انکار کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس معاملے میں

بات کی اور انہیں کہا اگر وہ چاہیں تو میں ان کا نکاح اپنی بیٹی حفصہ (رضی اللہ عنہا) سے کر دیتا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی بات سن کر خاموش ہو گئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کرتے ہوئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''تمہاری بیٹی کے لئے اللہ عزوجل نے بہتر رشتہ طے کیا ہے
اور عثمان (رضی اللہ عنہ) کے لئے بھی بہتر رشتہ ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد میری بہن کا نکاح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے ہوا۔

روایات میں آتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خاموشی اختیار کر لی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''تمہاری بیٹی کے لئے ایک بہتر رشتہ ہے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے
لئے بھی ایک بہتر رشتہ ہے۔''

چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نکاح اپنی صاحبزادی حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے

بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے فرمایا۔

''جب تم نے مجھ سے ان کے نکاح کی خواہش ظاہر کی تو میں خاموش رہا اس لئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ان کا ذکر کیا تھا اور میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راز تم پر کبھی فاش نہیں کرنا چاہتا تھا۔''

روایات میں آتا ہے کہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نفلی روزہ رکھا۔ شام کو ہدیہ کے طور پر کچھ کھانا آیا تو آپ رضی اللہ عنہن نے روزہ افطار کر لیا۔ پھر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بتانے سے قبل ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام واقعہ بیان کر دیا کہ ہم نے نفلی روزہ رکھا تھا جب افطار کا وقت ہوا تو کچھ کھانا ہدیہ آ گیا جس سے ہم نے روزہ افطار کر لیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اُس کفارے کے لئے ایک روزہ اور رکھ لو۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہا کو پہلے کلام کرتے دیکھ کر کہا کہ حفصہ (رضی اللہ عنہا) مجھ سے کلام میں سبقت لے گئیں اور وہ سبقت کیوں نہ لیتیں آخر وہ اپنے باپ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) کی بیٹی ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قرآن مجید کی تدوین عمل میں آئی اور قرآن مجید کا وہ نسخہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تحویل میں تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد یہ نسخہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تحویل میں آ گیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس نسخہ کو اپنی صاحبزادی اور ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کیا تا کہ وہ اصل نسخہ کو سنبھال لیں اور اگر کسی نے استفادہ کرنا ہو تو

وہ اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وہ نسخہ آپ رضی اللہ عنہا سے عاریتاً لیا اور اس کی نقول تیار کروائیں اور انہیں مختلف مقامات پر روانہ کیا۔ یہ نسخہ آپ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا جسے بعد میں مروان نے ضائع کر دیا۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو دجال سے سخت خوف محسوس ہوتا تھا اور اس وقت مدینہ منورہ میں صیاد نامی ایک شخص تھا جس میں دجال کی بے شمار علامات پائی جاتی تھیں یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کے متعلق شک کا اظہار کیا تھا۔ ایک دن صیاد کی ملاقات حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہوئی اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے دیکھنا بھی گوارا نہ کیا مگر اس نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا راستہ روک لیا جس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے برا بھلا کہا مگر وہ خود کو پھلا کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے آ گیا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے مارنا شروع کر دیا۔ پھر جب اس بات کی خبر آپ رضی اللہ عنہا کو ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا۔

"تم اسے چھوڑ دیتے اور تم جانتے نہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال کے خروج کا محرک اس کا غصہ ہوگا۔"

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ تشریف فرما تھے کہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کھانا تیار کیا اور میرے کھانا بھجوانے سے پہلے ہی کھانا بھجوا دیا۔ میں نے لونڈی سے کہا کہ تم جلدی سے جاؤ اور ان کے برتن کو گرا دو۔ لونڈی گئی اور اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کا پیالہ رکھا جانے والا تھا اور اس نے اسے گرا دیا اور کھانا بکھر گیا۔ حضور نبی

کریم ﷺ نے اس کھانے کو جمع کیا اور پھر سب نے وہی کھانا کھایا جبکہ میرا پیالہ آپ رضی اللہ عنہا کو بھجوا دیا اور فرمایا یہ برتن تمہارے برتن کے بدلہ میں ہے اسے رکھ لو اور اس میں جو ہے وہ کھا لو۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مابین بہت زیادہ پیار تھا اور دونوں کا ایک دوسرے سے رشتہ نہایت احترام و محبت کا تھا۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہن دونوں ہی حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک سفر تھیں اور حضور نبی کریم ﷺ معمول کے مطابق ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے ساتھ چل رہے تھے اور ان سے باتیں فرما رہے تھے۔ ایک دن دورانِ سفر ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آج رات میں تمہارے اونٹ پر سوار ہو جاؤں اور تم میرے اونٹ پر سوار ہو جاؤ۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بات مان لی اور پھر جب سفر شروع ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ اس خیال سے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی اپنے اونٹ پر ہیں ان سے باتیں کرتے رہے جبکہ وہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا تھیں اور پھر جب قافلہ اپنی اگلی منزل پر پہنچا تو حضور نبی کریم ﷺ کو اس کا علم ہوا اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس دوران پریشان تھیں حضور نبی کریم ﷺ ان کے ساتھ نہیں آئے چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اذخر گھاس پر اپنے پاؤں پھیلاتے ہوئے بولیں۔

"اے اللہ! کسی سانپ یا بچھو کو مقرر کر جو مجھے ڈس جائے۔"

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا علم اور تقویٰ ... معروف تھیں اور آپ

رضی اللہ عنہا اپنی انہی صفات کی بناء پر حضور نبی کریم ﷺ کے نزدیک بلند مرتبہ کی حامل تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے اس مرتبہ کو دیگر خلفاء کے زمانے میں بھی محفوظ رکھا اور آپ رضی اللہ عنہا کی رائے اور مشورہ کو معتبر مانا جاتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جو ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں وہ اکثر و بیشتر مسائل و احکامات کے سلسلے میں آپ رضی اللہ عنہا سے رجوع کیا کرتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہا چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کے حرم میں تھیں لہٰذا وہ حضور نبی کریم ﷺ کی عادات و اطوار اور رہن سہن کے متعلق معلومات حاصل کرتے تھے اور یہی وجہ ہے سنت رسول اللہ ﷺ کے ماخذ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا نام ایک معتبر اور سند کی حیثیت رکھتا ہے۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا حافظہ بے مثل تھا اور آپ رضی اللہ عنہا سے بے شمار احادیث مروی ہیں جو احادیث کی معتبر کتب میں روایت کی گئی ہیں۔

حضرت عمرو بن رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے لئے احادیث کا ایک مصحف لکھا کرتا تھا اور اس میں آپ رضی اللہ عنہا سے مروی ساتھ احادیث تھیں۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا عبادت و ریاضت میں بھی بے مثل تھیں اور آپ رضی اللہ عنہا اکثر و بیشتر روزہ رکھا کرتی تھیں اور آپ رضی اللہ عنہا فرض نمازوں کے علاوہ نفل نمازیں بھی بکثرت پڑھا کرتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا دن کو روزہ رکھتی تھیں اور رات کو عبادتِ خداوندی میں مشغول رہتی تھیں اور عبادت و ریاضت سے آپ رضی اللہ عنہا کے شغف کا اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کا جب وصال ہوا آپ رضی اللہ عنہا اس وقت روزہ سے تھیں۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ۴۵ھ میں تریسٹھ برس کی عمر میں مدینہ منورہ میں وصال فرمایا اور یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا بوقت وصال روزہ سے تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے بوقت وصال اپنے بھائی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو وصیت کی کہ میرا تمام ترکہ فروخت کر کے اس کی رقم صدقہ کر دینا۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ مروان بن الحکم نے پڑھائی جو اس وقت مدینہ منورہ کا گورنر تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے صاحبزادوں حضرت عاصم، حضرت سالم، حضرت عبداللہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہم نے قبر مبارک اتارا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جلیل القدر فرزند حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور بے شمار معرکوں میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ رہے۔ فن خطابت اور فصاحت و بلاغت میں اپنی مثل آپ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی دین اسلام سے مکمل آگاہی کی بناء پر تمام خلفاء نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنا مشیر رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے بے شمار احادیث مروی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی ظاہری زندگی میں اگر کوئی شخص خواب دیکھتا تو وہ اپنا خواب آپ ﷺ سے بیان کرتا تھا اور میں اس وقت جوان تھا اور مجھے بڑی خواہش تھی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھوں اور وہ خواب آپ ﷺ سے بیان کروں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں مسجد میں ہی سویا کرتا تھا اور میں نے ایک رات خواب میں دیکھا دو فرشتے آئے اور وہ مجھے پکڑ کر دوزخ کی [illegible] وہاں کچھ لوگوں کو

دیکھا جنہیں میں پہچانتا تھا اور پھر میں انہیں دیکھ کر کہنے لگا اللہ عزوجل کی پناہ دوزخ سے اور پھر ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور مجھ سے کہنے لگا تم خوفزدہ نہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے اپنے اس خواب کا ذکر اپنی بہن ام المومنین حضرت ام حفصہ رضی اللہ عنہا سے کیا اور انہوں نے یہ خواب حضور نبی کریم ﷺ کو سنایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا عبداللہ (رضی اللہ عنہ) اچھا آدمی ہے اگر وہ رات کو تہجد بھی پڑھے۔

راوی کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس واقعہ کے بعد رات کو بہت کم سوتے تھے اور تمام رات عبادت میں مشغول رہتے تھے۔

روایات میں آتا ہے حجاج بن یوسف نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ایک مکتوب لکھا کہ مجھے خبر ہوئی کہ آپ رضی اللہ عنہ کو خلافت کا شوق ہے حالانکہ جو شخص غیور ہو، بخیل ہو اور کلام سے عاجز ہو اسے خلافت کی قطعی ضرورت نہیں ہوتی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جواباً لکھا میں کبھی بھی خلافت کا طلبگار نہیں رہا اور جو تم کہتے ہو کہ میں کلام سے عاجز ہوں تو یاد رکھو قرآن مجید کا حافظ کبھی بھی کلام سے عاجز نہیں ہوتا اور جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ دیتا ہو وہ کبھی بخیل نہیں ہوتا اور جہاں تک تم نے غیور ہونے کی بات کی ہے تو جس بات پر میں نے غیرت کی ہے وہ اس کی حقدار ہے کہ میری اولاد میرے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرے۔

حضرت طفیل بن ابی بن کعب رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں اکثر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ میرے ساتھ بازار جاتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ بازار میں جس کے پاس سے بھی گزرتے اسے سلام کرتے تھے۔

ایک مرتبہ میں آپ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور آپ رضی اللہ عنہ مجھے لے کر بازار کی جانب

چلے تو میں نے عرض کیا آپ رضی اللہ عنہ بازار کیوں جاتے ہیں جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کچھ بھی خریداری نہیں کرتے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تو سلام کرنے کی غرض سے بازار جاتا ہوں اور جو بھی ملتا ہے اسے سلام کرتا ہوں۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو انگور کھانے کی خواہش ہوئی اور اس وقت آپ رضی اللہ عنہ بیمار تھے۔ میں ایک درہم کے بدلہ میں ایک خوشہ انگوروں کا لے آیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اس دوران دروازے پر ایک سائل نے آواز لگائی آپ رضی اللہ عنہ نے وہ انگوروں کا خوشہ مجھے دیا اور فرمایا یہ اسے دے آؤ۔ میں نے کہا آپ رضی اللہ عنہ اس میں سے کچھ چکھ لیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اسے نہیں چکھوں گا تم یہ اسے دے دو۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے وہ خوشہ اس سائل کو دے دیا اور بازار جا کر ایک درہم کا انگوروں کا ایک اور خوشہ خرید لایا اور آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ ابھی آپ رضی اللہ عنہ اس خوشے سے انگور کھانا چاہتے تھے کہ اس سائل نے پھر صدا لگائی اور آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا یہ خوشہ اس سائل کو دے آؤ۔ میں نے عرض کیا اس میں سے کچھ چکھ لیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں تم یہ سے دے دو۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے وہ خوشہ اس سائل کو دے دیا اور بازار جا کر ایک مرتبہ پھر ایک درہم کا انگوروں کا خوشہ خرید لایا اور اس سائل نے ایک مرتبہ پھر آواز لگائی اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے وہ خوشہ اسے دے دیا اور ایسا کئی مرتبہ ہوا۔ پھر میں نے تنگ آ کر اس سائل سے کہا تجھے حیاء نہیں آتی اور وہ سائل چلا گیا۔ میں پھر بازار گیا اور انگوروں کا خوشہ لایا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے تناول فرمایا۔

روایات میں آتا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب مکہ مکرمہ جاتے تھے

تو اپنے ساتھ ایک گدھا بھی رکھتے تھے اور جب اونٹنی پر سفر کرتے ہوئے تھک جاتے تو آرام کی غرض سے اس گدھے پر سوار ہو جاتے تھے اور ایک عمامہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ہوتی تھی جسے بوقت ضرورت سر پر باندھ لیتے تھے۔ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ گدھے پر سوار جا رہے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی ملاقات ایک دیہاتی سے ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا تم فلاں بن فلاں ہو؟ وہ دیہاتی بولا ہاں! میں وہی ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا گدھا اسے دے دیا اور فرمایا تم اس پر سوار ہو جاؤ اور پھر اپنا عمامہ اسے دیتے ہوئے فرمایا یہ بھی اپنے سر پر باندھ لو۔ آپ رضی اللہ عنہ کے رفقاء میں سے کسی نے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی سواری کا گدھا اسے دے دیا اور ساتھ ہی اپنا عمامہ بھی اسے دے دیا اللہ عزوجل آپ رضی اللہ عنہ کی مغفرت کرے آپ رضی اللہ عنہ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے بندہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی یہ بھی ہے کہ وہ اپنے والدین کے وصال کے بعد ان سے تعلق رکھنے والوں سے اچھا سلوک کرے اور یہ دیہاتی میرے والد کے بہترین دوست تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بیعت رضوان کے موقع پر اپنے والد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے قبل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس ضمن میں حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو حدیبیہ کے دن ایک انصاری کے پاس اپنا گھوڑا لانے کے لئے بھیجا تا کہ اس پر سوار ہو کر جہاد کر سکیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نکلے تو معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے نیچے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت کر رہے ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس وقت بیعت کی خبر نہ تھی چنانچہ

آپ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر حضور نبی کریم ﷺ سے بیعت کر لی اور پھر اس انصاری کے پاس گھوڑا لینے گئے اور پھر جب گھوڑا لے کر واپس لوٹے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زرہ پہنے ہوئے تھے اور اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی کہ حضور نبی کریم ﷺ درخت کے نیچے بیعت کر رہے ہیں چنانچہ اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس گئے اور بیعت کی۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی مدینہ منورہ آتے تو سب سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک پر حاضر ہوتے اور قبلہ رو ہو کر درود وسلام پڑھتے اور بارگاہِ خداوندی میں دعا کرتے اور پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر پر حاضر ہوتے اور ان پر سلام بھیجتے اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا مانگتے تھے اور پھر اپنے والد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر پر حاضر ہوتے اور قبلہ رو ہو کر ان پر سلام بھیجتے اور دعا مانگتے اور فرماتے تھے اے ابا جان! اے ابا جان!

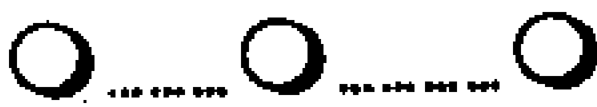
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو عبدالملک بن مروان کے زمانہ خلافت میں شہید کیا گیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عمر رضی اللہ عنہما بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں میرے بھائی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ ابوسروعہ رضی اللہ عنہ نے شراب پی اور بدمست ہو گئے۔ اس وقت یہ دونوں مصر میں تھے۔ والد بزرگوار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ... اس واقعہ کی اطلاع

ملی تو انہوں نے ان دونوں حضرات کو بلایا اور ان کے سر منڈوا دیئے۔ والد بزرگوار کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہلوا بھیجا کہ عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ) کو اونٹ کے کجاوے پر بٹھا کر میرے پاس بھیجو چنانچہ جس وقت عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ) مدینہ منورہ پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں اسی کوڑے لگائے۔ اس واقعہ کے ایک ماہ بعد عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ) وصال فرما گئے۔

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کا شمار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قابل بیٹوں میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار کی طرح درازقد اور بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے۔

حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا شمار بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بہادر اور نڈر بیٹوں میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فن پہلوانی میں شہرت حاصل کی اور بے شمار غزوات میں بھی شرکت فرمائی۔



حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حالت شدید زخمی ہونے کی بناء پر آہستہ آہستہ مزید خراب ہونے لگی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں سپردِ خاک ہونے کی اجازت مرحمت فرما دیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور ان سے والد بزرگوار کی خواہش کا اظہار کیا تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

''یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے رکھی ہوئی تھی لیکن میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ذات کو خود پر ترجیح دیتی ہوں اور یہ جگہ ان کو عطا کرتی ہوں۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب بتایا گیا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جگہ مرحمت فرما دی ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا۔

''میرے سر کے نیچے سے تکیہ ہٹا دو تاکہ میں اپنا سر زمین سے لگا سکوں اور اللہ عزوجل کا شکر ادا کروں۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ والد بزرگوار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب وہ شدید زخمی تھے اوران پر نزع کی کیفیت طاری تھی مجھ سے فرمایا تم اماں عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس جاؤ اوران سے کہو کہ میری یہ خواہش ہے کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اوران سے والد بزرگوار کی خواہش کا ذکر کیا۔آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وہ جگہ تو میں نے اپنے لئے رکھی تھی مگر میں تمہارے باپ کو خود پر ترجیح دیتی ہوں اور یہ جگہ انہیں دیتی ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے واپس آکر والد بزرگوار کو یہ بات بتائی تو آپ رضی اللہ عنہ بطورِ شکرانہ سجدہ میں چلے گئے۔

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بوقت وصال اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا دیکھو میرے اوپر بیت المال کا کتنا قرض ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ چھیاسی ہزار۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

> ''تم میرا تمام مال فروخت کر کے رقم بیت المال میں جمع کرا دینا اوراگر یہ رقم ناکافی ہوتو پھر اپنے مال سے اس کو ادا کرنا اوراگر پھر بھی ناکافی ہوتو بنی عدی بن کعب سے لے لینا اور اگر پھر بھی قرضہ پورا نہ ہوتو قریش سے قرض کی ادائیگی کا سوال کرنا اوران کے علاوہ کسی سے نہ کہنا۔''

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا۔

''تم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے میرا سلام کہنا اور ان سے عرض کرنا مجھے حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں سپردِ خاک کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں اور اگر وہ اجازت دے دیں تو ٹھیک ہے ورنہ مجھے جنت البقیع میں دفن کر دینا۔''

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے اپنے والد بزرگوار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خواہش کا اظہار کیا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رو پڑیں اور فرمایا۔

''وہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھی تھی لیکن میں عمر (رضی اللہ عنہ) کو خود پر فوقیت دیتی ہوں۔''

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے واپس آ کر یہ بات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بتائی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا۔

''بیٹا! جب میں مر جاؤں تو میری آنکھیں بند کر دینا اور میرے کفن میں میانہ روی اختیار کرنا اور اسراف نہ کرنا کیونکہ اگر

میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مقبول ہوا تو مجھے دنیا سے بہتر کفن مل جائے گا اور اگر میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مقبول نہ ہوا تو یہ کفن بھی میرے پاس نہیں رہے گا اور مجھ سے چھین لیا جائے گا۔ میری قبر کو زیادہ لمبی اور چوڑی نہ کرنا کیونکہ اگر میں اللہ عزوجل کے نزدیک معتبر ہوا تو وہ میری قبر کو حد نگاہ وسیع کر دے گا ورنہ میری قبر جتنی مرضی چوڑی ہو وہ اتنی تنگ کر دی جائے گی کہ میری پسلیاں ٹوٹ جائیں۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ھ کو زخمی ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا وصال یکم محرم الحرام ۲۴ھ بروز ہفتہ ہوا۔ بوقت وصال آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک قریباً تریسٹھ برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو بیری کے پتوں میں ابلے ہوئے پانی سے تین مرتبہ غسل دیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور مزار کے درمیان ریاض الجنۃ میں ادا کی گئی جبکہ حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ کو قبر مبارک میں اتارا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا غم:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں میں ان لوگوں میں کھڑا تھا جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے مغفرت کر رہے تھے اور اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جنازہ رکھا ہوا تھا۔ اس دوران ایک شخص میرے پیچھے آیا اور اس نے میرے کندھے پر اپنی کہنی نکالی اور فرمایا اللہ عزوجل ان پر رحم

کرے اور میں اللہ عزوجل سے امید رکھتا تھا اللہ عزوجل انہیں ان کے دونوں ساتھیوں کے ہمراہ رکھے گا یعنی حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور پھر اس شخص نے فرمایا میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے میں ہوں، ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے اور عمر رضی اللہ عنہ ہے اور میں نے یہ کیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ کیا اور عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کیا اور میں چلا، ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی چلے اور عمر رضی اللہ عنہ بھی چلے اور پھر اس شخص نے فرمایا مجھے قوی امید ہے کہ اللہ عزوجل انہیں ان کے ہمراہ رکھے گا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے مڑ کر دیکھا کہ وہ کون ہے جو میرے کندھے پر کہنی ٹکائے ایسی گفتگو کر رہا ہے تو وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وصال پر فرمایا۔

"دنیا میں مجھے جو شخص حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے زیادہ محبوب تھا وہ شخص آج کفن میں لپٹا ہوا ہے۔"

روایات میں آتا ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وصال پر فرمایا۔

"میری خواہش ہے میں مرتے وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے اعمال لے کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش ہوں۔ دنیا میں مجھے جو شخص حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے زیادہ محبوب تھا وہ شخص آج کفن میں لپٹا ہوا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وصال پر

فرمایا۔

"عمر (رضی اللہ عنہ) اسلام کا قلعہ تھے جو بھی اس قلعے میں داخل ہوتا تھا وہ محفوظ ہو جاتا تھا آج ان کے وصال کے بعد یہ قلعہ کمزور پڑ گیا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ میں کسی مجبوری کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے تھے انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا۔

"عمر (رضی اللہ عنہ) ہمارے بہترین اسلامی بھائی تھے، حق کے بارے میں بے حد سخی تھے اور باطل کے بارے میں نہایت سخت اور اللہ عزوجل کی رضا میں راضی رہنے والے تھے۔"

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی میت پر روتے ہوئے فرمایا۔

"آج میں اسلام پر رو رہا ہوں کیونکہ عمر (رضی اللہ عنہ) کی موت نے اسلام کی عمارت میں ایسی دراڑ ڈال دی ہے جو قیامت تک پر نہیں ہو سکے گی۔"

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

"آج عمر (رضی اللہ عنہ) کے وصال سے اسلام کمزور ہو گیا ہے۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا۔

"اللہ عمر (رضی اللہ عنہ) کی قبر کو روشن کرے جنہوں نے تراویح کی

نماز قائم کر کے مساجد کو مزید کر دیا۔"

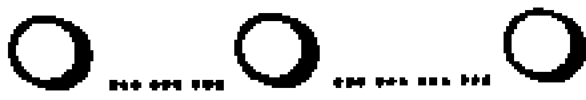
حضرت سلمان بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات پر جنوں نے نوحہ لیا تھا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو تبالہ پہاڑ نے یہ شعر پڑھے۔

لیبك علی الاسلام من كان باكیا
فقد اوشكو اهلكي وما قدم العهد
و اذبرت الدنیا و اذبر خیرها
وقد ملها من كان یوقن بالوعد

"رونے والوں کو اب اسلام پر رونا چاہئے اور تحقیق انہوں نے میری ہلاکت کا شکوہ کیا اور جو وقت آ رہا ہے اور دنیا اور اس کی خیر نے منہ موڑ لیا ہے اور جو وعدے پر اعتبار کرتا ہے وہ غفلت میں مبتلا ہے۔"

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے تبالہ پہاڑ کی جانب دیکھا مگر انہیں وہاں کوئی دکھائی نہ دیا۔



حلیہ مبارکہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی عادات واطوار کے اعتبار سے حضور نبی کریم ﷺ کی سنت کریمہ پر عمل پیرا تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا حلیہ، رہن سہن حتیٰ کہ زندگی کا ہر ایک پہلو حضور نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بہترین نمونہ تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابتداء میں غصہ کے تیز تھے مگر جب حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت میں آئے تو غصہ نرمی میں بدل گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''میری امت میں سب سے زیادہ رحمدل ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں اور دین کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔''

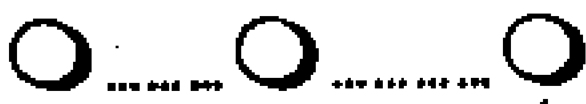
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قد مبارک دراز تھا اور ہزاروں آدمیوں کے مجمع میں بھی آپ رضی اللہ عنہ نمایاں نظر آتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا آپ رضی اللہ عنہ سواری پر سوار ہیں اور باقی لوگ پیدل چل رہے ہیں۔

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ فتوحات کے زمانہ میں کپڑوں کے کچھ تھان بطور مالِ غنیمت آئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی ﷺ میں کھڑے ہو کر سب میں ایک ایک کپڑا تقسیم فرمایا اور آپ رضی اللہ عنہ کے حصہ میں بھی ایک کپڑا آیا مگر آپ رضی اللہ عنہ چونکہ دراز قد تھے لہٰذا اس ایک کپڑے سے آپ رضی اللہ عنہ کا

جوڑا نہیں بنتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے حصہ کا کپڑا بھی آپ رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور یوں آپ رضی اللہ عنہ کا دو کپڑوں سے جوڑا تیار ہو گیا۔ پھر جب آپ رضی اللہ عنہ وہ نیا لباس زیب تن کئے ہوئے جمعہ کا خطبہ دینے منبر پر تشریف لائے تو ایک شخص نے اعتراض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے انصاف سے کام نہیں لیا اور دو کپڑے رکھے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی جانب سے آپ رضی اللہ عنہ کے فرزند نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں نے اپنا کپڑا والد بزرگوار کو دیا تھا جس سے ان کا جوڑا تیار ہوا اور انہوں نے کبھی انصاف سے منہ نہیں موڑا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آنکھیں بڑی اور بارعب تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ جس کی جانب ایک نظر دیکھتے وہ اپنی نظریں جھکا لیتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سر کے بال ہلکے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ گندمی تھا جس میں سرخی نمایاں تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے رخسار زیادہ بھرے ہوئے نہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک گھنی تھی جس میں خضاب لگاتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا سینہ کشادہ اور صورت بارعب تھی۔

طبقات ابن سعد میں روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جسم پر بال بہت زیادہ تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ بال زیادہ اچھے ہوتے ہیں یا تھوڑے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بال زیادہ اچھے ہوتے ہیں اور اس جواب میں آپ رضی اللہ عنہ کی حکمت یہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ کے جسم کے بال کم تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک پر بال زیادہ تھے آپ رضی اللہ عنہ کو خیال گزرا کہیں یہ سوال میرے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق نہ ہو کہ ہم میں سے بہتر کون ہیں لہٰذا یہ جواب دیا۔

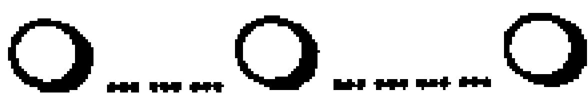


ارشادات

- جو شخص گناہ کرتے وقت اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے اللہ عزوجل اسے آفات سے محفوظ رکھتا ہے۔
- جب تم کسی عالم کو دنیا کی جانب مائل دیکھو تو جان لو کہ اس کے دین میں نقص ہے۔
- اللہ عزوجل اس شخص کا بھلا کرے جو میرے عیب مجھ پر ظاہر کرتا ہے۔
- مومن اللہ عزوجل اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں سے ہرگز دوستی نہیں کرتا اگرچہ وہ اس کے والدین اور اولاد ہی کیوں نہ ہو۔
- کسی کی تعریف کرنا اسے ذبح کرنے کے مترادف ہے۔
- اپنے نفوس کا حساب لیا کرو بیشتر اس کے کہ وہ تمہارا حساب لے۔
- اپنے مسلمان بھائی کی بات میں جب تک کوئی شرارت نظر نہ آئے اس بات کو درست سمجھو۔
- دنیا کی جانب متوجہ ہونا آخرت کو نقصان پہنچانا ہے۔
- اگر مجھے حساب کا خوف نہ ہوتا تو عمدہ کھاتا اور بہترین کپڑے پہنتا۔
- ہمیشہ عورتوں کی رائے کے خلاف کام کرو۔
- زاہدوں کی باتیں لکھ لیا کرو اللہ عزوجل ان پر فرشتے مقرر کر دیتا ہے اور

جو بات ان کے منہ سے نکلتی ہے وہ انمول موتی ہے۔

- عالموں کی صحبت میں بیٹھا کرو ان کی نصیحت دل پر اثر کرتی ہے۔
- ہر بات میں میانہ روی اختیار کرو۔
- علم کے شیدائی بنو اور بردباری اور وقار حاصل کرو۔
- لوگوں کو بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو ورنہ تم پر ظالم حاکم مسلط کر دیا جائے گا۔
- امام کے علم سے زیادہ کوئی علم اللہ عزوجل کو پیارا نہیں اور امام کی جہالت سے زیادہ کوئی بری اور مضر شے نہیں ہے۔
- جو پرہیزگار نہیں اس کا دل مردہ ہے۔
- جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اسے بچائے رکھتا ہے۔
- توبۃ النصوح کے معنی یہ ہیں کہ کسی برے کام سے ایسی توبہ کی جائے کہ دوبارہ اس کی جانب متوجہ نہ ہو۔
- دنیا کی عزت مال ہے اور آخرت کی عزت نیک اعمال ہیں۔
- بخیل اللہ عزوجل کا دشمن ہے۔
- سخی اللہ عزوجل کا دوست ہے۔
- احمق شخص نفع کے ارادے سے بھی نقصان پہنچاتا ہے لہٰذا اس کی دوستی سے بچنے کی کوشش کرو۔



کتابیات

۱۔ صحیح بخاری
۲۔ صحیح مسلم
۳۔ مسند امام احمد
۴۔ مستدرک الحاکم
۵۔ سنن ابوداؤد
۶۔ البدایہ والنہایہ
۷۔ سیرت ابن ہشام
۸۔ تاریخ طبری
۹۔ تفسیر ابن کثیر
۱۰۔ مشکوٰۃ شریف
۱۱۔ ترمذی شریف
۱۲۔ تفسیر روح المعانی
۱۳۔ تفسیر خزائن العرفان
۱۴۔ فقہ عمر رضی اللہ عنہ
۱۵۔ سیرت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

١٦۔ شرح فقہ اکبر

١٧۔ کنز العمال

١٨۔ اسد الغابہ

١٩۔ شعب الایمان

٢٠۔ تفسیر کبیر

٢١۔ تفسیر خازن

٢٢۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ

٢٣۔ تاریخ الخلفاء

٢٤۔ کراماتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

٢٥۔ طبقات ابن سعد

٢٦۔ حلیۃ الاولیاء

٢٧۔ نزہۃ المجالس

٢٨۔ سنہرے فیصلے

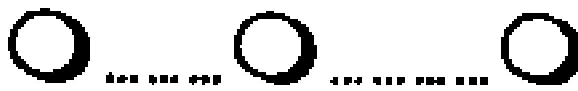
٢٩۔ الصواعق المحرقہ

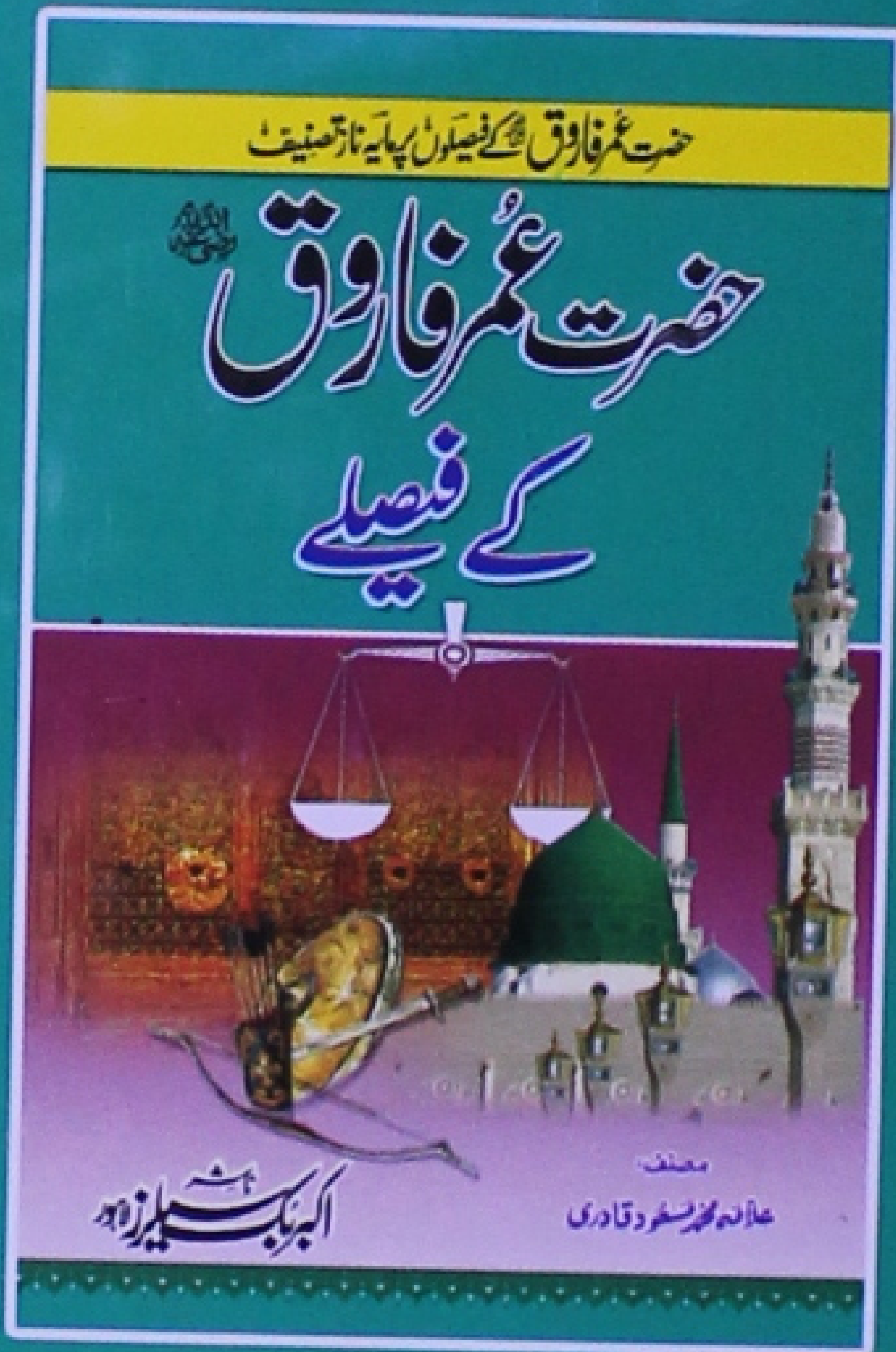
٣٠۔ مدارج النبوۃ

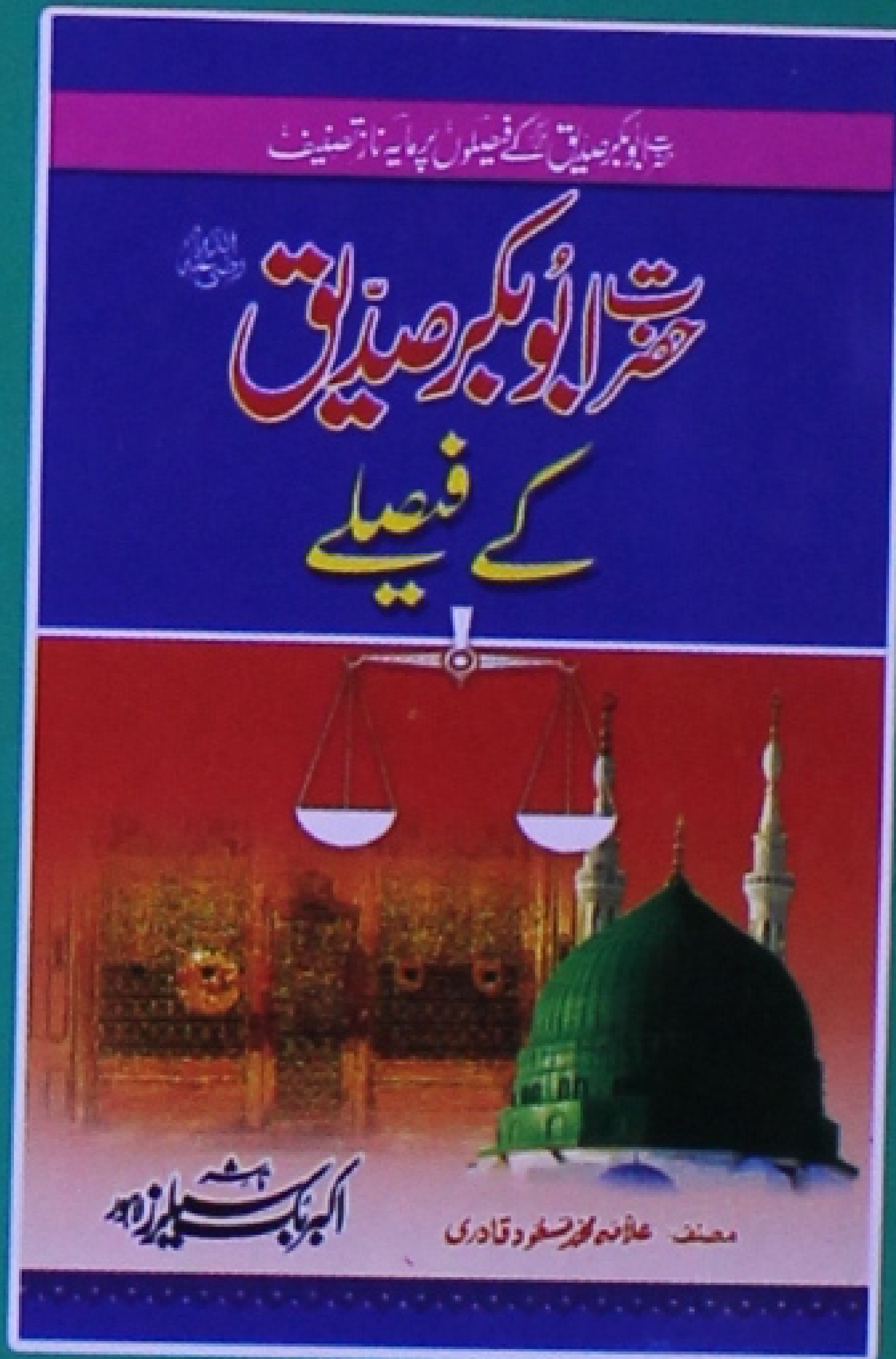
٣١۔ شواہد النبوۃ

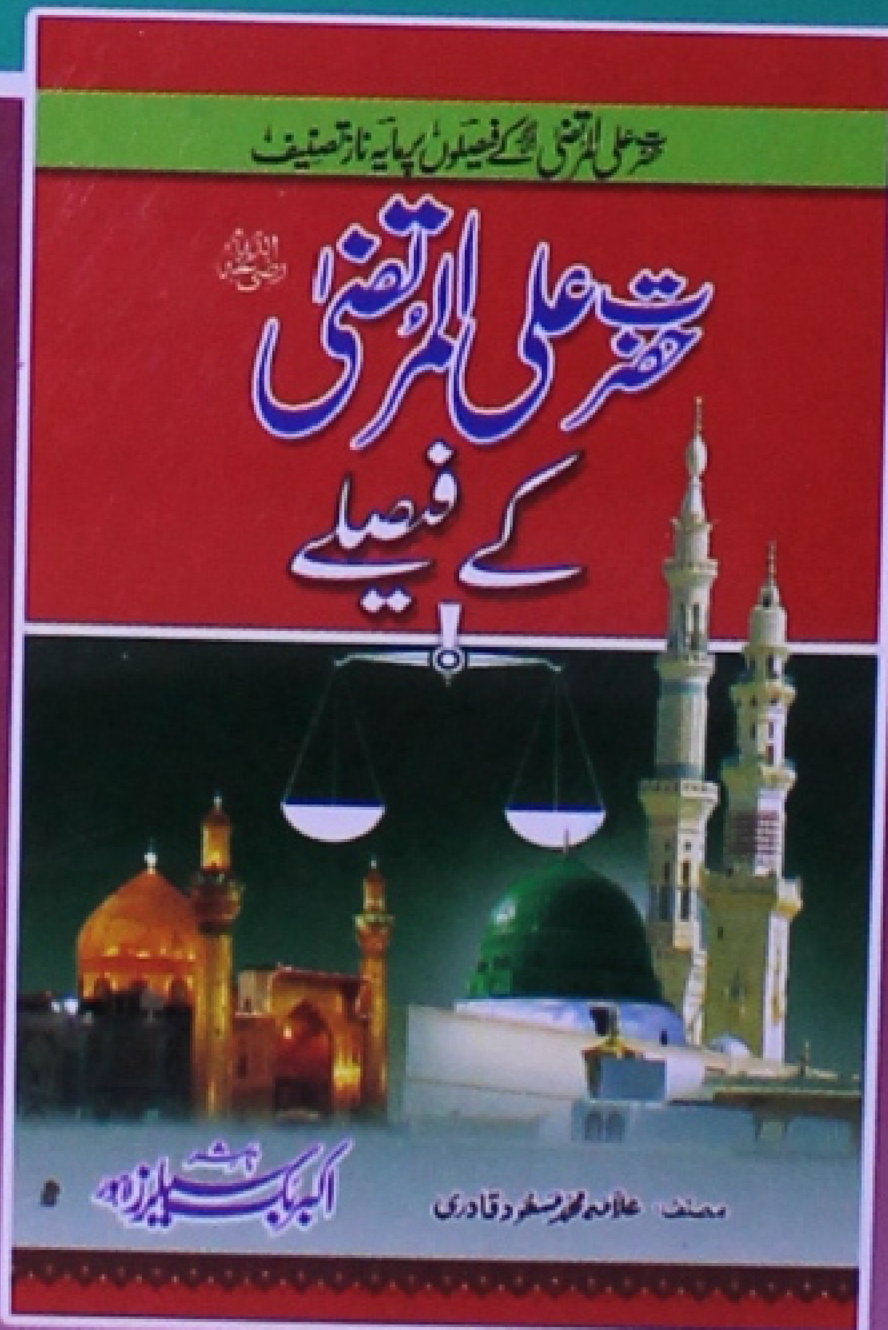
٣٢۔ ریاض النضرۃ

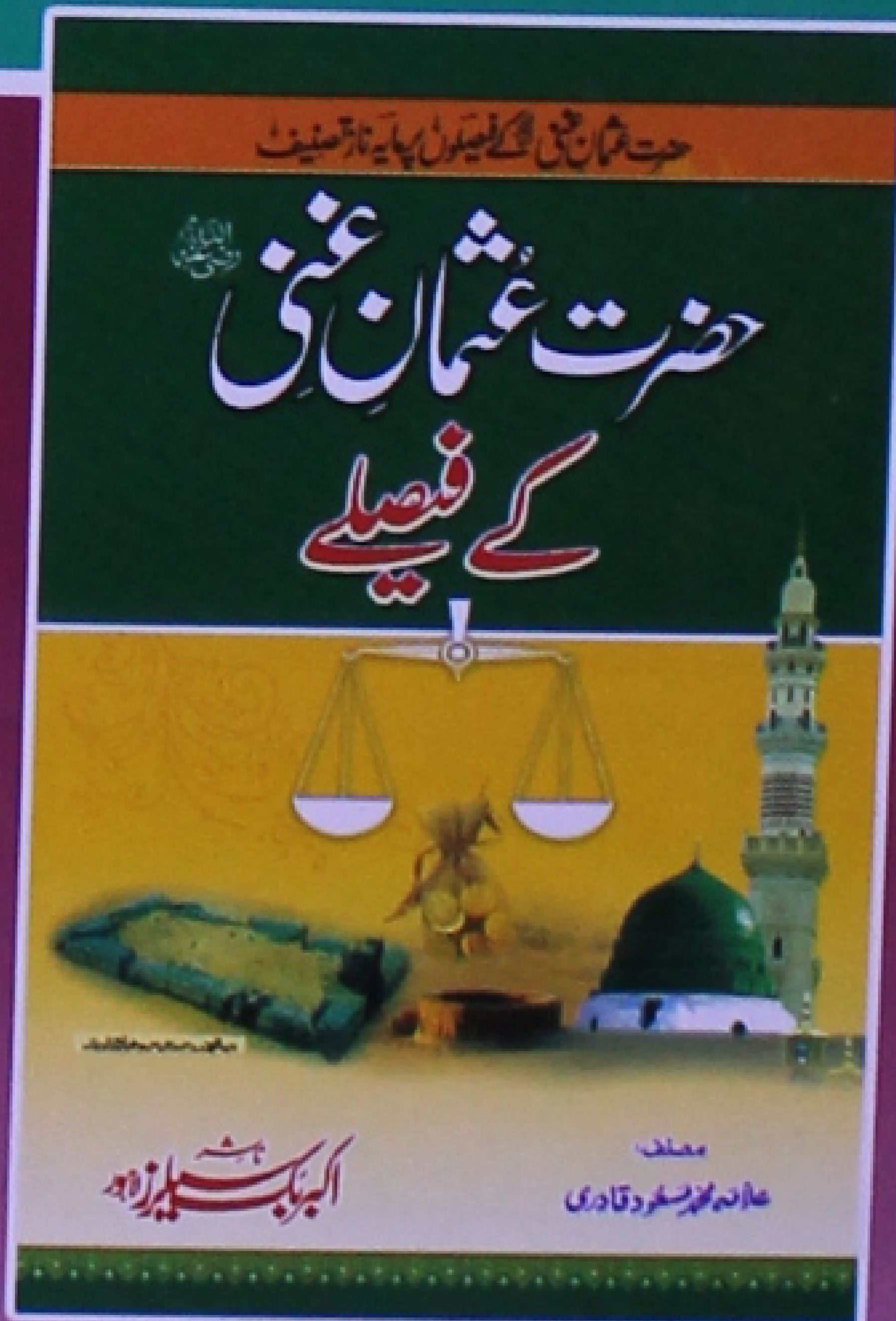
٣٣۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فیصلے











ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 042 - 37352022